اہل سنت کا نشان
ماہنامہ **بقیع** کراچی
DECEMBER 2024
مفت سلسلہ اشاعت نمبر 366
Regd. # MC-1177

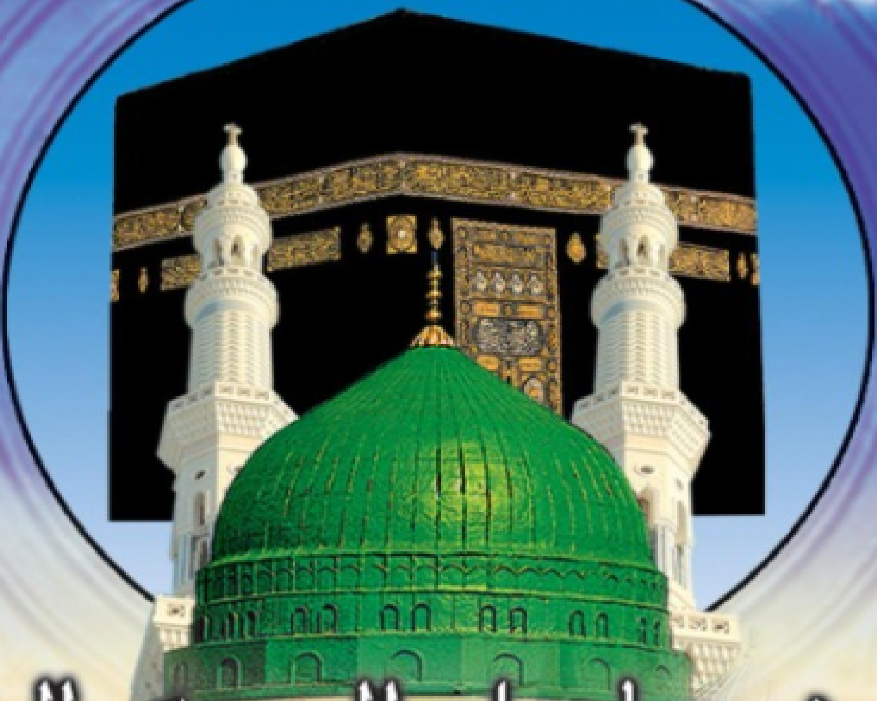

العُروَہ فی مناسکِ الحجّ والعُمرَہ

فتاویٰ حج وعمرہ

حصّہ 21

مصنّف

شیخ الحدیث ڈاکٹر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ
(شیخ الحدیث جامعۃ النّور ورئیس دار الإفتاء النّور)

جمعیّت اِشاعتِ اھلِسُنّت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰
Ph : 021-32439799 Website : www.ishaateislam.net

العُروةُ فِی مَناسِكِ الحجِّ والعُمْرَة

فتاویٰ حج وعمرہ

(حصہ 21)

مُصنّف

شیخ الحدیث ڈاکٹر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ

(شیخ الحدیث جامعۃ النّور ورئیس دار الإفتاء النّور)

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

کتاب : العُروةُ فِی مَناسِكِ الحِجّ والعُمْرَة
فتاویٰ حج وعمرہ (حصہ 21)

سن اشاعت : جمادی الاخریٰ ۱۴۴۶ھ / دسمبر 2024ء

ناشر : جمعیّت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار میٹھادر، کراچی

فون: 021-32439799

خوشخبری : یہ رسالہ www.ishaateislam.net

پر موجود ہے۔

فہرست فتاویٰ

نمبر شمار	فتاویٰ	صفحہ
1	پیش لفظ	6
2	**حج**	9
3	فرضیت حج کی شرائط	9
4	**حج بدل**	9
5	فرضیتِ حج کی شرائط، حج بدل کس سے کروایا جائے؟	9
6	عورت کا حج بدل مرد کے ذریعے کروانا	13
7	**میقات**	15
8	ہندوستان سے بلا احرام مکہ جانا	15
9	آفاقی کا اندرونِ میقات سے احرام باندھنا	19
10	مکہ مکرمہ والوں کے لئے احرام حج کی جگہ	21
11	**احرام**	28
12	احرام میں داڑھی کا خلال کرنا	28
13	احرام میں انڈر گارمنٹس استعمال کرنا	31
14	احرام کی حالت میں ڈائپر پہننا	34
15	عُذر کے سبب احرام کے اندر کوئی چیز پہننا	39
16	احرام میں ڈائپر پہننے کا شرعی حکم	40
17	احرام میں بدن کی کھال اکھیڑنا	57
18	احرام میں بدن کھجانا	58

19	احرام کی نیت سے دو چادریں پہن لینا	59
20	احرام کی حالت میں تعویذ پہننا	63
21	﴿ایام مخصوصہ﴾	68
22	حیض و نفاس	68
23	﴿طواف﴾	69
24	نفلی کے چار چکر چھوڑنے کا حکم	69
25	بوجہ عُذر طواف و سعی پیدل نہ کرنا	69
26	﴿سعی﴾	71
27	سعی کی دو رکعتیں پڑھنے کی جگہ	71
28	﴿حلق﴾	73
29	عمرہ کر کے سر کے چند بال کاٹنا	73
30	﴿قربانی﴾	77
31	حج کی قربانی یا دم کا جانور خود ذبح کرنا	77
32	﴿دم﴾	78
33	عمرہ کے احرام سے فارغ ہوئے بغیر احرام حج باندھنا	78
34	احرام باندھ کر عمرہ کیے بغیر وطن واپس آنا	83
35	دو احرام جمع کرنا اور غیر حرم میں حلق	86
36	میقات کے اندر سے احرام باندھ کر سعی سے پہلے کھول دینا	90
37	دمِ شکر کے عوض روزے میں کھانے پینے سے باز رہنا	94
38	طوافِ عمرہ اور حلق کے بعد سعی کرنا	96
39	دمِ جبر حلق سے پہلے ضروری نہیں	97

40	مختلف قسم کے دم اور صدقہ ادا کرنے کی جگہ	103
41	﴿متفرق﴾	106
42	حج کی قربانی کے بعد اضافی چندہ صدقہ کرنا	106
43	بہارِ شریعت کے ایک مسئلے کی وضاحت	108
44	مکہ سے بلا محرم عمرہ کرنا	109
45	احرام کی چادروں کو استعمال میں لانا	113
46	جیٹھ اور جٹھانی کے ساتھ عمرہ پر جانا	114
47	کنواری بیٹیوں کے بیٹھے ہوئے حج کرنا	115
48	بلا عذر ترکِ واجب اور حج مبرور	118
49	نفلی حج کرنے کا ارادہ نہ رکھنا	122
50	حج وعمرہ کے سفر کے ساتھ سامانِ تجارت	126
51	ماخذ ومراجع	128

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

پیش لفظ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حج اسلام کا اہم رُکن ہے جس کی ادائیگی صاحبِ استطاعت پر زندگی میں صرف ایک بار فرض ہے، اس کے بعد جتنی بار بھی حج کرے گا نفل ہو گا اور پھر لوگوں کو دیکھا جائے تو کچھ تو زندگی میں ایک ہی بار حج کرتے ہیں کچھ دو یا تین بار، اقل قلیل ایسے ہوتے ہیں جن کو ہر سال یہ سعادت نصیب ہوتی ہے۔ لہٰذا حج کے مسائل سے عدم واقفیت یا واقفیت کی کمی ایک فطری امر ہے۔ پھر کچھ لوگ تو اِس کی طرف توجہ ہی نہیں دیتے، دوسروں کی دیکھا دیکھی ایسے افعال کا ارتکاب کرتے ہیں جو سراسر ناجائز ہوتے ہیں اور کچھ علماء کرام کی طرف رُجوع کرتے ہیں، مناسکِ حج و عمرہ کی تربیت کے حوالے سے ہونے والی نشستوں میں شرکت کرتے ہیں پھر بھی ضرورت پڑنے پر حج میں موجود علماء یا اپنے ملک میں موجود علماء سے رابطہ کر کے مسئلہ معلوم کرتے ہیں اور پھر علماء کرام میں جو مسائل حج و عمرہ کے لئے کُتُبِ فقہ خصوصاً مناسکِ حج و عمرہ کا مطالعہ کرتے ہیں وہ تو مسائل کا صحیح جواب دے پاتے ہیں اور جن کا مطالعہ نہیں ہوتا وہ اس سے عاجز ہوتے ہیں اور ایسی صورت میں بعض تو اپنے قیاس سے مسائل بتا دیتے ہیں حالانکہ مناسکِ حج و عمرہ توقیفی ہیں۔ ہمارے ہاں جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) کے زیر اہتمام نور مسجد میٹھادر میں پچھلے کئی سالوں سے ہر سال باقاعدہ تربیتِ حج کے حوالے سے نشستیں ہوتی ہیں اسی لئے لوگ حج و عمرہ کے مسائل میں ہماری طرف کثرت سے رجوع بھی کرتے ہیں، اکثر تو زبانی اور بعض تحریری جواب طلب کرتے ہیں اور کچھ مسائل کہ جن کے لئے ہم نے خود بھی اپنے ادارے میں قائم دارالافتاء کی جانب رُجوع کیا تھا اور کچھ مفتی صاحب نے ۱۴۲۷ھ /۲۰۰۶ء اور ۱۴۲۸ھ /۲۰۰۷ء کے سفرِ حج میں مکہ مکرمہ میں تحریر فرمائے۔ پھر ۱۴۲۹ھ /۲۰۰۸ء اور ۱۴۳۰ھ /۲۰۰۹ء

کے سفرِ حج میں اور کچھ کراچی میں مزید فتاویٰ تحریر ہوئے۔ اس طرح ہمارے دارالافتاء سے مناسکِ حج وعمرہ اور اس سفر میں پیش آنے والے مسائل کے بابت جاری ہونے والے فتاویٰ کو ہم نے علیحدہ کیا اور اُن میں سے جن کی اشاعت کو ضروری جانا اس مجموعے میں شامل کر دیا اور چھ حصے اس سے قبل شائع کئے جو ۱۴۳۰ھ/۲۰۰۹ء تک کے فتاویٰ تھے اس کے بعد فتاویٰ کو جب جمع کیا گیا تو ضخامت کے وجہ سے اُن میں سے کچھ فتاویٰ حصہ ہفتم ۱۴۳۳ھ/ ۲۰۱۲ء میں، پھر حصہ ہشتم ۱۴۳۴ھ/ ۲۰۱۳ء میں شائع کئے گئے اور پھر حصہ نہم میں ۱۴۳۴ھ/ ۲۰۱۳ء میں اور ۱۴۳۵ھ/ ۲۰۱۴ء کے فتاویٰ ۱۴۳۶ھ/ ۲۰۱۵ء میں شائع کئے۔ اب ۱۴۳۷ھ/ ۲۰۱۵ء کہ جس میں مفتی صاحب قبلہ کسی مجبوری کی وجہ سے حج کے لئے نہ جاسکے لیکن لوگ فون پر اور نیٹ پر ان سے یا حاجیوں کے عزیز جو کراچی میں تھے وہ بالمشافہ ان سے رابطہ کرکے مسائلِ حج معلوم کرتے رہے، آپ نے کچھ جوابات زبانی دیئے اور کچھ تحریر جوابات لکھتے رہے وہ فتاویٰ اور ۱۴۳۷ھ/ ۲۰۱۶ء میں دورانِ حج لکھے گئے فتاویٰ کو ترتیب دیا گیا۔ اس طرح دو حصے تیار ہوئے اور دسواں حصہ رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ/ جون ۲۰۱۷ء کو شائع ہوا اور گیارہواں حصہ شوال المکرم ۱۴۳۸ھ/ جولائی ۲۰۱۷ء میں ہوا۔ پھر ۲۰۱۷ء اور ۲۰۱۸ء کے سفرِ حج میں اور کچھ دارالافتاء النور میں مفتی صاحب نے حج وعمرہ کے بارے میں جو فتاویٰ لکھے ان کو جب ترتیب دیا گیا تو تین حصے تیار ہوئے۔

جن میں سے بارہواں حصہ شعبان المعظم ۱۴۴۰ھ/ مئی ۲۰۱۹ء میں شائع ہوا، تیرہواں حصہ رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ/ جون ۲۰۱۹ء میں شائع ہوا اور چودہواں حصہ شوال المکرم ۱۴۴۰ھ/ ۲۰۱۹ء میں شائع ہوا اور پندرہواں حصہ شوال المکرم ۱۴۴۲ھ/ جون ۲۰۲۰ء میں، سولہواں حصہ ذیقعدہ ۱۴۴۲ھ/ جولائی ۲۰۲۰ء میں، سترہواں حصہ

جمادی الاولیٰ ۱۴۴۳ھ / دسمبر ۲۰۲۱ء میں، اٹھارواں حصہ رجب المرجب ۱۴۴۴ھ / فروری ۲۰۲۳ء، انیسواں حصہ ذوالقعدۃ ۱۴۴۴ھ / جون ۲۰۲۳ میں شائع ہوئے، بیسواں حصہ جمادی الثانی ۱۴۴۵ھ / دسمبر ۲۰۲۳ء میں شائع ہوئے اور اب اکیسواں حصہ جمادی الاُولیٰ ۱۴۴۶ھ / دسمبر ۲۰۲۴ء پر جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان اپنے سلسلۂ اشاعت کے ۳۶۶ویں نمبر پر شائع کر رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہم سب کی کاوش کو قبول کو فرمائے اور اسے عوام وخواص کے لئے نافع بنائے۔ آمین

فقیر محمد عرفان ضیائی

خادم جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

حج

فرضیتِ حج کی شرائط

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ آدمی پر حج کب فرض ہوتا ہے؟ (سائل: اعجاز حسین، اوستہ محمد، بلوچستان)

باسمه تعالیٰ وتقدس الجواب: حج فرض ہونے کی آٹھ شرطیں ہیں، جب تک وہ سب نہ پائی جائیں حج فرض نہیں: (۱) مسلمان ہونا (۲) دارالحرب میں رہتا ہو تو یہ بھی ضروری ہے کہ جانتا ہو کہ اسلام کے فرائض میں حج ہے (۳) عاقل ہونا (۴) بالغ ہونا (۵) آزاد ہونا (۶) تندرست ہو کہ حج کو جاسکے (۷) سفر کے خرچ کا مالک ہو اور سواری پر قادر ہو چاہے سواری اس کی ملکیت میں ہو یا اس کے پاس اتنا مال ہو کہ کرایہ پر لے سکے (۸) وقت یعنی حج کے مہینوں میں تمام شرائط پائے جائیں۔

اس بارے میں تفصیلی فتویٰ ہمارے فتاویٰ حج و عمرہ ''العُروۃُ فی مَناسِکِ الحَجِّ والعُمرۃ'' کے پندرہویں حصے صفحہ ۱۳ تا ۳۱ میں موجود ہے۔

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الأربعاء، ۲۲/ شوال، ۱٤٤٥ھ-۳۰/ اپریل، ۲۰۲٤م

حجِ بدل

فرضیتِ حج کی شرائط، حج بدل کس سے کروایا جائے

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص جو حج کرنے سے معذور ہو اور آئندہ استطاعت ہونے کی بھی اُمید نہ ہو

وہ کسی عاقل بالغ مسلمان کو اپنی جگہ حج کروانا چاہے تو وہ کسے حج کے لئے بھیجے، بعض کہتے ہیں کسی ایسے شخص کو بھیجا جائے جو پہلے حج کرچکا ہو اور بعض کہتے ہیں کہ کسی کو بھی بھیجا جاسکتا ہے، آپ بتائیں کہ درست کیا ہے اور کیسے شخص کو حج کے لئے بھیجا جائے؟ (سائل: عبدالرشید، لیاری، کراچی)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورتِ مسؤلہ میں کسی بھی مسلمان عاقل، بالغ کو بھیجا جائے جو راستے اور مسائلِ حج سے واقف ہو اور وہ پہلے حج ادا کرچکا ہو۔

چنانچہ علامہ ابو منصور محمد بن مکرم بن شعبان کرمانی حنفی متوفی ۵۹۷ھ ① اور ان کے حوالے سے علامہ شمس الدین ابو العباس احمد بن ابراہیم سروجی حنفی متوفی ۷۱۰ھ ② اور ان کے حوالے سے علامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۰۹۲ھ اور علمائے ہند کی ایک جماعت ③ نے لکھا ہے: أن يكون عالماً بطريق الحج وأفعاله ويكون حُرّاً عاقلاً بالغاً۔ [واللفظ للهندية]

یعنی، ایسے شخص کو حج کے لئے بھیجا جائے جو حج کے راستے کو اور حج کے افعال کو جاننے والا ہو اور آزاد، عاقل اور بالغ ہو۔

اور علامہ شمس الدین محمد بن عبد اللہ تمرتاشی حنفی متوفی ۱۰۰۴ھ اور علامہ علاء الدین حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں: (فجاز حج الصرورة) بمهملة: مَن لم يحج (والمرأة) ولو أمة (والعبد وغيره) كالمراهق، وغيرهم أولى لعدم الخلاف۔ ④

---

① المسالك في المناسك، باب الجنايات، فصل في حج الإنسان عن غيره، ۲/ ۸۹۰

② غاية السروجي شرح الهداية، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، ۹/ ۴۷۷

③ الفتاوىٰ الهندية، كتاب المناسك، الباب الرابع عشر في الحج عن الغير، ۱/ ۲۵۷

④ تنوير الأبصار و شرحه الدر المختار، كتاب الحج، باب الحج من الغير، ص ۱۷۳

یعنی، جائز ہے حج بدل اس سے کروانا جس نے حج نہ کیا ہو عورت ہو، باندی یا غلام وغیرہ جیسا کہ قریب البلوغ بچہ اور ان کے علاوہ اَولیٰ ہے اختلاف نہ ہونے کی وجہ سے۔

اور امام کمال الدین محمد بن عبد الواحد ابن ہمام حنفی متوفی ۸۶۱ھ ① لکھتے ہیں اور ان کے حوالے سے علّامہ سیّد محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ ② نقل کرتے ہیں: والأفضل احجاج الحرّ العالم بالمناسك الّذي حجّ عن نفسه۔

یعنی، اور افضل یہ ہے کہ حج بدل اس سے کرایا جائے جو آزاد ہو اور حج کے مناسک کو جاننے والا ہو اور اس نے اپنا فرض حج ادا کر لیا ہو۔

اور علّامہ برہان الدین محمود بن صدرالشریعہ ابن مازہ بخاری حنفی متوفی ۶۱۶ھ ③ لکھتے ہیں اور ان کے حوالے سے علّامہ نظام الدین اور علمائے ہند کی ایک جماعت ④ نے نقل کیا کہ: إذا أراد أن يحجّ رجلاً عن نفسه أن يحجّ رجلاً قد حجّ عن نفسه.

یعنی، جب کوئی اپنا حج (حج بدل) دوسرے شخص سے کرائے تو چاہیے کہ اس شخص سے کرائے جس نے اپنا حج ادا کر لیا ہو۔

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

---

① فتح القدیر، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر، تحت قوله: لحصول المقصود، ۳/ ۷۲

② ردالمحتار، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر، مطلب فی حج الصرورة، ، تحت قوله: وغیرهم أولی لعدم الخلاف، ٤/ ٢٥

③ المحیط البرهانی، کتاب المناسك، الفصل الخامس عشر فی الرجل یحج عن الغیر، ۳/ ٤٧٥

④ الفتاویٰ الهندیة، کتاب المناسك، الباب الرابع عشر فی الحج من الغیر، ۱/ ۲٥٧

اور حج سے مراد ہے کہ اس نے اپنا فرض حج ادا کیا ہو۔ چنانچہ امام کمال الدین ابن ہمام حنفی ① لکھتے ہیں اور ان کے حوالے سے علّامہ شامی حنفی ② نقل کرتے ہیں:" والأفضلُ أن يكونَ قد حجّ عن نفسه حجة الإسلام خروجاً من الخلاف.

یعنی، اور افضل یہ ہے کہ حج (حج بدل) اس سے کرایا جائے جس نے اپنا فرض حج ادا کر لیا ہو اختلاف سے نکلنے کے لئے۔

اس کے باوجود اگر ایسے شخص کو حج بدل کروایا گیا کہ جس نے فرض ادا نہ کیا ہو تو بھی حج بدل ادا ہو جائے گا۔

چنانچہ علّامہ ابن مازہ حنفی ③ لکھتے ہیں اور ان سے علّامہ نظام الدین اور علمائے ہند کی ایک جماعت ④ نے نقل کیا کہ: مع هذا لو أحجّ رجلاً لم يحجّ عن نفسه حجّةَ الإسلام يجوزُ عندنا وسَقطَ الحجُّ عن الآمر.

یعنی، اس کے باوجود کسی ایسے شخص سے حج بدل کروایا جس نے اپنا فرض حج ادا نہ کیا ہو جب بھی عند الاحناف حج بدل ادا ہو جائے گا اور حکم دینے والے سے حج ساقط ہو جائے گا۔

والله تعالىٰ أعلم بالصواب

یوم الإثنین، ١٧/ ذو الحجة، ١٤٤٥هـ-٢٤/ جون، ٢٠٢٤م

---

① فتح القدير، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، تحت قوله: لحصول المقصود، ٣/ ٧٢

② ردالمحتار، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، مطلب فی حج الصرورة، تحت قوله: وغيرهم أولى لعدم الخلاف، ٤/ ٢٥

③ المحيط البرهانی، كتاب المناسك، الفصل الخامس عشر فی الرجل يحج عن الغير، ٣/ ٤٧٥

④ الفتاوىٰ الهندية، كتاب المناسك، الباب الرابع عشر فی الحج من الغير، ١/ ٢٥٧

عورت کا حج بدل مرد کے ذریعے کروانا

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ کیا عورت کی طرف سے کیا جانے والا حج بدل ادا کرنے کے لئے عورت ہی کا ہونا ضروری ہے یا کسی مرد کے ذریعے بھی حج بدل کروایا جاسکتا ہے؟ شرعی رہنمائی فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ (سائل: محمد انور بن حاجی برکت علی، ڈیفنس، کراچی)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں عورت کی طرف سے عورت ہی کا حج بدل کرنا ضروری نہیں، مرد کے ذریعے بھی حج بدل کروایا جاسکتا ہے بلکہ افضل یہی ہے کہ عورت کے بجائے مرد کو حج بدل کے لئے بھیجا جائے۔

چنانچہ امام سلیمان ابن جارود متوفی ۲۰۴ھ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حجۃ الوداع کے موقع پر حاضر ہو کر سوال کیا: إِنَّ فَرِيضَةَ اللهِ فِي الْحَجِّ عَلَى عِبَادِهِ، أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا ضَعِيفًا، لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَسْتَمْسِكَ عَلَى رَاحِلَةٍ أَفَيَقْضِي عَنْهُ أَنْ أَحُجَّ عَنْهُ؟، قَالَ: «نَعَمْ»-①

یعنی، میرے باپ پر حج فرض ہے اور وہ بہت بوڑھے ہیں کہ سواری پر بیٹھ نہیں سکتے کیا میں اُن کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ فرمایا: ہاں۔

---

① مسند أبي داود الطيالسي، وما أسند عبد الله بن العبّاس بن عبد المطلب، وسليمان بن يسار، برقم: ۲۷۸۵، ۳/ ۱۰٤

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ عورت مرد کی طرف سے حج بدل کر سکتی ہے تو پھر مرد کا عورت کی طرف سے حج بدل کرنا تو بدرجۂ اولیٰ جائز و درست ہے بلکہ افضل یہی ہے کہ عورت کی طرف سے مرد کے ذریعے حج بدل کروایا جائے۔

چنانچہ علامہ منصور محمد بن مکرم بن شعبان کرمانی حنفی متوفی ۵۹۷ھ ① اور ان کے حوالے سے علامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۰۹۲ھ اور علمائے ہند کی ایک جماعت ② نے لکھا ہے: الأفضلُ أن يكونَ عالمًا بطريقِ الحَجّ وأفعالِه، ويكونَ حُرًّا عاقلًا بالغًا- [واللفظ للهندية]

یعنی، حج بدل کے لئے ایسے شخص کو بھیجنا افضل ہے جو وہاں کے راستے اور افعال سے واقف ہو اور عاقل، بالغ اور آزاد ہو۔

اور علامہ کمال الدین ابن ہمام حنفی متوفی ۸۶۱ھ ③ اور ان کے حوالے سے علّامہ سیّد محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ ④ لکھتے ہیں: الأفضلُ إحجاجُ الحُرّ العالِمِ بالمناسكِ الّذي حجّ عنْ نفسهِ حجّة الإسلامِ. [واللفظ للفتح]

یعنی، افضل یہ ہے کہ اُس آزاد مرد اور مناسکِ حج کے جاننے والے کو حج بدل کے لئے بھیجا جائے جو خود فرض حج ادا کر چکا ہو۔

---

① المسالك فی المناسك، باب الجنايات، فصل فی حج الإنسان عن غيره، ۸۹۰/۲

② الفتاوی الهندية، كتاب المناسك، الباب الرابع عشر فی الحج عن الغير، ۲۵۷/۱

③ فتح القدير، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، تحت قوله: ومن أمره رجلان إلخ، ۷۲/۳

④ رد المحتار، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، مطلب فی حج الصرورة، تحت قوله: وغيرهم أولى لعدم الخلاف، ۴/ ۲۵

اور شیخ الدلائل علامہ محمد عبد الحق الہ آبادی مہاجر مکی حنفی متوفی ۱۳۳۳ھ لکھتے ہیں: اَولیٰ یہ ہے کہ عورت کی طرف سے بھی حج بدل مرد ہی کرے؛ کیونکہ مرد کا حج اکمل ہوتا ہے، اس لئے کہ مرد رَمل کرتا ہے اور سعی کے اندر دونوں مینار سبز کے درمیان دوڑتا ہے اور لبیک پکار کر کہتا ہے۔ اور عورت کا حج انقص ہوتا ہے، اس لئے کہ اُس پر رَمل کرنا ہی نہیں اور نہ دوڑنا دونوں مینار سبز کے درمیان میں اور نہ لبیک پکار کے کہنا اور نہ سر کھولنا اور نہ حلق یعنی سر منڈانا اور نہ سلا کپڑا اُتارنا۔ سو حاصل یہ کہ حج بدل مرد ہی سے کرانا اکمل ہے۔ ❶

اور صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: افضل یہ ہے کہ ایسے شخص کو بھیجیں جو حج کے طریقے اور اُس کے افعال سے آگاہ ہو اور بہتر یہ ہے کہ آزاد مرد ہو اور اگر آزاد عورت یا غلام یا باندی یا مراہق یعنی قریب البلوغ بچہ سے حج کرایا جب بھی ادا ہو جائے گا۔ ❷

والله تعالىٰ أعلم بالصواب
يوم الأحد، ۲۸/ ذو القعدة، ۱٤٤٤ھ-۱۷/ جون، ۲۰۲۳م

میقات

ہندوستان سے بلا احرام مکہ جانا

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید عمرہ کے ارادے سے ہندوستان سے مکہ شریف کے لئے نکلا لکھنو ایئرپورٹ سے جدّہ کے لئے فلائٹ ہے لیکن زید نے نہ تو عمرہ کی نیت کی اور نہ ہی احرام

---

❶ نهاية الأمل في بيان مسائل الحج البدل، ص ۵۳

❷ بہار شریعت، حج کا بیان، حج بدل کا بیان، ۱/ ۶/ ۱۲۰۴

باندھا اور فلائٹ لکھنؤ ایئر پورٹ سے جدہ کے لئے اڑ چکی ہے۔ بکر کا کہنا ہے کہ دم میں ایک بکری دینا پڑے گی زید کہتا ہے کہ بکری انڈیا میں عمرہ سے پہلے دینا پڑے گی یا مکہ میں عمرہ کے بعد؟ علمائے کرام رہنمائی فرمائیں مہربانی ہو گی۔

(سائل: نفیس رضا رودولی شریف فیض آباد، انڈیا)

باسمہ تعالیٰ و تقدس الجواب: صُورتِ مسئولہ میں اُس پر میقات سے قبل احرام باندھنا واجب ہے۔

چنانچہ علامہ رضی الدین محمد بن محمد سرخسی حنفی متوفی ۵۷۱ھ ① اور ان کے حوالے سے علامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۰۹۲ھ اور علمائے ہند کی ایک جماعت ② نے لکھا ہے: ولا يجوزُ للآفاقيِّ أن يَدخل مكّة بغير إحرامٍ نوَى النُّسُكَ أو لا ولو دخلها فعليه حجّةٌ أو عمرةٌ۔

یعنی، آفاقی کے لئے یہ جائز نہیں کہ بغیر احرام مکہ مکرمہ جائے خواہ نُسک کی نیّت ہو یا نہ ہو اور اگر مکہ مکرمہ داخل ہوا تو اُس پر حج یا عمرہ واجب ہو گا۔

اور صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: میقات اُس جگہ کو کہتے ہیں کہ مکہ معظمہ کے جانے والے کو بغیر احرام وہاں سے آگے جانا جائز نہیں اگرچہ تجارت وغیرہ کسی اور غرض سے جاتا ہو۔ ③

اگر میقات سے احرام نہیں باندھے گا تو اس کی تین صورتیں ہیں یا تو میقات کے اندر سے احرام باندھ کر عمرہ کرے گا یا پھر عمرہ شروع کرنے سے پہلے

---

① المحيط السرخسی، كتاب الحج، باب دخول مكة بغير إحرام، ۲/ ۱۶۵

② الفتاوى الهندية، كتاب المناسك، الباب الثانی فی المواقيت، ۱/ ۲۲۱

③ بہار شریعت، حج کا بیان، میقات کا بیان، ۱/ ۶/ ۱۰۶۷

کسی بھی میقات واپس جاکر احرام باندھے گا یا اندرونِ میقات ہی سے احرام باندھ کر میقات لوٹ کر تلبیہ کہے گا۔ پہلی صورت میں اُس پر دم واجب ہو گا اور بقیہ دونوں صورتوں میں اُس سے دم ساقط ہو جائے گا۔ اور توبہ بہر صورت کرنی ہو گی۔

چنانچہ علامہ شمس الدین محمد بن عبد اللہ تمرتاشی حنفی متوفی ۱۰۰۴ھ اور علامہ علاء الدین حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں: (آفاقيٌ) مسلمٌ بالغٌ (يريد الحجَّ أو العمرةَ وجاوزَ وقتَهُ) (ثمّ أحرم لزِمه دمٌ؛ كما إذا لم يُحرِم، فإن عاد) إلى ميقاتٍ ما (ثمّ أحرم أو) عاد إليه حالَ كونه (مُحرِمًا لم يَشرعْ في نسكٍ) صفةُ: محرِمًا كطوافٍ ولو شوطًا، (ولَبّى سقطَ دمُه) (وإلّا) أي وإن لم يَعُد أو عادَ بعد شُروعه (لا) يسقطُ الدّم. ❶

یعنی، جو بالغ مسلمان آفاقی حج یا عمرہ کا ارادہ رکھتا ہو اور وہ میقات سے گزر جائے پھر وہ احرام باندھے تو اس پر دم لازم ہو گا جس طرح جب وہ احرام نہ باندھے، پھر اگر وہ کسی بھی میقات کی طرف لوٹے پھر وہ احرام باندھے یا میقات کی طرف احرام باندھ کر لوٹے جب کہ وہ نسک میں شروع نہیں ہوا تھا۔ "لم يشرع فی نسک" یہ محرماً کی صفت ہے جیسے وہ طواف میں شروع نہیں ہوا تھا اگرچہ وہ ایک چکر ہی کیوں نہ ہو اور اُس نے تلبیہ کہا تو دم ساقط ہو جائے گا۔ اور اگر وہ نہ لوٹے یا شروع کرنے کے بعد لوٹے تو دم ساقط نہیں ہو گا۔

اس کے تحت علامہ سیّد محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں: (قوله: يريد الحجّ أو العمرةَ) فالمراد بقولِه: إذا أراد الحجّ أو العُمرة

---

❶ تنویر الأبصار وشرحہ الدر المختار، کتاب الحج، باب الھدی، ص ۱۷۱

إذا أراد مكّة، وليس المرادُ بمكّة خُصوصَها، بل قصدُ الحرم مطلقًا موجبٌ للإحرام. ❶

یعنی، ماتن کے قول "إذا أراد الحج أو العمرة" سے مراد یہ ہے کہ وہ مکہ کا ارادہ کرے۔ اور مکہ سے مراد بالخصوص مکہ نہیں، بلکہ مطلقاً حرم کا قصد احرام کو واجب کر دیتا ہے۔

اور یہ دم انڈیا میں دینے سے ادا نہ ہو گا کہ اس کے لئے حرم شرط ہے۔

چنانچہ علامہ حصکفی حنفی ❷ اور علامہ محمد بن منصور یافی حنفی (المتوفی من أهل قرن ١٣ھ) ❸ لکھتے ہیں: يتعيّنُ (الحرمُ) لَا مِنًى (لِلكُلِّ)۔

یعنی، ذبح کرنے کے لئے حرم متعیّن ہے منیٰ متعیّن نہیں یہ سب کے لئے ہے۔

اس کے تحت علامہ شامی لکھتے ہیں: (قوله للكُلِّ) بيانٌ لكونِ الهَدي مؤقّتًا بالمكان سواءٌ كان دَم شُكرٍ أو جنايةٍ. ❹

یعنی، یہ اس امر کا بیان ہے کہ ہدی مکان کے ساتھ مختص ہے چاہے وہ دم شکر ہو یا دم جنایت۔

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

---

❶ رد المحتار، باب الجنايات، مطلب: لا يجب الضمان بكسر آلات اللّهو، ٣/ ٧٠٥

❷ الدر المختار، كتاب الحج، باب الهدى، ص ١٧٤

❸ تبصرة الناسك لنهج معرفة المناسك، الباب الرابع فى الحج عن الغير إلخ، فصل فى الهدى يستحب إلخ، ق٧٧/ ب

❹ رد المحتار، كتاب الحج، باب الهدى، ٤/ ٤٧

اور امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان حنفی متوفی ۱۳۴۰ھ لکھتے ہیں: اگر ہندوستان (انڈیا) میں ہزار گائیں یا اونٹ ذبح کر دیں ادا نہ ہو گا کہ اس کے لیے حرم شرط ہے۔❶

اور دم واجب ہو جائے تو اسے عمرہ کرنے سے پہلے بھی دے سکتے ہیں اور عمرہ کے بعد بھی کیونکہ کفّارے علی التّراخی واجب ہوتے ہیں، جس کی تفصیل ہمارے فتاویٰ حج وعمرہ "العُروۃُ فی مَناسِکِ الحَجِّ والعُمرۃ" کے ۱۷ ویں حصے میں صفحہ ۶۰ تا ۶۲ میں موجود ہے۔

والله تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم السبت، ١٣/ ربیع الآخر، ١٤٤٥ھ-٢٨/ اکتوبر، ٢٠٢٣م

آفاقی کا اندرونِ میقات سے احرام باندھنا

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت کی پہلے یہاں کراچی سے مدینہ شریف کی روانگی تھی وہاں پر کچھ ایام گزارنے کے بعد اسے مکہ کی طرف جانا تھا جب مکہ کی طرف جانے کے دن آئے اور مکہ کی طرف اس کی روانگی ہوئی تو مدینہ سے مکہ آتے ہوئے جو میقات آتی ہے وہاں پر جب یہ پہنچی تو اسے عمرے کی نیت کرنی تھی اس کے دیگر گھر والوں نے نیت کر لی اور اس کو پتہ چلا کہ اس کے ایام شروع ہو گئے ہیں تو مسئلہ معلوم نہیں تھا اس وقت معلوم کرنے کی کوشش کی مگر معلوم نہیں ہو سکا تو وہاں سے بغیر نیت کے ہی حرم کے لئے چلی گئی راستے میں اسے معلوم ہوا کہ مجھے دوبارہ میقات جانا پڑے گا لیکن وہ میقات

---

❶ فتاوی رضویہ، کتاب الحج، حج بدل، ۱۰/ ۶۷۰

دوبارہ نہیں گئی اور اس نے دم دینے کا ارادہ کرلیا کہ میں دم دے دوں گی پھر وہ چونکہ میڈیسن لے کر گئی تھی تو اب ویسے ایام تو شروع ہو گئے تھے پھر اس نے ٹیبلیٹس کھالی، اور انہیں کھانے کے بعد وہاں پر جا کر اس نے ابھی عمرے وغیرہ کی کچھ بھی نیت نہیں کی تھی، وہاں پر جا کر اس نے طواف کیا حج وعمرے کے جتنے بھی ارکان ہوتے ہیں وہ سب اس نے ادا کیے تو اس کے بعد اس نے سمجھا کہ ایام تو اب رک گئے ہیں تو پھر اس نے دوسرا عمرہ بھی کیا اور تیسرا عمرہ بھی اب کر چکی ہے تو یہ صورت بنی کہ میقات سے اس نے نیت نہیں کی تھی پھر اس نے مسجد عائشہ سے جا کر نیت کی پہلے اور دوسرے عمرے کی اور تیسرا عمرہ یہ ابھی کر رہی ہے۔

(سائل: معرفت علامہ شہزاد صاحب، جمشید روڈ، کراچی)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں ذِکر کردہ خاتون پر دم اور توبہ واجب ہے کہ اس نے بلا احرام میقات سے گزر کر پہلا عمرہ اندرونِ میقات سے احرام باندھ کر ادا کیا ہے۔

چنانچہ علامہ علاء الدین محمد بن احمد سمرقندی حنفی متوفی ۵۳۹ھ لکھتے ہیں:

إذا أحرم بعد الْمُجاوزَة من دَاخل الميقات للحجّ أو العُمرة وَمضى على إحرامه ذلِكَ وَلم يعد: فيجب عليهِ الدّم لأنّه أدخل النّقص فِي إحرامه. ①

یعنی، کسی نے بلا احرام میقات سے گزر کر میقات کے اندر سے حج یا عمرے کا احرام باندھا اور میقات نہ لوٹا تو اس پر دم واجب ہو گا کیونکہ اس نے اپنے احرام میں نقص کو داخل کر دیا ہے۔

---

① تحفۃ الفقہاء، کتاب المناسک، باب الإحرام، ص ۱۹۳

اور علامہ شمس الدین احمد بن سلیمان ابن کمال پاشا حنفی متوفی ۹۴۰ھ لکھتے ہیں: إن جاوزَ الميقات بغير إحرامٍ ثمّ أحرم ومَضى عليه حتى أتمّه فعليه دمٌ بالإجماع. ❶

یعنی، اگر کوئی بلا احرام میقات تجاوز کر کے احرام باندھے اور اسی پر رہتے ہوئے حج یا عمرہ مکمل کرے تو اس پر بالاجماع دم واجب ہو گا۔

والله تعالىٰ أعلم بالصواب

یوم الجمعة، ۲٦/ ربیع الأخر، ١٤٤٥ھ-١٠/ نومبر، ٢٠٢٣م

مکہ مکرمہ والوں کے لئے احرام حج کی جگہ

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ مکی یا وہ شخص جو مکی کے حکم میں ہے جیسے حج تمتع کرنے والا آفاقی یہ لوگ احرام کہاں سے باندھیں کیونکہ دیکھا گیا ہے کہ کوئی مسجد حرام میں جا کر احرام باندھتا ہے کوئی مکہ مکرمہ میں اپنے ہوٹل سے ہی احرام باندھ لیتا ہے اور کچھ لوگ جو عزیزیہ میں رہائش اختیار کئے ہوتے ہیں ان کی اکثریت عزیزیہ سے ہی احرام باندھتی ہے اور کچھ گروپ لیڈران اور ورکر حضرات کو آٹھ تاریخ کو منیٰ سے احرام باندھتے ہوئے بھی دیکھا گیا۔ اب آپ ہماری رہنمائی فرمائیں کہ کیا درست ہے اور کیا غلط ہے اور صاحب ہدایہ کی عبارت "والشرط أن يحرم من الحرم" ❷ کا کیا مطلب ہے؟

---

❶ الإيضاح في شرح الإصلاح، كتاب الحج، باب الجنايات، تحت قوله: فإن عاد فأحرم منه إلخ، ١/ ٢٧٨

❷ الهداية، كتاب الحج، باب التمتع، ١٠/ ١/ ١٨٩

الفتاوىٰ الهندية، كتاب المناسك، الباب السابع في القران والتمتع، ١/ ٢٣٩

باسمه تعالیٰ و تقدس الجواب: مکی اور جو مکی کے حکم میں ہے ان کے لئے واجب ہے کہ وہ حرم سے احرام باندھیں کیونکہ حج کے لئے اُن کی میقات (یعنی احرام باندھنے کی جگہ) حرم ہی ہے۔ چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں: الصنفُ الثالثُ: وهُم مَن كانَ منزلُه فى الحَرمِ، فوقتُه الحرمُ للحجِّ والحلُّ للعُمرةِ. ❶

یعنی، تیسری قسم وہ لوگ ہیں کہ جن کی منزل حرم میں ہے تو اُن کی میقات حج کے لئے حرم اور عمرہ کے لئے حِلّ ہے۔

اور جو شخص مکی حقیقی نہیں بلکہ وہاں آیا ہو اس کا حکم بھی وہی ہے جو اہل مکہ کا ہے۔ چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی اور مُلّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: وكذلك أى مثلُ حكم أهل الحرم كلُّ من دخل الحرمَ من غير أهله وإن لم ينو الإقامة به، كالمفرد بالعمرة والمتمتّع. ❷

یعنی، اسی طرح یعنی اہلِ حرم کے حکم کی مثل ہر وہ شخص ہے اہلِ حرم کے غیر سے حرم میں داخل ہوا اگرچہ اس نے وہاں اقامت کی نیت نہ کی جیسے صرف عمرہ کرنے والا یا حج تمتع کرنے والا۔

اور جو صاحبِ ہدایہ نے ان لوگوں کے لئے حرم سے احرام کو شرط لکھا ہے اس سے مراد شرطِ وُجوب ہے۔

چنانچہ مُلّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: وأمّا فى "الهِدَايةِ" مِن: "أنّ الشرطَ أن يحرمَ مِن الحرمِ" فمَحمولٌ على شرطِ الوُجوبِ لا

---

❶ لباب المناسک، باب المواقیت، فصل فی الصنف الثالث، ص ۸۰

❷ لباب المناسک و شرحہ المسلک المتقسط فی المنسک المتوسط، باب: المواقیت، فصل فی الصنف الثالث، ص ۱۱۷

عَلى شرطِ الصِّحةِ لما فی "الجامع الصغيرِ" وغَيرِهِ مِن أنّ المتمتّعَ إذا خرجَ من الحرمِ وأحرمَ بالحجّ فعليه دمٌ، قالوا: ولو عَادَ إلى الحَرمِ قبلَ الوُقوفِ سقطَ عنه الدَّمُ. وقد قال الخَبَّازیُّ عند جوابِه عن قولهم: "المتمتّعُ مَنْ تكونُ حَجتُّه مَكيّةً" أن هذه النكتةَ لبيانِ أنّ ميقاتَ المتمتّع فی الحجّ ميقاتُ أهلِ مكّةَ. ❶

یعنی، اور جو "ہدایہ" ❷ میں ہے کہ "شرط یہ ہے کہ وہ حرم سے احرام باندھے" میں وہ شرط وُجوب پر محمول ہے نہ کہ شرطِ صحت پر کیونکہ "الجامع الصغیر" ❸ وغیرہ میں ہے کہ متمتع جب حرم سے نکلا اور اس نے حج کا احرام باندھا تو اُس پر دم لازم ہے اور فقہاء نے فرمایا: اگر وہ وقوفِ عرفات سے قبل حرم کو لوٹ آیا تو اس پر دم ساقط ہو گیا اور علامہ خبّازی نے ان کے قول کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: متمتع وہ ہے کہ جس کا حج مکی ہو بیشک یہ نکتہ اُس کو بیان کرنے کے لئے ہے کہ متمتع کے حج میں میقات اہلِ مکہ کی میقات ہے۔

اور پھر مسجدِ حرام سے احرام باندھنا لازم نہیں ہے۔ چنانچہ علّامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ ❹ اور ان کے حوالے سے علّامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۰۹۲ھ اور علمائے ہند کی ایک جماعت ❺ نے لکھا کہ: أمّا المسجدُ فليس بلازمٍ.

---

❶ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب التمتع، فصل: المتمتع على نوعين إلخ، تحت قوله: فأحرم منه لا شیء عليه إلخ، ص۴۰۹

❷ الهداية، كتاب الحج، باب التمتع، ۱/ ۱/ ۱۸۹

❸ الجامع الصغير، كتاب الحج، باب فيمن جاوز الميقات أو دخل مكة بغير إحرام، ص ۹۰-۹۱

❹ الهداية، كتاب الحج، باب التمتع، ۱/ ۱/ ۱۸۹

❺ الفتاوىٰ الهندية، كتاب المناسك، الباب السابع فی القران والتمتع، ۱/ ۲۳۹

یعنی، پس مسجدِ حرام سے احرام باندھنا لازم نہیں ہے۔

باقی مسجد حرام سے احرام باندھنا افضل ضرور ہے۔ چنانچہ علّامہ قوام الدین امیر کاتب بن امیر عمر اتقانی حنفی متوفی ۷۵۸ھ لکھتے ہیں: وإنّما ذكَر الإحرامَ مِن المسجدِ الحرام؛ لأنه أفضلُ، وإلّا فيجوزُ له الإحرام من جميعِ الحرم. ①

یعنی، مسجد حرام سے احرام باندھنے کا ذکر افضل ہونے کی وجہ سے کیا ہے ورنہ مکی کے لئے پورے حرم سے احرام باندھنا جائز ہے۔

اور امام کمال الدین محمد بن عبد الواحد ابن ہمام حنفی متوفی ۸۶۱ھ ② اور ان کے حوالے سے علّامہ نظام الدین اور علمائے ہند ③ کی ایک جماعت نے لکھا: والمسجدُ أفضلُ ومكةُ أفضلُ مِن غيرِها مِن الحرَمِ.

یعنی، اور مسجد حرام سے احرام باندھنا افضل ہے اور مکہ مکرمہ سے احرام باندھنا حرم کی دوسری جگہ سے احرام باندھنے سے افضل ہے۔

اور علّامہ رحمت اللہ سندھی حنفی لکھتے ہیں: والأفضلُ أن يُحرمَ مِن المسجد. ④

یعنی، افضل ہے کہ مسجد حرام سے احرام باندھے۔

اور مُلّا علی قاری حنفی لکھتے ہیں: ومن المسجد أفضلُ. ①

---

① غاية البيان شرح الهداية، كتاب الحج، باب التمتع، تحت قوله: فإذا كان يوم التروية إلخ، ٤/ ٥٩

② فتح القدير، كتاب الحج، باب التمتع، تحت قوله: والمسجد ليس بلازم، ٢/ ٤٢٣

③ الفتاوىٰ الهندية، كتاب المناسك، الباب السابع في القران والتمتع، ١/ ٢٣٩

④ لباب المناسك، باب التمتع، فصل في أنواع التمتع، ص ١٨٤

یعنی، مسجد حرام سے احرام باندھنا افضل ہے۔

اور مسجد حرام میں افضل جگہ حطیم کعبہ ہے۔ چنانچہ مُلّا علی قاری حنفی لکھتے ہیں: والحَطِيمُ أفضلُ أمَاكِنه. ②

یعنی، حطیم مسجد حرام کی افضل جگہوں میں سے ہے۔

باقی جو لوگ منیٰ میں جاکر احرام باندھتے ہیں ان کا احرام بھی درست ہو جائے گا کیونکہ منیٰ بھی حرم میں ہے اور پورے حرم میں احرام باندھنا جائز ہے۔ چنانچہ علّامہ رحمت اللہ سندھی حنفی لکھتے ہیں: ویجوزُ مِن جمیع الحَرم۔ ③

یعنی، پورے حرم میں سے کسی جگہ پر احرام باندھنا جائز ہے۔

مگر حرم کے اس حصے سے احرام باندھنا جس پر مکہ شہر آباد ہے دوسری جگہ سے احرام باندھنے سے افضل ہے۔ چنانچہ علّامہ رحمت اللہ سندھی اور مُلّا علی قاری حنفی لکھتے ہیں: ومن مكةَ أفضلُ مِن خَارجِها أي بالنِّسبةِ إلى سَائرِ الحرم. ④

یعنی، مکہ مکرمہ سے احرام باندھنا حرم کی دوسری جگہ سے احرام باندھنے سے افضل ہے۔

---

① المسلك المتقسط ، باب المواقيت، فصل في الصنف الثالث، تحت قوله: فوقته الحرم للحج، ص ١١٧

② المسلك المتقسط ، باب التمتع، فصل: المتمتع على نوعين إلخ، تحت قوله: والأفضل أن يُحرم من المسجد، ص٤٠٨

③ لباب المناسك ، باب التمتع ، فصل في أنواع التمتع، ص ١٨٤

④ لباب المناسك و شرحه للقاري، باب التمتع ، فصل: المتمتع على نوعين إلخ، ص٤٠٨

اور پھر آٹھ تاریخ کو احرام باندھنا لازم نہیں اس سے پہلے بھی باندھا جاسکتا ہے اور بعد میں عرفہ کے روز بھی۔ چنانچہ علّامہ ابو بکر بن علی حدادی حنفی متوفی ۸۰۰ھ ❶ ان کے حوالے سے علّامہ نظام الدین حنفی اور علمائے ہند کی ایک جماعت❷ نے لکھا: وَهذا الوقتُ ليس بلازِمٍ حتى لو أحرَمَ يومَ عرفةَ جَازَ.[واللفظ للهندية]

یعنی، یہ وقت لازم نہیں ہے یہاں تک کہ اگر عرفہ کے روز احرام باندھا تو جائز ہے۔

اور علّامہ قوام الدین اتقانی حنفی لکھتے ہیں: وكلٌّ منهما ليس بشرط لازم. ❸

یعنی، دونوں (آٹھ تاریخ کو احرام باندھنا اور مسجد حرام سے احرام باندھنا) میں سے ہر ایک شرط لازم نہیں ہے۔

اگرچہ احرام تو یومِ عرفہ کو باندھنا بھی جائز ہے مگر بہتر یہی ہے کہ تمام حُجاجِ کرام کی موافقت کرتے ہوئے آٹھ تاریخ کو احرام باندھ لے اسی لئے فقہاءِ کرام نے لکھا ہے کہ جب آٹھ ذوالحج آئے تو احرام باندھ لے۔

چنانچہ علّامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی ❶ کے حوالے سے علّامہ نظام الدین حنفی اور علمائے ہند کی ایک جماعت ❷ نے لکھا: فإذا كانَ يومُ التَّروِيَةِ أحْرَمَ بالحجِّ مِنَ المسجدِ.

---

❶ الجوهرة النيرة، كتاب الحج، باب التمتع، تحت قوله: ولم يتحلل حتى يحرم بالحج يوم التروية، ١/ ٣٩٨

❷ الفتاوىٰ الهندية، كتاب المناسك، الباب السابع فى القران والتمتع، ١/ ٢٣٩

❸ غاية البيان شرح الهداية، كتاب الحج، باب التمتع، تحت قوله: فإذا كان يوم التروية إلخ، ٤/ ٥٩

یعنی، جب یومِ ترویہ یعنی آٹھ ذوالحجہ ہو تو مسجد حرام سے احرام باندھے۔

بلکہ فقہاءِ عظام نے لکھا ہے کہ آٹھ سے پہلے باندھے تو بہتر ہے۔ چنانچہ علّامہ قوام الدین اتقانی حنفی لکھتے ہیں: بل تقديمُ إحرام الحجّ على يوم التروية هو الأفضل، وإنّما ذكره؛ لأنه أوّل يوم يبدأ فيه أفعالَ الحجّ؛ ولهذا لمّا افتتحَ أصحابُ رسول الله صلى الله عليه وسلم الحجَّ؛ أمرَهمُ النّبيُّ صلى الله عليه وسلم: أنْ يُحْرِمُوْا يَوْمَ التَّرْوِيَةِ. ❸

یعنی، بلکہ آٹھ ذوالحجہ سے پہلے حج کا احرام باندھنا افضل ہے اور آٹھ تاریخ پہلا دن ہے جس میں حاجی حج کے افعال کی ابتداء کرتا ہے اس لئے اسے ذکر کیا اور اسی وجہ سے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے حج کا آغاز کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ وہ آٹھ ذوالحجہ کو احرام باندھیں۔

اور علّامہ رحمت اللہ سندھی لکھتے ہیں: وقبلَه أفضلُ. ❹

یعنی، آٹھ تاریخ سے قبل احرام باندھنا افضل ہے۔

اس افضلیت کی وجہ بیان کرتے ہوئے مُلّا علی قاری حنفی لکھتے ہیں: لزيادةِ أيّامِ العِبادة۔ ❺

---

❶ الهداية، كتاب الحج، باب التمتع، ١٠/ ١/ ١٨٩

❷ الفتاوىٰ الهندية، كتاب المناسك، الباب السابع في القران والتمتع، ١/ ٢٣٩

❸ غاية البيان شرح الهداية، كتاب الحج، باب التمتع، تحت قوله: فإذا كان يوم التروية إلخ، ٤/ ٥٩

❹ لباب المناسك، باب التمتع، فصل في أنواع التمتع، ص١٨٤

❺ المسلك المتقسط، باب التمتع، فصل: المتمتع على نوعين إلخ، تحت قوله: وقبله أفضل، ص٤٠٨

یعنی، ایام عبادت زیادہ ہو جانے کی وجہ سے (آٹھ ذوالحجہ سے قبل احرام باندھنا افضل ہے)۔

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الثلاثاء، ۲۵/ ذو الحجۃ، ۱٤٤٥ھ-۱/ جولائی، ۲۰۲٤م

احرام

احرام میں داڑھی کا خلال کرنا

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ کسی شخص نے عمرے کی ادائیگی کے لئے احرام باندھا اور وضو کرتے ہوئے داڑھی کے خلال سے اس کے داڑھی کے بال ٹوٹتے ہوں تو عمرہ کی ادائیگی میں کوئی مسئلہ ہو گا؟ (سائل: محمد شکیل سیفی، بلدیہ ٹاؤن، کراچی)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: وضو میں داڑھی کا خلال کرنا سنت ہے بشرطیکہ وضو کرنے والا حالت احرام میں نہ ہو۔

چنانچہ علامہ علاء الدین حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ "وضو کی سنتوں" کے بیان میں لکھتے ہیں: وتَخليلُ اللّحية لغَيْر المحرم بعدَ التَّثليثِ. ①

یعنی، غیر مُحرم کے لیے تین بار چہرہ دھونے کے بعد داڑھی کا خلال کرنا سنت ہے۔

اور مُحرم کو داڑھی کا خلال کرنا مکروہ ہے۔ چنانچہ علامہ سراج الدین عمر ابن نجیم حنفی متوفی ۱۰۰۵ھ لکھتے ہیں اور اُن سے علامہ سیّد محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ نقل کرتے ہیں: (وتخليلُ لحيتِهِ) وهو سنّة لغَير المحرِمِ أمّا المحرمُ فمكروهٌ. ②

---

① الدر المختار، کتاب الطهارة، أركان الوضوء أربعة، ص۲۲

② النهر الفائق شرح كنز الدقائق، كتاب الطهارة، ۱/ ٤۲

یعنی، غیر مُحرم کے لئے داڑھی کا خلال کرنا سنت ہے اور مُحرم کے لئے مکروہ ہے۔

اور یہاں کراہت سے مراد کراہتِ تنزیہی ہے ورنہ مُحرم کے صرف خلال کرنے کی صورت میں اس پر دم یا صدقہ واجب ہوتا۔ اس لئے صورتِ مسئولہ میں وُہ شخص داڑھی کا خلال نہ کرے۔ پھر بھی اگر بال اپنے آپ بے ہاتھ لگائے ٹوٹ جائیں یا بیماری سے گر پڑیں تو اس صورت میں کچھ واجب نہیں ہوگا۔

چنانچہ علامہ رحمت اللہ بن عبد اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ اور مُلّا علی بن سلطان قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: أنّ الشعرَ إذا سَقط بنفسِهِ لا محذورَ فيه ولا محظورَ (ولو تناثرَ شعرُه بالمرض فلا شيءَ عليهِ). ❶

یعنی، مُحرم کے بال جب از خود یا بیماری سے گر جائیں تو اس پر کچھ واجب نہیں۔

اور اگر وضو کے دوران داڑھی کا خلال کرنے یا کھجانے یا کنگھا کرنے میں یا کسی بھی طرح مُحرم کے اپنے فعل سے داڑھی کے بال ٹوٹ جائیں تو صدقہ واجب ہوگا جب تک یہ مقدار داڑھی کے چوتھائی بالوں کے بقدر نہ ہو ورنہ دم واجب ہوگا اور تین یا اس سے کم بال ٹوٹنے کی صورت میں ایک مٹھی گندم یا ہر بال کے عوض ایک ٹکڑا روٹی یا ہر بال کے بدلے ایک کھجور صدقہ کرے۔

چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی اور مُلّا علی قاری حنفی لکھتے ہیں: (ولَو سَقط من رأسِه أو من لحيتِه ثلاثُ شعراتٍ عندَ الوضوء أو غيره) أي حين

رد المحتار، كتاب الطهارة، أركان الوضوء أربعة، مطلب في منافع السواك، تحت قوله: لغير المحرم، ١/ ٢٥٥

❶ لباب المناسك وشرحه المسلك المتقسط في المنسك المتوسط، باب الجنايات وأنواعها، النوع الثاني في الطيب، فصل: لا فرق بين الرجل والمرأة في الطيب، ص ٤٦٤-٤٦٥

مَسّه وحَكّه (فعليه كَفٌّ من طعامٍ) كما رُوِى عن محمّد، على إطلاقه من غير قَيد لكُلّ شعرة (أو كِسْرةٌ) أى من خبزٍ (أو تمرةٌ لكُلّ شَعرةٍ). ❶

یعنی، اگر وضو وغیرہ کرتے وقت سر یا داڑھی کے تین بال گریں تو ایک مٹھی اناج صدقہ لازم ہے جیسا کہ **امام محمد** رحمۃ اللہ علیہ سے ہر بال کی قید کے بغیر مطلقاً مروی ہے، یا ہر بال کے عوض ایک ٹکڑا روٹی یا ایک کھجور صدقہ واجب ہے۔

اور **شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی** حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں: اگر مُحرم بخارید یا مسح کرد سرخودرا یا لحیه خودرا یا تخلیل کرد لحیه را در وقت وضو یا غیر آن پس ساقط گشتند موی ازوی، پس اگر یک دو سه موی باشد واجب شود یک کف از گندم ویا بدهد براء موئے یک خرما واگر زائد شدند بر سه موئ نصف صاع گندم بدهد ما دام که نرسند به ربع رأس و رُبع لحیه، وچون بربع رسید ذبح شاة لازم گردد ازین سبب گفته اند که مستحب نیست در حق مُحرم تخلیل لحیه در وقت وضوء. ❷

یعنی، مُحرم نے اپنا سر یا داڑھی کھجائی یا ان پر ہاتھ پھیرا، یا وضو کے وقت یا ویسے ہی داڑھی کا خلال کیا اور اس سے بال گرے تو اگر بال تین تک ہوں تو ایک مٹھی گندم دے دے یا ہر بال کے بدلے ایک کھجور صدقہ کرے اور اگر تین سے زیادہ بال گریں تو نصف صاع گندم صدقہ دے جب تک یہ مقدار چوتھائی سر یا داڑھی کے بالوں کے بقدر نہ ہو۔ چوتھائی کی مقدار تک پہنچنے پر ایک بکری ذبح کرنی

---

❶ لباب المناسك وشرحه المسلك المتقسط فى المنسك المتوسط، باب الجنايات، فصل فى سقوط الشعر، ص٢٠٤

❷ حياة القلوب، باب اول در بيان احرام، فصل ششم در بيان مُحرّمات إحرام، ص٨٥-٨٦

ہوگی۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ مُحرم کے حق میں وضو کے وقت داڑھی کا خلال کرنا مستحب نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الأربعاء، ۲/ رمضان، ۱٤٤٥ھ-۱۳/ مارچ، ۲۰۲٤م

احرام میں انڈر گارمنٹس استعمال کرنا

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص جس کا حال میں بواسیر کا آپریشن ہوا ہے اور اب کیفیت یہ ہے کہ گندگی کپڑوں کو ناپاک کر دیتی ہے تو کیا وہ شخص عمرہ کی ادائیگی کے دوران حالتِ احرام میں انڈر گارمنٹس کا استعمال کر سکتا ہے اگر نہیں تو بصورتِ دیگر کیا طریقہ اپنائے کہ عمرہ کی ادائیگی ہو سکے؟ (سائل: محمد شکیل سیفی، بلدیہ ٹاؤن، کراچی)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسؤلہ میں انڈر گارمنٹس پہننے کی اجازت نہیں ہے کیونکہ مرد کو حالتِ احرام میں سلا ہوا لباس پہننا ممنوع اور ناجائز ہے۔ چنانچہ علامہ علاء الدین ابو بکر بن مسعود کاسانی حنفی متوفی ۵۸۷ھ اور علامہ ابو بکر بن علی حدادی حنفی متوفی ۸۰۰ھ اور اُن سے علامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۰۹۲ھ اور علمائے ہند کی ایک جماعت نے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے: لا يَلبسُ مَخِيطًا والحرامُ مِن لُبسِ المخيطِ هو اللُّبسُ المعتادُ- ملخصاً [واللفظ للآخر] ①

یعنی، مُحرم سلا ہوا لباس نہ پہنے اور جس سلے ہوئے لباس کو احرام میں پہننا حرام ہے اس سے مراد عادت کے مطابق پہننا ہے۔

---

① بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، کتاب الحج، ۳/ ۲۰٤-۲۰٦
السراج الوهاج، کتاب الحج، ق۲۳۸/ الف، مخطوط مصوّر
الفتاوى الهندية، کتاب المناسك، الباب الرابع فيما يفعله المحرم بعد الإحرام، ۱/ ۲۲٤

اسی طرح امام برہان الدین ابو المعالی محمود بن صدر الشریعہ ابنِ مازہ بخاری حنفی متوفی ۶۱۶ھ لکھتے ہیں: والأصل أنّ المحرم ممنوعٌ عن لبسِ المخيطِ على الوَجه المعتادِ. ①

یعنی، اور اُصول یہ ہے کہ مُحرِم کو معتاد انداز میں سلا ہوا لباس پہننا ممنوع ہے۔

اور صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ ”وہ باتیں جو احرام میں حرام ہیں“ کے تحت لکھتے ہیں: سِلا کپڑا پہننا۔ ②

لہٰذا وُہ کپڑوں کو گندگی سے بچانے کے لئے کوئی اَن سِلا کپڑا مثلاً لنگوٹ باندھ لیں اور اس کے نیچے روئی کا پیڈ یا ٹشو پیپر رکھ لیں کیونکہ یہ ممنوعاتِ احرام میں سے نہیں ہے۔ چنانچہ امام شمس الدین ابو بکر محمد سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ لکھتے ہیں: وإن عَصّب شيئًا مِن جسده من علّةٍ أو غيرِ علّة فلا شيءَ عليه، لأنه غيرُ ممنوعٍ عن تَغطيةِ سائرِ الجسد سِوى الرّأس والوجهِ. ③

یعنی، ضرورت کی وجہ سے یا بے ضرورت بدن کے کسی حصے پر پٹی باندھی تو اس پر کفارہ لازم نہیں کیونکہ اُسے سوائے سر اور چہرے کے پورے جسم کو ڈھکنے سے نہیں روکا گیا ہے۔

اور علامہ علاء الدین محمد بن علی حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں: بعد الإحرامِ يَتَقِي سَترَ الوجهِ والرّأس بِخلافِ بَقِيّةِ البَدَنِ وَلُبسَ قَميصٍ وسَراوِيلَ

---

① المحيط البرهاني، كتاب المناسك، الفصل الخامس: ما يحرم على المحرم وما لا يحرم، ٣/ ٤٢٨

② بہار شریعت، حج کا بیان، احرام کا بیان، ۱/ ۶/ ۱۰۷۸

③ كتاب المبسوط للسرخسي، كتاب المناسك، باب ما يلبسه المحرم من الثياب، ٢/ ٤/ ١١٥

أي كُلّ مَعمولٍ عَلى قدرِ بدنٍ أو بَعضِه وقَباءٍ ولو لَم يُدخِل يَديه فِي كُمَّيه جاز إلّا أن يُزَرِّره أو يُخَلِّله، ويجوزُ أن يَرتدِي بقميصٍ وجُبّةٍ ويَلتَحِفَ به في نومٍ أو غيرِه اتّفاقًا. ❶

یعنی، مُحرم چہرہ اور سر کوڈھانپنے سے پرہیز کرے برخلاف بقیہ بدن کے، اور قمیص اور شلوار پہننے سے بچے یعنی ہر اس لباس کو پہننے سے پرہیز کرے جو انسان کے تمام قد یا بعض بدن کے موافق بنایا جاتا ہے، اور قبا پہننے سے پرہیز کرے اور اگر مُحرم قبا کی دونوں آستینوں میں اپنے ہاتھ نہ ڈالے تو جائز ہے مگر یہ کہ اسے گھنڈی (گریبان کو بند کرنے کے لیے کپڑے یا دھاگے کا گول بٹن جیسا کہ "فیروز اللغات" ❷ میں ہے) یا کانٹے سے اٹکادے تو جائز نہیں، اور بالاتفاق یہ جائز ہے کہ مُحرم قمیص اور جُبّہ کو بطور چادر استعمال میں لائے یا سونے وغیرہ کی حالت میں جُبّہ کو بطور لحاف لپیٹے۔

اور امام اہلسنّت امام احمد رضا حنفی متوفی ۱۳۴۰ھ لکھتے ہیں: احرام میں لنگوٹ باندھنا مطلقاً جائز ہے جبکہ سلانہ ہو کہ ممانعت لبس مخیط بروجہ معتاد سے ہے یا سر اور مُنہ کے چھپانے سے اور نادوختہ (بے سلے) لنگوٹ میں دونوں باتیں نہیں۔ ❸

اور چونکہ یہ عُذر کی وجہ سے ہے اس لئے کوئی کراہت بھی نہیں ہے۔

چنانچہ علامہ ابو بکر سرخسی حنفی لکھتے ہیں: ولكِن يُكره له أن يَفعل ذلك من غيرِ علّة. ❹

---

❶ الدر المختار، کتاب الحج، فصل فی الإحرام وصفة المفرد بالحج، ص۱۵۹-۱۶۰

❷ فیروز اللغات، حرف گ، گھ، ص ۱۱۳۱

❸ فتاویٰ رضویہ، کتاب الحج، حج بدل، ۱۰/ ۶۶۳

❹ كتاب المبسوط للسرخسي، كتاب المناسك، باب ما يلبسه المحرم من الثياب، ٢/ ٤/ ١١٥

یعنی، لیکن بے ضرورت پٹی باندھنا مکروہ ہے۔

اور علامہ رضی الدین محمد بن محمد سرخسی حنفی متوفی ۵۷۱ھ لکھتے ہیں: وَلَو عصَبَ شيئًا آخر مِن جسدِهِ لم يَلزَمْه شيءٌ ويكرهُ بغير عُذرٍ. ❶

یعنی، اگر کوئی سر اور چہرہ کے علاوہ کسی حصہ بدن پر پٹی باندھے تو اس پر کچھ لازم نہیں مگر بے ضرورت مکروہ ہے۔

اور صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ "احرام کے مکروہات" کے تحت لکھتے ہیں: بلا عُذر بدن پر پٹی باندھنا۔ ❷

والله تعالىٰ أعلم بالصواب

یوم السبت، ۲۷/ شعبان المعظم، ۱٤٤٥ھ-۹/ مارچ، ۲۰۲٤م

احرام کی حالت میں ڈائپر پہننا

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ 23/3/10 کو دارالافتاء سیلانی، کراچی (حوالہ نمبر: ٦٢٨) سے ایک فتویٰ جاری ہوا کہ جس میں عُذر (یعنی خصیتین پر چوٹ لگنے) کی بنا پر حالتِ احرام میں زیر جامہ لباس پہننے کے بارے میں سوال تھا جواب میں یہ حکم شرعی یہ بیان کیا گیا کہ "عُذر کی بنا پر پیمپر یا انڈرویئر" بارہ یا بارہ سے زیادہ گھنٹے باندھے رکھنے پر جنایت تو ہو گی لیکن آپ گنہگار نہیں ہوں گے، نیز آپ کو اختیار ہے کہ جنایت کی وجہ سے دم (یعنی بکرا یا دنبہ) دیں یا دم کا عوض دیں" اور اسی موضوع پر دوسرا فتویٰ دارالافتاء اہلسنّت

---

❶ المحيط الرضوى، كتاب الحج، باب ما يجتنب المحرم من اللبس وما لا يجتنب عنه، ۲/ ۲۳۷

❷ بہار شریعت، حج کا بیان، احرام کا بیان، ۱/ ٦/ ۱۰۸۰

سے 14/11/23 (ریفرنس نمبر FAM-0189) کو جاری ہوا جس میں سوال تھا کہ ”کیا میں اس عُذر کی وجہ سے احرام کی حالت میں بھی ڈائپر پہن سکتا ہوں یا نہیں“ جواب میں لکھا ہوا کہ پوچھی گئی صورت میں کُھلا ہوا ڈائپر جسے سائیڈوں سے چپکایا جاتا ہے اُسے احرام کی حالت میں آپ پہن سکتے ہیں، شرعاً ممانعت نہیں الخ“

اب آپ سے گزارش ہے کہ دونوں فتاویٰ کو سامنے رکھتے ہوئے آپ فیصلہ فرمادیں کہ حق کیا ہے؟ دونوں فتاویٰ کے پرنٹ بھی سوال کے ساتھ منسلک ہیں۔

(سائل: عبدالکریم، محمدی کالونی، کراچی)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں حق وہی ہے جو دارالافتاء سیلانی (حوالہ نمبر ۶۲۸) سے جاری ہونے والے فتویٰ سے ظاہر ہے کہ حالتِ احرام میں ڈائپر پہننے کی اجازت نہیں کیونکہ یہ لُبسِ مخیط میں داخل ہے۔ البتہ اس فتویٰ میں جو خصیتین پر چوٹ لگنے کے عُذر کی بنا پر ڈائپر یا انڈرویئر پہننے کا جواز لکھا گیا ہے وہ دُرست نہیں کیونکہ بدن یا کپڑوں کو گندگی سے بچانے کے لئے کوئی اَن سِلا کپڑا مثلاً لنگوٹ باندھا جاسکتا ہے اور اَن سلے کپڑے کو آلودگی سے بچانے کے لئے اس کے نیچے روئی کا پیڈ یا ٹشو پیپر بھی رکھ سکتے ہیں اور عُذر کی بنا پر کراہت بھی نہیں، جس کی تفصیل ہمارے فتاویٰ حج و عمرہ کے اسی حصے کے ص ۱۳ تا ۱۵ میں موجود ہے۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ بدن اور کپڑوں کی گندگی سے حفاظت ڈائپر یا انڈرویئر پہننے پر ہی موقوف نہیں کہ اس کی اجازت دی جائے اس لئے شخص مذکور ڈائپر کا استعمال کرے گا تو وہ جزا بھی دے گا اور ساتھ گنہگار بھی ہو گا کیونکہ اس کی جائز

متبادل صورت موجود ہے اس لئے ڈائپر کا استعمال بلا ضرورت جنایت ہو گی۔

چنانچہ علامہ رحمت اللہ بن عبد اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں: المحرمُ إذا جَنى عمداً بلا عُذرٍ يجب عليه الجزاءُ والإثمُ، وإن جنى بغير عمدٍ أو بعُذرٍ فعليه الجزاءُ دون الإثم. ①

یعنی، مُحرم جب بلا عُذر جان بوجھ کر کوئی جنایت کرے تو اس پر کفارہ اور توبہ واجب ہوتی ہے اور اگر جان بوجھ کر جنایت نہ کرے یا بوجہ عُذر کرے تو اس پر کفارہ ہے توبہ نہیں۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ دارالافتاء اہلسنّت سے جاری ہونے والے فتویٰ (ریفرنس نمبر FAM-0189) کے بعد مفتی محمد قاسم مدظلہ العالی کی طرف سے دوسری تحریر بھی آئی ہے جو کہ پہلے فتویٰ سے رُجوع ہے جس میں حضرت نے جو تحریر کیا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ”عام طور پر مارکیٹ میں موجود ڈائپرز کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو بالکل بدن کی ہیئت کے مطابق سلے ہوئے ہیں اُسے بدن پر پہننے کے بعد چپکانا بھی نہیں پڑتا، بلکہ اُسے انڈرویئر کی طرح پہن لیا جاتا ہے۔ دوسرے وہ ڈائپر ہوتے ہیں جو کُھلے ہوئے ہوتے ہیں اور پیڈ کی طرح معلوم ہوتے ہیں اُسے جسم پر پہنا نہیں جا سکتا بلکہ اُسے جسم پر رکھنے کے بعد سائیڈوں سے چپکانا پڑتا ہے جس کے بعد وہ جسم پر ٹھہر جاتے ہیں“ پھر انہوں نے دونوں قسموں کے ڈائپرز کے حالتِ احرام میں استعمال کا شرعی حکم بیان کرتے ہوئے لکھا کہ ”پہلی قسم یعنی انڈرویئر والے ڈائپر کو حالتِ احرام میں پہننے کی شرعاً اجازت نہیں کیونکہ یہ ڈائپر صورۃً محیط

---

① لباب المناسك، باب الجنايات، ص ۱۹۲

ہوتا ہے اور مخیط کے ذریعے جسم پر محیط ہوتا ہے اور اُسے معتاد انداز میں ہی پہنا جاتا ہے الخ“ اور پھر لکھتے ہیں ”دوسری قسم والے ڈائپر یعنی کُھلے ہوئے ڈائپر کو بھی احرام کی حالت میں پہننا شرعاً جائز نہیں کہ یہ اگرچہ صورۃً مخیط نہیں ہوتا، لیکن معناً و حکماً مخیط ضرور ہوتا ہے پھر چونکہ اسے جسم پر معتاد انداز میں ہی پہنا جاتا ہے جس طرح اس کے پہننے کا انداز ہے، تو دراصل یہ بھی لُبس مخیط بروجہ معتاد میں داخل ہو کر ممانعت والے ڈائپر کے ساتھ شامل ہو جائے گا، لہٰذا کُھلے ہوئے ڈائپر کو اس کے معنیً و حکماً مخیط ہونے کی وجہ سے احرام میں پہننا ممنوع ہو گا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ ڈائپر کی مذکورہ بالا دونوں قسمیں ہی حالتِ احرام میں پہننا گناہ ہے اور اسے پہننے کی صورت میں وقت کے قلیل و کثیر ہونے کے اعتبار سے کفارہ یا دم لازم آئے گا۔ یہ مختصر جواب ہے۔ تفصیلی فتویٰ اور اس کے جزئیات ان شاء اللہ چند دنوں میں پیش کر دیئے جائیں گے۔

نوٹ: یہی فتویٰ پہلے وائرل کیا گیا تھا، اُس میں یہ حکم لکھا گیا تھا کہ مذکورہ بالا دوسری قسم کا ڈائپر احرام کی حالت میں پہنا جا سکتا ہے، لیکن پھر مزید تحقیق کرنے پر یہ نتیجہ سامنے آگیا ہے کہ فتوے میں بیان کیے گئے دونوں قسم کے ڈائپر احرام کی حالت میں پہننا منع ہے، لہٰذا اُس پہلے والے فتوے سے ہم رُجوع کرتے ہیں۔ اللہ کریم ہماری خطاؤں کو معاف فرمائے“۔

حضرت علامہ مفتی محمد قاسم عطاری مدظلہ العالی نے اس رُجوع نامے میں جو لکھا ہے وہ بالکل درست ہے کہ ڈائپر کی یہ اقسام حقیقت میں ”لُبس مخیط“ بروجہ معتاد ہونے کی وجہ سے ممنوع ہیں کیونکہ ”لُبس مخیط“ سے مراد وہ لباس ہے جو

سلائی یا بُنائی یا چپکا کر ایسا بنایا گیا ہو جو پورے بدن یا بدن کے کسی عضو کو گھیر لے اور وہ پہننے سے خود بخود بدن پر ٹھہر جائے۔

چنانچہ علامہ ابن امیر حاج حلبی حنفی متوفی ۸۷۹ھ لکھتے ہیں اور اُن سے علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ نقل کرتے ہیں اور اُن سے علّامہ سیّد محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ نقل کرتے ہیں: إنّ ضابطَه لُبس كلّ شيء معمولٌ على قدرِ البدن أو بعضِه بحيثُ يحيط بِه بخياطةٍ أو تلزيق بعضِه ببعضٍ أو غيرِهما، ويَستمسكُ عليه بنَفس لُبس مثله. ❶

یعنی، لُبس مخیط سے مراد بدن یا عضوِ بدن کے موافق بنی ہوئی ہر اس چیز کو پہننا ہے جو بدن یا عضوِ بدن کا احاطہ کرے چاہے یہ گھیرنا سلائی کے ذریعے ہو یا اس کے بعض حصے کو دوسرے بعض سے چپکا دیا ہو یا کسی اور طریقے سے ہو اور وہ پہننے سے خود بخود بدن پر قائم رہے۔

اور مُلّا علی بن سلطان قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: (إذا لَبِس المحرمُ) أى بالحجّ أو العُمرة أو بهما (المخيطَ) أى الملبوس المعمولَ على قدر البدنِ أو قدر عُضوٍ منه بحيثُ يحيط به، سواء كان بخياطةٍ أو نَسجٍ أو لَصْق أو غير ذلک، (على الوجه المعتاد) أى بأن لا يحتاجَ فى حفظهِ إلى تكلّفٍ عندَ

---

❶ مناسک ابن امیر الحاج، الباب الأوّل فی بیان کیفیة الشروع فی أفعال الحج إلخ، ق٢٥/ الف، مخطوط مصوّر
البحر الرائق، كتاب الحج، باب الإحرام، تحت قوله: ولبس القميص والسراويل والعمامة إلخ، ٢/ ٥٦٨
رد المحتار، كتاب الحج، مطلب فيما يحرم بالإحرام وما لا يحرم، تحت قوله: أى كل معمول إلخ، ٣/ ٥٧١

الاشتغالِ بالعمل، وضدّه أن يحتاجَ إليه (فعليه الجزاءُ). ①

یعنی، جب حج یا عمرہ یا ان دونوں کے احرام والا بدن یا عضو بدن کے موافق بنے ہوئے اس لباس کو بروجہ معتاد پہنے جو بدن یا عضو بدن کو گھیر لے، خواہ یہ گھیرنا سلائی یا بُنائی کے ذریعے ہو یا چپکانے وغیرہ کے ذریعے تو اس پر کفارہ واجب ہو گا، معتاد سے مراد یہ ہے کہ کسی کام میں مشغولی کے وقت اس کی حفاظت میں تکلّف کا محتاج نہ رہے اور اس کی ضد (خلاف معتاد) یہ ہے کہ اس کی حفاظت میں تکلّف کا محتاج رہے۔

والله تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الجمعة، ١١/ رمضان، ١٤٤٥ھ-٢٢/ مارچ، ٢٠٢٤م

عُذر کے سبب احرام کے اندر کوئی چیز پہننا

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک بھائی ہے اس کے مثانے سے ہلکا ہلکا ریشہ آتا ہے وہ عمرے پر جانا چاہتا ہے وہ احرام کے اندر سے کوئی چیز پہن کر عمرے پر جا سکتا ہے تا کہ احرام خراب نہ ہو؟

(سائل: عبد اللہ، کراچی)

باسمه تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسؤلہ میں وہ احرام کی حالت میں کوئی بھی مخیط لباس جیسے انڈر گارمنٹس یا ڈائپر وغیرہ نہیں پہن سکتے ہیں، لہٰذا بدن یا کپڑوں کو آلودگی سے بچانے کے لئے وہ کوئی بے سلا کپڑا جیسے لنگوٹ باندھ لیں اور اس کے نیچے روئی کا پیڈ یا ٹشو پیپر رکھ لیں، جس کی تفصیل جس کی تفصیل ہمارے

---

① المسلك المتقسط فى المنسك المتوسط، باب الجنايات وأنواعها، النوع الأوّل: فى حكم اللّبس، ص٤٢٤

فتاویٰ حج و عمرہ کے اسی حصے کے ص ۱۳ تا ۱۵ میں موجود ہے۔

والله تعالى أعلم بالصواب

يوم الأربعاء، ١٦/ رمضان، ١٤٤٥ھ-٢٧/ مارچ، ٢٠٢٤م

احرام میں ڈائپر پہننے کا شرعی حکم

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ احرام کی حالت میں ڈائپر (پیمپر) پہن سکتے ہیں یا نہیں؟

(سائل: علامہ مدثر برکاتی، کھارادر، کراچی)

باسمه تعالیٰ وتقدس الجواب: حالتِ احرام میں مارکیٹ میں میسر ڈائپر کی تمام قسموں کا استعمال ممنوع ہے چاہے وہ انڈرویئر کی طرح سلا ہوا یا لاسٹک والا ہو یا چپکانے والا۔

اس لئے کہ جب کوئی شخص احرام باندھتا ہے تو اس پر "مخیط لباس" پہننا حرام ہو جاتا ہے۔ چنانچہ علّامہ ابو منصور مکرم بن شعبان کرمانی حنفی متوفی ۵۹۷ھ اور علّامہ منصور بن صالح نافع یافی حنفی لکھتے ہیں: فإذا أحرم فقد حرُم عليه لُبس المخيط كالقمص والقباء إلخ. ❶

یعنی، جب کوئی شخص احرام باندھ لے، تو اُس کے لیے سِلا ہوا کپڑا پہننا حرام ہو جاتا ہے جیسا کہ قمیص اور قبا۔

اور مَخیط اُس لباس کو کہتے ہیں جو بقدرِ بدن یا بقدرِ عُضو بنایا گیا ہو چاہے سلائی کے ذریعے یا بُنائی کے ذریعے یا چپکانے کے ذریعے یا کسی اور ذریعے سے۔ چنانچہ علّامہ

---

❶ المسالك فى المناسك، باب الجنايات، فصل فى موجب جناية لبس البدن، ٢/ ٦٩٤
تبصرة الناسك لنهج معرفة المناسك، الباب الثالث فى الجنايات، فصل فى جنايات اللبس، ق ٥٩/ ألف، مخطوط مصوّر

رحمت اللہ سندھی مکی حنفی متوفی ۹۹۳ھ ❶ اور علامہ عبدالرحمن بن عیسی بن مُرشد مُرشدی عمری حنفی متوفی ۱۰۳۷ھ ❷ لکھتے ہیں: وهو الملبوس المعمولُ على قدرِ البدنِ أو قدرِ بَعضِه بحيث يُحيط به سواء كان بخياطةٍ أو نَسْجٍ أو لَصْقٍ أو غير ذلك. ❸

یعنی، اور سلا ہوا لباس وہ ہے جو بدن یا اُس کے کچھ حصہ پر پہنا جائے اِس طرح کہ اُس کے ذریعے سے بدن کا احاطہ کیا جائے، خواہ وہ سلائی سے بنایا گیا ہو یا بُنائی سے یا چپکانے سے یا اُس کے علاوہ کسی اور ذریعہ سے۔

اور مُلّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: أي الملبوس المعمول على قدر البدن أو قدر عضوٍ منه بحيثُ يحيطُ به، سواء كان بخياطةٍ أو نسجٍ أو لصقٍ أو غير ذلك. ❹

یعنی، اور سلا ہوا لباس وہ ہے جو بدن یا اُس کے کچھ حصہ پر پہنا جائے اِس طرح کہ اُس کے ذریعے سے بدن کا احاطہ کیا جائے، خواہ وہ سلائی سے بنایا گیا ہو یا بُنائی سے یا چپکانے سے یا اُس کے علاوہ کسی اور ذریعہ سے۔

اور علامہ عبداللہ بن حسن عفیف کازرونی حنفی کان حیاً سنۃ ۱۱۰۲ھ لکھتے ہیں: "مخيطاً" أي معمولاً على قدر البدن بخياطة أو "ما هو في حكمه"

---

❶ جمع المناسك، باب الجنايات، النوع الأول في حكم اللبس، ص ۳۷۱

❷ فتح مسالك الرمز بشرح مناسك الكنز، كتاب بيان الحج، باب الجنايات، ق۱۷/ ب، مخطوط مصوّر

❸ جمع المناسك، باب الجنايات، النوع الأول في حكم اللبس، ص ۳۷۱
فتح مسالك الرمز بشرح مناسك الكنز، كتاب بيان الحج، باب الجنايات، ق۱۷/ ب، مخطوط مصوّر

❹ المسلك المتقسط في المنسك المتوسط، باب الجنايات، النوع الأول: في حكم اللبس، تحت قوله: المحيط، ص ٤٢٤

أی المخیط أی ما کان معمولاً علی قدر البدنِ أو قدر عضوٍ منه بحیث یحیطُ به سواء کان بنسجٍ أو لصقٍ أو غیرھما. ①

یعنی، سلا ہوا یعنی جو بدن کے برابر پورا آئے خواہ سلائی کے ذریعے سے ہو یا جو اُس سلائی کے حکم میں ہو اُس کے ذریعے سے ہو یعنی سلا ہوا لباس اُسے کہتے ہیں جو بدن پر یا اُس کے کسی عضو پر پہنا جائے کہ وہ اُسے ڈھانپ لے خواہ سینا بُنائی سے ہو یا چپکانے سے ہو یا کسی اور طریقہ سے ہو۔

اور علّامہ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن محمد ابن امیر حاج حلبی حنفی متوفی ۸۷۹ھ ② لکھتے ہیں اور اُن سے علّامہ زین الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ ③ اور ان کے حوالے سے علّامہ سیّد محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۳ھ ④ نقل کرتے ہیں: أن ضابطه: لبسُ کلِّ شیءٍ معمولٍ علی قدر البدنِ أو بعضِه، بحیث یحیطُ به بخیاطةٍ أو تلزیقِ بعضِه ببعضٍ أو غیرھما و یَستمسکُ علیه بنفس لبس مثله إلّا المکعَّب.

یعنی، ضابطہ یہ ہے کہ کسی بھی شے کا ملبوس وہ ہے جو اُس کے بدن یا بعض حصہ پر پہنا جائے اِس طرح کہ اُس شے کو ملبوس کے ذریعے سے ڈھانپ دیا جائے خواہ ملبوس سلائی سے ہو یا بعض حصہ کو بعض سے چپکانے سے ہو یا اِس کے علاوہ کسی

---

① أقرب المسالك إلی بغیة الناسك، باب الجنایات و کفاراتها، النوع الرابع فی بیان حکم اللبس، ق۱۸۱/ ب، مخطوط مصوّر

② داعی منار البیان لجامع النسکین بالقران، ثم إذا أحرم حزم علیه بالإحرام إلخ، سابعها لبس کل شیء إلخ، ق۲۵/ ب

③ البحر الرائق شرح کنز الدقائق، کتاب الحج، باب الإحرام، تحت قوله: ولُبس القمیص إلخ، ۲/ ۵۶۸

④ ردالمحتار، کتاب الحج، فصل فی الإحرام، تحت قوله: کل معمول إلخ، ۳/ ۵۷۱

اور طریقہ سے ہو اور وہ پہننے کے بعد اُس پر خود بخود ٹھہرا رہے سوائے مُکعّب کے۔ (یعنی وہ جوتا جس کو پہننے کی مُحرم کو اجازت ہے)۔

اور علامہ ابو علی جمال الدین محمد بن محمد قاضی زادہ حنفی انصاری لکھتے ہیں: هو كلّ شيء على قدر البدن أو بعضِه بحيث يحيطُ به بواسطة الخياطة أو تلزيقِ بعضه ببعضٍ أو غيرهما و يستمسكُ عليه بنفسه. ①

یعنی، ہر وہ شے جو بدن کے برابر ہو یا اس کے کسی عُضو کے برابر ہو اِس طور پر کہ بدن اُس سے ڈھانپ لیا جائے سینے کے ذریعے سے یا بعض کو بعض پر چپکانے سے یا ان دو طریقوں کے علاوہ کسی طریقہ سے اور اُس پر خود بخود ٹھہرا رہے۔

اور علّامہ عید بن محمد انصاری حنفی متوفی ۱۱۴۳ھ لکھتے ہیں: يريد المخيط أن يحصل بواسطة الخياطة أو ما في معناها من التلصيق. ②

یعنی، اور اُنہوں نے سلے ہوئے لباس سے وہ لباس مراد لیا ہے جو سلائی سے یا بعض حصہ کو بعض سے چپکانے سے حاصل ہو۔

اور علّامہ جعفر فراش حنفی لکھتے ہیں: "فالمخيطُ هو الملبوسُ المعمولُ على قدر البدنِ وقدر عضوٍ منه سواء كان بخياطةٍ أو نسجٍ أو لصقٍ أو غير ذلك. ③

---

① الضوء المنير على المنسك الصغير، الباب السادس فيما يحرم على المحرم، تحت قوله: إذا لبس القميص والسراويل، ق٦٨/ ب، مخطوط مصوّر

② خلاصة الناسك شرح لباب الناسك، ق٢/ ألف، مخطوط مصوّر

③ لُبّ المناسك، الباب الأول في جنايات، النوع الأول في بيان اللباس، ق٣٢/ ب، مخطوط مصوّر

یعنی، سِلا ہوا لباس وہ پہناوا ہے جو بدن کے برابر پورا آئے یا بدن کے کسی عضو کے برابر آئے چاہے سلائی سے ہو یا بُنائی سے یا چپکانے سے یا کسی اور طریقہ سے ہو۔

مُحرم کے لئے لباس کی ممانعت دو وجہ سے ہے ایک اشتمال علَی البدن یا علَی العُضو ہے، دوسرا اِستمساک ہے جس لباس میں یہ دونوں باتیں جمع ہوں گی وہ ممنوع قرار پائے گا ورنہ صرف سِلا ہوا ہونا ممنوع نہیں ہے۔

چنانچہ امام کمال الدین محمد بن عبد الواحد ابن ہمام حنفی متوفی ۸۶۱ھ ❶، علّامہ زین الدین ابن نجیم حنفی ❷ اور ان کے حوالے سے علّامہ رحمت اللہ سندھی حنفی ❸ اور ان سے علّامہ عبد اللہ عفیف کازرونی ❹ نقل کرتے ہیں: ولبس المخيط أن يحصلَ بواسطةِ الخياطةِ اشتمالٌ على البَدنِ واستمساكٌ. [واللفظ للثانی]

یعنی، اور سِلا ہوا لباس پہننا اِس طرح کہ وہ سلائی سے بنایا گیا ہو اور بدن کو شامل ہو اور خود بخود بدن پر ٹھہرے۔

اسی طرح ڈاکٹر صلاح محمد ابو الحاج نے اپنی کتاب "دليل مناسك العمرة عن مذهب الحنفية" ❺ میں نقل کیا ہے۔

---

❶ فتح القدير، كتاب الحج، باب الجنايات، كتاب الحج، باب الجنايات، تحت قوله: لأنه لم يلبسه لبس المخيط، ۲/ ٤٤٣

❷ البحر الرائق، كتاب الحج، باب الجنايات، تحت قوله: أو لبس مخيطاً إلخ، ۳/ ۱۱

❸ لباب المناسك، باب الجنايات، النوع الأول: فی حكم اللبس، ص۱۹۳

❹ أقرب المسالك إلی بغية المسالك، باب الجنايات وكفاراتها، النوع الرابع فی بيان حكم اللبس، ق ۱۸۱/ ب

❺ دليل مناسك العمرة عن مذهب الحنفية، باب الجنايات فی الإحرام، لبس المخيط، ص۱۰٦

اور فقہائے احناف نے "مخیط" (سِلے ہوئے لباس) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے یہی لکھا ہے۔ چنانچہ علامہ کازرونی حنفی لکھتے ہیں: وتفسيره: أن يحصلَ بواسطةِ الخياطةِ اشتمالٌ واستمساكٌ. ①

یعنی، اس کی تفسیر یہ ہے کہ جو سلائی سے بنے، بدن پر پورا ہو اور خود بخود ٹھہرا ہوا ہو۔

اور علّامہ جعفر فراش حنفی لکھتے ہیں: وتفسيره: أن يصيرَ بواسطةِ الخياطة مشتملاً على البدنِ أو مستمسكاً. ②

یعنی، (سِلا ہوا لباس وہ ہے) جو سلائی کے ذریعے بدن پر پورا ہو اور خود بخود ٹھہرا ہوا ہو۔

اس سے مراد ممنوع مخیط لباس ہے۔ چنانچہ مُلّا علی قاری حنفی ③ اور علّامہ عفیف کازرونی حنفی ④ لکھتے ہیں: تفسيره: أي لُبس المخيط المحظور. [واللفظ للثاني]

یعنی، اُس کی تفسیر یہ ہے کہ ممنوع سِلا ہوا پہننا۔

اور "اشتمال" سے "اشتمال على البدن" اور "اشتمال على العضو" دونوں مراد ہیں۔

---

① أقرب المسالك إلى بغية المسالك، باب الجنايات وكفاراتها، النوع الرابع، في بيان حكم اللبس، ق۱۸۱/ ب

② لب المناسك، الباب الأول في جنايات الحج، النوع الأول في بيان اللباس، ق ۳۲/ ب

③ المسلك المتقسط في المنسك المتوسط، باب الجنايات، النوع الأول: في حكم اللبس، ص ٤٢٤

④ أقرب المسالك إلى بغية المسالك، باب الجنايات وكفاراتها، النوع الرابع، في بيان حكم اللبس، ق۱۸۱/ ب

چنانچہ علّامہ عید بن محمد انصاری مکی حنفی متوفی ۱۱۴۳ھ لکھتے ہیں: اشتمال علی البدنِ جمیعہ أو بعضہ کالشایۃِ الصّغیرۃِ. ❶

یعنی، (ممنوع لباس وہ ہے جو) تمام بدن پر پورا ہو یا اُس کے کسی عضو پر ہو جیسے کوئی چھوٹی چیز۔

اور استمساك سے مراد ہے کہ وہ خود بخود جسم پر رُکے۔

چنانچہ علامہ عفیف کازرونی حنفی لکھتے ہیں: واستمساك أی بنفسہ من غیر أن یمسکہ. ❷

یعنی، استمساك سے مراد ہے بغیر روکے خود بخود ٹھہر جانا ہے۔

اور مُلّا علی قاری لکھتے ہیں: واستمساك أی بنفسہ من غیر إمساکِہ. ❸

یعنی، استمساک سے مراد بغیر روکے خود بخود ٹھہر جانا ہے۔

لہٰذا ایسا لباس زیبِ تن کرنے میں کوئی حرج نہیں کہ جس میں "اشتمال" یا "استمساك" نہ پایا جائے۔

چنانچہ علّامہ عید بن محمد انصاری حنفی لکھتے ہیں: فھذا لو ارتدا بالقمیص أو توشّح أو اتّزرَ بالسراویلِ فلا بأسَ بہ، لأنہ لم یلبَسا، لبسَ المخیط لعدم الاشتمال.

---

❶ خلاصۃ الناسك شرح لباب المناسك، ق ۲/ ب

❷ أقرب المسالك إلی بغیۃ المسالك، باب الجنایات وکفاراتھا، النوع الرابع، فی بیان حکم اللبس، ق ۱۸۱/ ب

❸ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب الجنایات، النوع الأول: فی حکم اللبس، ص ٤٢٤

یعنی، اگر قمیص کو جسم پر لپیٹا یا ڈالا یا شلوار کو تہبند کے طور پر باندھا تو اُس میں کوئی حرج نہیں؛ کیونکہ بدن پر مشتمل نہ ہونے کی وجہ سے اُس نے سلا ہوا لباس نہیں پہنا۔

اور لکھتے ہیں: وكذا لو أدخل منكبيه فى القباء ولم يدخل يدَه فى الكمَّين ولم يزرهُ لعدمِ الإستمساك. ❶

یعنی، اسی طرح (ممنوع نہیں ہے) اگر کندھے قبا میں داخل کیے اور ہاتھ آستینوں میں داخل نہیں کیے اور نہ بٹن لگائے؛ کیونکہ خود بخود رُکنا نہیں پایا گیا۔

اور علّامہ عبد الرحمن مرشدی لکھتے ہیں: كذا لو أدخل منكبيه فى القباء ولم يدخُل يدَيه فى كمَّيه لأنّه لم يلبسه حينئذٍ لبس القباء، فلهذا يتكلّف فى حفظه. ❷

یعنی، اِسی طرح (ممنوع نہیں ہے کہ) اگر کندھے قبا میں داخل کیے اور ہاتھ آستینوں میں داخل نہ کیے؛ کیونکہ اب اُس نے قبا کو نہیں پہنا، پس اسی لئے وہ اس کی حفاظت میں تکلُّف کرے گا۔

اور اِسی قباء کو اگر مُحرِم کندھوں میں داخل کرنے کے بعد بٹن لگالے اگرچہ ہاتھ داخل نہ کرے تو یہ استمساک پائے جانے کی وجہ سے ممنوع ہے۔

چنانچہ علّامہ رحمت اللہ سندھی حنفی لکھتے ہیں: فإن أدخل منكبَيه القباءَ دُون أن يدخلَ يدَيه أو لبس الطيلسان من غير أن يزرّهُ عليه لا شيءَ

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

---

❶ خلاصة الناسك شرح لباب المناسك، باب الجنايات، تحت قوله: انتفى لبس المخيط، ق۲/ب

❷ فتح مسالك الرمز بشرح مناسك الكنز، كتاب بيان وأحكام الحج، باب الجنايات، ق۱۷/ب

عليه لعدم الاستمساك بنفسه، فإن زرّ القباء أو الطيلسان يوماً لزمه دمٌ لحصول الاستمساك بالزرّ مع الاشتمال بالخياطةِ. ❶

یعنی، اگر کندھے قبا میں داخل کیے نہ کہ ہاتھ یا طیلسان بغیر بٹن لگائے پہنی تو اس پر کچھ بھی لازم نہیں ہے اور اگر قبا یا طیلسان کو ایک دن بٹن لگائے تو اُس پر دم لازم ہوا، بٹن کے ساتھ استمساک (خود بخود رکے رہنے کی) وجہ سے اور سلائی پر مشتمل ہونے کی وجہ سے۔

اور ملّا علی قاری لکھتے ہیں: ولو ألقى القَباء على منكبيه وزرّه يوماً فعليه دمٌ. ❷

یعنی، اگر قبا کو کندھے پر ڈالا اور اُس کو ایک دن کے لیے بٹن لگالیے تو اس پر دم لازم ہے۔

اشتمال یا استمساک دونوں میں سے کوئی بھی منتفی ہوگا تو اس لباس پر "مخیط" کا حکم نہیں لگے گا۔

چنانچہ امام کمال الدین ابن ہمام حنفی ❸ اور علّامہ رحمت اللہ سندھی ❹ لکھتے ہیں: فأيّهما انتفى لبس المخيط۔

یعنی، دونوں میں سے ایک بھی چیز نہ پائی جائے، تو سلا ہوا لباس منتفی ہو جائے گا (یعنی اُسے سلا ہوا لباس نہیں کہا جا سکتا)۔

اور "دونوں" سے مراد اشتمال اور استمساک ہے۔

---

❶ جمع المناسك، باب الجنايات، النوع الأول فى حكم اللبس، ص ٣٧١
❷ لبّ لباب المناسك فى ضمن مجموعة رسائل الملا على القارى، الرسالة رقم: ٣٩، ص ٤٢٥
❸ فتح القدير، كتاب الحج، باب الجنايات، تحت قوله: لأنه لم يلبسه لبس المخيط، ٢/ ٤٤٣
❹ لباب المناسك، باب الجنايات، النوع الأول فى حكم اللبس، ص ١٩٣

چنانچہ مُلّا علی قاری ①، علامہ عفیف کازرونی ② اور علامہ عید بن محمد انصاری حنفی ③ لکھتے ہیں: فأيّهما أي من الإشتمال والإستِمساك. (واللفظ للكازروني)

یعنی، دونوں میں سے کوئی بھی، یعنی اشتمال اور استمساک۔

مخیط لباس میں چونکہ اشتمال اور استمساک پایا جاتا ہے تو کسی ایک کے منتفی ہونے سے مخیط کا حکم منتفی ہو جاتا ہے گویا کہ بعض کے منتفی ہونے سے کُل منتفی ہو جاتا ہے۔

چنانچہ علّامہ عفیف کازرونی لکھتے ہیں: أي: لا نتفاء الكُلّ بانتفاء البعض. ④

یعنی، بعض کے نہ ہونے سے کُل نہیں پایا جاتا۔

اور پھر حالتِ احرام میں کسی سِلے ہوئے لباس کے جُرم قرار پائے جانے میں اس کا معتاد (معروف) طریقے پر پہنا ہونا ضروری ہے۔

چنانچہ علّامہ عبد الرحمن مُرشدی حنفی لکھتے ہیں: و يُشترط في وُجوب الجناية أن يكونَ لُبسه على وجه المعتاد. ⑤

یعنی، جُرم کے لازم ہونے میں شرط قرار دیا گیا ہے کہ وہ معروف طریقہ

---

① المسلك المتقسط في المنسك المتوسط، باب الجنايات، النوع الأول: في حكم اللبس، ص ٤٢٤

② خلاصة الناسك شرح لباب المناسك، باب الجنايات، ق ٢/ ب

③ أقرب المسالك إلى بغية الناسك، باب الجنايات وكفاراتها، النوع الرابع في بيان حكم اللبس، ق ١٨١/ ب

④ أقرب المسالك إلى بغية الناسك، باب الجنايات وكفاراتها، النوع الرابع في بيان حكم اللبس، ق ١٨١/ ب

⑤ فتح مسالك الرمز بشرح مناسك الكنز، كتاب بيان وأحكام الحج، باب الجنايات، ق ١٧/ ب

سے پہنا ہو۔

اور علّامہ عفیف کازرونی حنفی لکھتے ہیں: لُبس المخیط أو ما هو حُکمه فی "الإحرام" أی حج أو عمرة أو بهما علی وجه المعتاد. ①

یعنی، حج یا عمرہ یا دونوں کے احرام میں سلے ہوئے لباس کا پہننا یا جو اُس کے حکم میں ہے اُسے معروف طریقے پر پہننا۔

اِس لئے فقہائے کرام نے لباسِ معتاد کو بھی حرام لکھا ہے۔

چنانچہ علّامہ ابو الحسن علاؤ الدین ابن بلبان فارسی حنفی متوفی ۷۳۹ھ ② اور علّامہ حصار آفندی ③ لکھتے ہیں: والحرام عن لُبس المخیط هو اللبس المعتاد.

یعنی، سلے ہوئے لباس کا پہننا حرام ہے اور وہ معروف پہناوا پہننا ہے۔

علّامہ سنان آفندی حنفی لکھتے ہیں: وإنّما یحرمُ علی المحرم لُبس المخیط إذا لبسه علی الوجه المعتاد. ④

یعنی، مُحرم پر سِلا ہوا کپڑا پہننا حرام ہے جبکہ وہ معروف طریقہ پر پہنا ہو۔

اور بعض نے اس کے لئے ممنوع کا لفظ استعمال کیا ہے۔

چنانچہ علّامہ کرمانی حنفی لکھتے ہیں: أنّه ممنوعٌ عن لبس تلک الأشیاء

---

① أقرب المسالك إلى بغبة الناسك، باب الجنايات وكفاراتها، التوع الرابع فى بيان حكم اللبس، ق ۱۸۱/ ب

② عمدة السالك فى المناسك، الباب الرابع عشر فى الجنايات، فصل فى اللبس، ص ٤٨٠

③ عمدة السالك فى المسالك لحصار آفندى، الباب الرابع: عشر فى الجانيات، فصل فى اللبس، ١٢٧/ ب

④ مناسك الحج لسنان آفندى، الباب السابع فى الجنايات وكفاراتها، فصل فى اللبس، ق٥٨/ ألف

على وجه المعتاد. ①

یعنی، بیشک یہ چیزیں معروف طریقہ پر پہننا ممنوع ہیں۔

اور علّامہ علاؤ الدین ابو بکر بن مسعود کاسانی حنفی متوفی ۵۸۷ھ لکھتے ہیں: ولنا أنّ الممنوع عنه هو اللبس المعتاد. ②

یعنی، ہمارے نزدیک ممنوع معروف طریقہ پر لباس پہننا ہے۔

جس طرح مخیط لباس معتاد طریقے سے پہننا مُحرم کے لئے ممنوع ہے اسی طرح اگر دوسرا پہنادے تو بھی ممنوع ہے۔

چنانچہ علّامہ عفیف کازرونی حنفی "مخیط محظور" کی تفسیر میں لکھتے ہیں: كان ذلك اللبس أو الالباس على الوجه المعتاد. ③

یعنی، وہ خود پہنا ہو یا کوئی دوسرا پہنادے معروف طریقہ پر۔

اور بعض فقہائے کرام نے جہاں حالت احرام میں قمیص وشلوار پہننے کی ممانعت ذکر کی تو اُسے معتاد کے ساتھ مقید کیا ہے جیسا کہ مُلّا علی قاری نے "لباب" کی عبارت "فإذا لَبِسَ مَخِيطاً" "یعنی، پس جب سِلا ہوا لباس پہن لے" کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھا کہ: "أي على الوجه المعتاد". ④

یعنی، معتاد وجہ پر۔

اور دوسری کتاب میں بھی پہننے کو معتاد کے ساتھ مقید فرمایا۔

چنانچہ لکھتے ہیں: اللُّبسُ: إذا لبس الرجلُ على الوجه المعتاد يوماً

---

① المسالك في المناسك، باب الجنايات، فصل في موجب الجناية لبس البدن، ٢/ ٦٤

② بدائع الصنائع، كتاب الحج، فصل: أما بيان ما يحظره الإحرام وما لا يحظره، ٣/ ٢٠٦

③ أقرب المسالك إلى بغية الناسك، باب الجنايات، النوع الرابع، ق ١٨١/ ب

④ المسلك المتقسط في المنسك المتوسط، باب الجنايات، النوع الأول في حكم اللبس، ص ٤٢٤

كاملاً إلخ. ①

یعنی، لباس پہننا یعنی جب کوئی شخص معروف طریقہ پر پورا دن لباس پہنے۔

اور علّامہ حنیف الدین مرشدی حنفی متوفی ۱۰۶۷ھ لکھتے ہیں: وكذا يجب الدمُ بلبس القميص والسراويل يعني على الوجه المعتاد. ②

یعنی، اسی طرح دم لازم ہو جاتا ہے شلوار قمیص کو معروف طریقہ پر پہننے سے۔

اور معتاد کی تفسیر یہ ہے کہ وہ لباس جسم پر یا بدن پر خود بخود رُکے اس کی حفاظت کے لئے کسی تکلّف کی ضرورت پیش نہ آئے بالخصوص کام کاج کے دوران۔

چنانچہ علّامہ ابو البرکات مصطفٰی بن محمد بن محمد ایوبی انصاری رحمتی حنفی متوفی ۱۲۰۵ھ لکھتے ہیں: "ولبس المخيط" على وجه لبس المخيط بحيث يستمسِك بنفسه۔ ③

یعنی، سلے ہوئے کا پہننا یعنی سلے ہوئے کا اِس طریقہ سے پہننا کہ وہ خود بخود بدن پر رُکا رہے۔

اور علّامہ محمد بیومی بن محمد بن علی دمنہوری حنفی متوفی ۱۳۲۵ھ لکھتے ہیں: لبسِ مخيطاً لبساً معتاداً بأن لا يحتاج إلى حفظه عند اشتغاله بعملٍ إلى تكلُّفٍ. ④

یعنی، سلے ہوئے کو معروف طریقہ پر پہننا اس طور پر کہ کسی کام میں

---

① لبّ لباب المناسك، في ضمن رسائل العلامة الملّا علي القاري، الرسالة رقم: ۳۹، ص ٤٢٤

② فتح الملك الكبير شرح المنسك الصغير، الباب السادس فيما يحرم على المحرم، ص ٩٦

③ الطريق السالك إلى زبدة المناسك وعمدة السالك، كتاب الجنايات، تحت قوله: لبس المخيط ق٤/ ألف(٨٦)

④ دليل السالك إلى البقاع الشريفة في أعمال المناسك على مذهب الإمام أبي حنيفة، الفصل الثامن في الجنايات، ص ۳۳

مشغول ہوں تو اس کو بکوشش سنبھالنا نہ پڑے۔

اور ڈاکٹر صلاح محمد ابو الحاج نے لکھا کہ: إذا لبس المُحرم المخيط على وجه المعتاد فعليه الجزاء.❶

یعنی، جب مُحرم سلے ہوئے کو معروف طریقہ پر پہنے تو اس پر جزا لازم ہے۔

معتاد اور غیر معتاد میں فرق یہ ہے کہ معتاد میں حفاظت کے لئے کسی تکلّف کی حاجت نہیں ہوتی جبکہ غیر معتاد میں استعمال کے وقت حفاظت کی ضرورت پیش آتی ہے۔

چنانچہ امام برہان الدین ابو المعالی محمد بن صدر الشریعہ ابن مازہ حنفی متوفی ۶۱۶ھ لکھتے ہیں: لأنّ فى غير المعتاد يحتاج إلى تكلّفٍ عند استعماله، كما يحتاج إلى تكلّف حفظ الإزار.❷

یعنی، اس لیے کہ غیر معتاد لباس کو استعمال کے وقت بکوشش سنبھالنے کی حاجت ہوتی ہے جیسے کہ تہبند کو بکوشش سنبھالنے حاجت ہوتی ہے۔

اور علّامہ رحمت اللہ سندھی لکھتے ہیں: و تفسيرُ لبس المخيط على وجه المتعاد أن لا يحتاجَ فى حفظه إلى تكليف عند الاشتغال بالعمل و ضدّه أن يحتاج إليه.❸

یعنی، سلے ہوئے کو معروف طریقہ پر پہننا یہ ہے کہ کسی کام میں مشغول ہونے کے وقت تکلّفاً روکنے کی حاجت نہ ہو اور اس کی ضد یہ ہے کہ (اُسے بتکلّف

---

❶ دليل مناسك العمرة على مذهب الحنفية، الجنايات فى الإحرام، لبس المخيط، ص ١٠٦

❷ المحيط البرهانى، كتاب المناسك، الفصل الخامس: ما يحرم على المحرم وما لا يحرم، نوع فى لبس المخيط، ٣/٤٢٨

❸ جمع المناسك، باب الجنايات، النوع الأول فى حكم اللبس، ص ٣٧١

روکنے) کی حاجت ہو۔

اور علّامہ عفیف کازرونی حنفی معتاد اور غیر معتاد مخیط لباس زیب تن کرنے کے بارے میں لکھتے ہیں: أی بأن یجعل لا یحتاج فی حفظه إلى تکلّفٍ عند الاشتغال بالعمل، و ضدّه أن یحتاج إلیه۔ ❶

یعنی، (معتاد یہ ہے کہ) جسے کسی کام میں مشغول ہونے کے وقت (جسم پر روکنے میں) محتاج نہ ہو اور اُس کی ضد یہ ہے کہ (جسم پر) روکنے میں محتاج ہو۔

لہٰذا اگر کوئی شخص قمیص یا قبا کو بازوؤں میں ڈالے بغیر اپنے کندھوں پر ڈال لے یا شلوار کو تہبند کی طرح باندھ لے تو اُسے مخیط لباس پہننے والا قرار نہیں پایا جاتا کیونکہ اس طرح ان کے استعمال سے وہ اُسے اُن کے حفاظت کا تکلُّف اسی طرح ہی کرنا پڑتا ہے جیسے چادر اور تہبند کے استعمال کے وقت کرنا پڑتا ہے۔

چنانچہ علّامہ علاؤ الدین کاسانی حنفی لکھتے ہیں: لأنّ لُبس القمیص والسراویل على هذا الوجه فی معنى الارتداء والاتّزار، لأنّه یحتاج فی حفظه إلى تکلّف کما یحتاج إلى التّکلف فی حفظ الرِّداء والإزار، وذا غیر ممنوع. ❷

یعنی، اس لیے کہ شلوار قمیص کو اس طور پر پہننا یہ پہننے اور اوڑھنے کے معنی میں ہے؛ کیونکہ اُسے روکنے میں تکلّف کی طرف حاجت ہوتی ہے جیسے چادر اور تہبند کو روکنے میں تکلّف کی طرف حاجت ہوتی ہے اور یہ غیر ممنوع ہے۔

---

❶ أقرب المسالك إلى بغیة الناسك، باب الجنایات وکفاراتها، النوع الرابع فی بیان حکم اللبس، ق ۱۸۱/ ب

❷ بدائع الصنائع، کتاب الحج، فصل: أما بیان ما یحظره الإحرام وما لا یحظره، ۳/ ۲۰۶

اور دوسرے لباس کے بارے میں لکھتے ہیں: بخلافه ما إذا أدخل يدَيه فى كُميه، لأنّ ذلك لُبس معتاد يحصل به الارتفاق به، والترفه فى اللبس، و يقعُ به الأمن عن السُّقوط ، ولو ألقاه على منكبيه وزرّه لا يجوز؛ لأنه إذا زرّه فقد ترفه فى لُبس المخيط. ①

یعنی، اس کے برعکس جب ہاتھ آستینوں میں ڈال لیے جائیں اس لیے کہ یہ معروف پہناوا ہے اس سے پہننے میں آسانی حاصل ہو جاتی ہے، لباس گرنے سے محفوظ ہو جاتا ہے اور اگر اس کو اپنے کندھے پر ڈالا اور بٹن لگا لیے تو جائز نہیں ہے اس لیے کہ جب اس نے بٹن لگا لیے تو اس نے سلے ہوئے لباس کو آسانی کے طریقہ پر پہن لیا۔

اور امام کمال الدین ابن ہمام حنفی لکھتے ہیں: ولِذا قلنا فيما لو أدخلَ منكبيه فى القباء دون أن يدخلَ يدَيه فى الكمَّين أنه لا شىء عليه، وكذا إذا لبس الطيلسان من غير أن يزره عليه لعدم الاستمساك بنفسه، فإن زرّ القباء أو الطيلسان يوماً لزمه دمٌ لحصول الاستمساك بالزرّ مع الاشتمال بالخياطة. ②

یعنی، اسی وجہ سے ہم کہتے ہیں اس بارے میں کہ ہاتھوں کو آستین میں داخل کیے بغیر جب اس نے کندھے قبا میں داخل کر لیے اس پر کچھ نہیں ہے، اسی طرح طیلسان (جبہ نما کھلی چادر) کو پہنا، اس کے بند لگائے بغیر (تو بھی اُس پر کچھ نہیں ہے)، اس وجہ سے کہ خود بخود ٹھہرنا نہیں پایا گیا اور اگر قبا یا طیلسان کے ایک دن کے لیے بند یا بٹن لگا لیے تو دم لازم ہو گا بٹن سے روک پائے جانے کی وجہ سے اور سلائی

---

① بدائع الصنائع، كتاب الحج، فصل: أما بيان ما يحظره الإحرام وما لا يحظره، ٣/ ٢٠٦

② فتح القدير، كتاب الحج، باب الجنايات، تحت قوله: لأنه لم يلبسه لبس المخيط، ٢/ ٤٤٣

کے ساتھ مشتمل ہونے کی وجہ سے۔

اور شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں: فإذا لم يفعل ذلك كان واضعاً القباء على منكبيه لا لابساً، وهذا لأنه فى معنى لُبس الرِّداء، لأنه يحتاجُ إلى تكلُّف حِفظه على منكبيه عند اشتغاله بعملٍ كما يحتاج إليه لابسُ الرداء. أما إذا أدخل يدَيه فى كمَّيه فلا يحتاج فى حِفظه على نفسه عند الاشتغال بالعمل فيكون لابساً للمخيط، وكذلك إن زرّه عليه كان لابساً، لأنّه لا يحتاج إلى تكلّف حِفظه عليه بعد ما زرّه.①

یعنی، اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو وہ قبا کو کندھے پر رکھنے والا قرار پائے گا نہ کہ پہننے والا، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ چادر پہننے کی طرح ہے اس لیے کہ کام کے وقت اس کو کندھوں پر رکھنے میں اس کو کوشش کرنے کی حاجت ہو گی جیسے کہ چادر پہننے والے کو اس کی ضرورت ہوتی ہے بہر حال جب ہاتھوں کو آستین میں داخل کر لیا تو کام کرتے ہوئے اس کو خود پر روکنے کے لیے کوشش کرنے کی ضرورت نہیں ہو گی تو وہ سلا ہوا لباس پہننے والا ہو جائے گا اسی طرح اگر اس پر بٹن لگا لیے تو لباس پہننے والا قرار پائے گا اس لیے کہ بٹن لگانے کے بعد اس کو روکنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔

علامہ بدر الدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں: لأنّه ما لبِسَه لبس القباء، ولهذا يتكلّفُ فى حِفظه حتّى لو زرّه عليه بلا إدخال يدَيه كان لابساً تجب الفدية.②

یعنی، اس لیے کہ اس نے قبا پہنی ہے اسی وجہ سے اس کو روکنے کے لیے کوشش کرنی ہو گی یہاں تک کہ اگر اس نے ہاتھوں کو داخل کیے بغیر بٹن لگا لئے، تو وہ

---

① المبسوط للسرخسي، كتاب المناسك، باب ما يلبسه المحرم، من الثياب، ٢/ ٤/ ١١٣

② البناية شرح الهداية، كتاب الحج، باب الجنايات، ٤/ ٣٣٢

لباس پہننے والا ہو جائے گا اور فدیہ لازم ہو گا۔

لہذا حالت احرام میں ہر قسم کا ڈائپر پہننا سلا ہوا لباس پہننا ہے چاہے سلائی یا بُنائی والا ہو یا لاسٹک والا یا چپکانے والا ہو کیونکہ اسے جب پہن لیا جائے تو اس کی حفاظت کی ضرورت نہیں رہتی اور اسے پہننے پر وہی جزا لازم آئے گی جو سلے ہوئے لباس پہننے سے لازم آتی ہے کیونکہ جس طرح پہنا جاتا ہے عادتاً اُسے ایسے ہی پہنا جاتا ہے اسے پہننے کا کوئی ایسا طریقہ نہیں جسے غیر معتاد قرار دیا جا سکے۔

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

احرام میں بدن کی کھال اکھیڑنا

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ احرام میں ہونٹ سے لگی ہوئی چمڑی کھینچ لینے پر کیا دم واجب ہو گا؟

(سائل: معرفت عمار مدنی، کراچی)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں دم یا صدقہ واجب نہیں ہو گا کیونکہ فقہائے کرام نے احرام کی حالت میں ختنہ کرنے کو جائز قرار دیا ہے اور ختنہ میں بھی کھال کو جُدا کیا جاتا ہے۔

چنانچہ مُلّا علی بن سلطان قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ اور شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ "مباحاتِ احرام" کے بیان میں لکھتے ہیں: ختنہ کردن۔[واللفظ للثانی] ①

---

① المسلك المتقسط، تحت قوله: وقلع الشعر النابت فی العین، باب الإحرام، فصل فی مباحات الإحرام، ص۱۷۳

حیات القلوب، باب اول در بیان احرام، فصل ہشتم در بیان مباحات احرام، ص۹۷

یعنی، حالت احرام میں ختنہ کرنا مباح ہے۔

اور صدرالشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ "یہ باتیں احرام میں جائز ہیں" کے تحت لکھتے ہیں: ختنہ کرنا۔ ❶

والله تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الإثنین، ٦/ شوال، ١٤٤٥ھ- ١٥/ اپریل، ٢٠٢٤م

احرام میں بدن کھجانا

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ حالتِ احرام میں سر یا داڑھی یا جسم پر خارش کرنے کا حکم کیا ہے؟

(سائل: عبد القیوم، نواب شاہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: مُحرم کا اپنے سر یا داڑھی یا جسم پر اس طرح آہستہ کھجانا کہ بال نہ ٹوٹیں مباح ہے کیونکہ فقہاءِ کرام نے اسے مباحاتِ احرام میں شمار کیا ہے۔ چنانچہ علّامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں: وحکُّ رأسِه برفقٍ، وجسدِه. ❷

یعنی، اپنے سر اور جسم کو نرمی سے کھجانا مباح ہے۔

اور داڑھی کا بھی یہی ہے۔ چنانچہ مُلّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: وكذا حكم لحية. ❸

یعنی، اسی طرح داڑھی کا حکم ہے۔

اور نرمی سے کھجانا اُس وقت ہے جب بال گرنے کا خوف ہو۔ چنانچہ مُلّا علی

---

❶ بہارِ شریعت، حج کا بیان، احرام کا بیان، ۱/ ۶/ ۱۰۸۱

❷ لباب المناسك، باب الإحرام، فصل في مباحاته، ص ١٠٠

❸ المسلك المتقسط، باب الإحرام، فصل في مباحاته، تحت قوله: وحك رأسه برفق، ص ١٧٦

قاری حنفی لکھتے ہیں: أي وحكُّ سائر بدنه برفق إن خاف سقوط شيء من شعره. ①

یعنی، اپنے تمام بدن کو نرمی سے کھجائے اگر بال گرنے کا خوف ہو۔

اور نرمی سے کیسے کھجایا جائے تو اس کے لئے مُلّا علی قاری لکھتے ہیں: ببطون أنامله لئلا ينقطع شعره. ②

یعنی، پنی انگلیوں کے پوروں سے کھجائے تاکہ بال نہ ٹوٹیں۔

اور اگر بال گرنے کا خوف نہ ہو تو سختی سے کھجانے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

چنانچہ مُلّا علی قاری حنفی لکھتے ہیں: وإن لم يخف فلا بأس بالحك الشديد. ③

یعنی، اگر بال گرنے کا خوف نہ ہو تو سختی سے کھجانے میں کوئی حرج نہیں۔

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

يوم الخميس، ٢٧/ ذوالحجة، ١٤٤٥ھ-٣/ جولائی، ٢٠٢٤م

احرام کی نیت سے دو چادریں پہن لینا

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے احرامِ حج کی نیت کی مگر میقات سے گزرتے وقت تلبیہ کہنا بھول گیا حالانکہ اس نے احرام کی دو چادریں بھی پہن رکھی تھیں تو کیا اُس کا احرام کی نیت سے دو چادریں لینا احرام کے منعقد ہونے کے لئے کافی ہو گا یا نہیں؟

---

① المسلك المتقسط في المنسك المتوسط، باب الإحرام، فصل في مباحاته، تحت قوله: وجسده، ص ١٧٦

② لباب المناسك مع شرحه للقاري، باب الإحرام، فصل في مباحاته، تحت قوله: وحك رأسه برفق، ص ١٧٦

③ المسلك المتقسط في المنسك المتوسط، باب الإحرام، فصل في مباحاته، تحت قوله: وجسده، ص ١٧٦

(سائل: عبد الرشید، لیاری، کراچی)

باسمه تعالیٰ وتقدس الجواب: یاد رہے کہ احرام کی دو چادریں پہن لینا مُحرم ہونے کے لئے کافی نہیں کیونکہ جو شخص سلے ہوئے کپڑوں میں بھی احرام کی نیّت سے تلبیہ کہہ لے وہ مُحرم ہو جاتا ہے۔

اس لئے انعقادِ احرام کے لئے نیّت کے ساتھ تلبیہ یا تلبیہ کے قائم مقام فعل کا پایا جانا ضروری ہے جیسے ہدی کا جانور چلانا۔ جس طرح کوئی شخص نیّت کے بغیر صرف تلبیہ کہنے یا ہدی کے چلانے سے مُحرم نہیں ہو جاتا اسی طرح صرف نیّت کرنے سے وہ مُحرم نہیں ہو سکتا اور ہمارے مذہب میں احرام کے انعقاد کے لئے نیّت اور تلبیہ ایک ساتھ پایا جانا ضروری ہے۔

چنانچہ علّامہ سنان الدین یوسف بن عبد اللہ اماسی حنفی متوفی ۱۰۰۰ھ لکھتے ہیں: وحاصله: ومَن أحرمَ فی هذا الأشهُر للحجّ، وهو النية والتلبية أو النية وسوق الهدی عندنا. ①

یعنی، جو شخص اشہر حج میں حج کا احرام باندھے جو ہمارے نزدیک نیّت اور تلبیہ یا نیّت اور ہدی کا چلانا ہے۔

اور نیّت اور تلبیہ احرام کے رُکن ہیں۔ چنانچہ علّامہ سنان الدین لکھتے ہیں: والنية والتلبية رکنان فی الإحرام. ②

یعنی، نیّت اور تلبیہ دونوں احرام میں رُکن ہیں۔

جب ایک رُکن پایا جائے دوسرا نہ پایا جائے تو احرام منعقد نہ ہو گا۔ چنانچہ

---

① تبیین المحارم، الباب الرابع عشر، الرفث والفسوق والجدال فی الحج، ص ۹۹

② تبیین المحارم، الباب الرابع عشر، الرفث والفسوق والجدال فی الحج، ص ۹۹

علامہ سنان الدین حنفی لکھتے ہیں: وإذا وُجد أحدهما دون الآخر لا يصح الإحرام، وسوق الهدى قائم مقام التلبية. ❶

یعنی، جب دونوں میں سے ایک پایا جائے سوائے دوسرے کے تو احرام دُرست نہ ہو گا اور ہدی چلانا تلبیہ کے قائم مقام ہے۔

اور مُلّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: الإحرام شرطٌ للنسك، والنيةُ من فرائض الإحرام، إذ لا ينعقد بدونها إجماعاً وإن لبّى، وكذا التلبيةُ أو ما يقوم مقامها من فرائض الإحرام عند أصحابنا. ❷

یعنی، احرام نُسک کے لئے شرط ہے اور نیّت احرام کے فرائض میں سے ہے کیونکہ بغیر نیّت کے احرام بالاجماع منعقد نہیں ہوتا اگرچہ تلبیہ کہہ لے اور اسی طرح تلبیہ یا تلبیہ کے قائم مقام فعل ہمارے اصحاب کے نزدیک احرام کے فرائض میں سے ہے۔

اور فقہاء کرام نے تصریح کر دی ہے کہ کوئی شخص صرف نیّت کر لینے سے احرام والا نہیں ہوتا۔

اشداء علی الکفار رحماء بینهم
جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

چنانچہ مُلّا علی قاری لکھتے ہیں: لأنهم صرّحوا أنه لا يدخل فى الإحرام بمجرد النية، بل لا بدّ من التلبية أو ما يقوم مقامها، حتى لو نوى ولم يلبّ لا يصير مُحْرِماً. ❸

یعنی، اور فقہاء کرام نے صراحت کی ہے کہ کوئی شخص محض نیّت سے احرام میں داخل نہیں ہوتا بلکہ تلبیہ یا تلبیہ کے قائم مقام فعل ضروری ہے یہاں تک کہ اگر

---

❶ تبيين المحارم، الباب الرابع عشر، الرفث والفسوق والجدال فى الحج، ص ٩٩

❷ المسلك المتقسط فى المنسك المتوسط، باب الإحرام، تحت قوله: أو تقليد البدنة، ص ١٢٥

❸ المسلك المتقسط فى المنسك المتوسط، باب الإحرام، تحت قوله: أو تقليد البدنة، ص ١٢٥

کوئی نیت کرے اور تلبیہ نہ کہے تو وہ محرم نہیں ہو گا۔

اب سوال یہ ہے کہ کوئی شخص احرام میں شروع کب ہو گا جب نیت اور تلبیہ دونوں پائی جائیں یا کسی ایک کے ساتھ لیکن دوسرے کے پائے جانے کی شرط کے ساتھ تو مُلّا علی قاری اس کے جواب میں لکھتے ہیں: وعلى المذهبِ بأن يكون شارعاً عند وجودهما هل يصير محرماً بالنية والتلبية جميعاً أو بأحدهما بشرطِ وجودِ الآخر؟ فالمعتمد ما ذكره حُسام الدين الشهيد أنه يصير شارعاً بالنية، لكن عند التلبية لا بالتلبية، كما يصير شارعاً في الصلاة بالنية لكن عند التكبير لا بالتكبير. ❶

یعنی، مذہب (حنفی) کے مطابق کیا کوئی شخص نیت اور تلبیہ دونوں پائے جانے کے وقت احرام میں شروع ہو گا یا دونوں میں سے ایک کے ذریعے دوسرے کے پائے جانے کی شرط کے ساتھ تو معتمد قول وہ ہے جس کو حسام الدین شہید نے ذکر کیا کہ احرام شروع تو نیّت سے ہو گا، مگر تلبیہ کے وقت، صرف تلبیہ کے ساتھ مُحرم نہیں ہو گا، جیسا کہ نماز میں داخل تو نیّت سے ہو گا مگر تکبیر کے وقت، صرف تکبیر سے نماز میں داخل نہیں ہو گا۔

اور اب شخص مذکور پر واجب ہے کہ وہ کسی بھی میقات کو لوٹ کر وہاں سے حج کے احرام کی نیّت سے تلبیہ کہہ لے ورنہ اس پر دم واجب ہو گا۔

چنانچہ علّامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں: مَن جاوز وقته غيرَ مُحرِمٍ ثمّ أحرم أو لا فعليه العودُ إلى وقتٍ، وإن لم يَعُد فعليه

---

❶ المسلك المتقسط في المنسك المتوسط، باب الإحرام، تحت قوله: أو تقليد البدنة، ص ١٢٥/١٢٦

دم۔ ①

یعنی، جو شخص بغیر احرام میقات سے گزرنے کے بعد احرام باندھے یا نہ باندھے تو اس پر کسی بھی میقات کو لوٹنا واجب ہے اور اگر نہ لوٹا تو اس پر دم واجب ہے۔

اور بلا احرام میقات سے گزرنے کی وجہ سے توبہ بہر صورت کرنی ہوگی۔

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الخمیس، ٢٠/ ذو الحجة، ١٤٤٥ھ-٢٦/ جون، ٢٠٢٤م

احرام کی حالت میں تعویذ پہننا

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کیا احرام کی حالت میں گلے میں تعویذ پہن سکتے ہیں؟

(سائل: معرفت علامہ عرفان ضیائی، میٹھادر، کراچی)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: اس مسئلہ میں کچھ تفصیل ہے اور وہ یہ کہ تعویذ کا پیتل، چاندی، چمڑے اور کپڑے میں ڈال یا لپیٹ کر استعمال رائج ہے پھر چاندی وغیرہ میں استعمال کی صورت میں سلائی کو دخل نہیں ہے جب کہ چمڑے میں استعمال کی صورت میں سلائی رائج ہے اور کپڑے میں استعمال کی صورت میں سلائی کے ساتھ بھی استعمال کرتے ہیں اور بغیر سلائی کے بھی۔ پھر استعمال کرنے والا مرد بھی ہو سکتا ہے اور عورت بھی۔ اگر مرد ہو تو اسے بے سلا تعویذ گلے میں ڈالنا مباح ہے اور اگر چمڑے یا کپڑے وغیرہما میں سلا ہو تو اس کے استعمال سے بچنا افضل ہے اسی لئے اگر استعمال کر لیا تو کفّارہ واجب نہیں ہوگا کیونکہ وہ تعویذ بدن یا عُضوِ بدن کی ہیئت یعنی صورت وگولائی کے اعتبار سے سلا ہوا نہیں ہوتا۔ (مخیط کے معنی وتفسیر

---

① لباب المناسك، باب المواقيت، فصل في مجاوزة الميقات بغير إحرام، ص ٨١

کی تفصیل ہمارے دوسرے فتویٰ میں ملاحظہ کریں) اور اگر استعمال کرنے والی عورت ہو تو اسے سلا اور بے سلا دونوں طرح کا تعویذ پہننا مباح اور جائز ہے۔

چنانچہ شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں:

مستحب است که هر دو جامه خیاطت نباشد اصلاً و خیاطة بر دو قسم است یکے آنکه حرام است لبس آن ثوب مخیط بر مُحرم و اگر بپوشد واجب گردد جزاء بروی وقسم دویم آنکه حرام نیست لبس آن مخیط بروی ولازم نیاید چیزی بلبس آن ولیکن افضل است ترک آن۔ وتفسیر هر دو قسم بنا برآنچه ذکر کرده اند ابن الهمام وابن نجیم وعلی قاری از علماء حنفیه ونووی از علماء شافعیه آنست که ملبوس حرام برمُحرم آن باشد که معمول باشد بقدر بدن یا بقدر عضو واحد از بحیثیتی که مخیط گردد آن ملبوس مر بدن را یا مرآن عضو را ومتمسك گردد بروے بنفس خود واحتیاج نه افتد برای حفظ أو بسوی تکلُّف در حالة اشتغال بعمل برابرست که حاصل شده باشد احاطه واستمساك دروی بخیاطة یا بغیر آن چنانکه نسج والصاق ومانند آن پس اگر در ملبوس معمول یکے ازین دو صفت اعنی احاطه واستمساك منتفی گردد لبس آن ملبوس بر محرم حرام نباشد۔ ❶

یعنی، مستحب ہے کہ دونوں کپڑوں میں سلائی بالکل نہ ہو، سلائی دو طرح کی ہوتی ہے ایک اس قسم کی سلائی کہ جس سلائی کے کپڑے پہننا مُحرم کو حرام ہیں اور اگر پہنے گا تو اس پر جزاء واجب ہو گی۔ اور دوسری وہ کہ جس سلائی کی وجہ سے کپڑے

---

❶ حیات القلوب، باب اول در بیان احرام، فصل چہارم در بیان کیفیت احرام، ص ۷۲

کا پہننا حرام تو نہیں اور نہ اس کی وجہ سے کفارہ واجب ہوتا ہے لیکن اس کا ترک افضل ہے۔ علمائے احناف میں سے علامہ ابن ہمام① اور علامہ ابن نجیم② اور مُلّا علی قاری③ اور علماء شوافع میں سے امام نووی④ نے جو ذکر کیا ہے اس کے مطابق دونوں قسموں کی تفصیل یہ ہے کہ مُحرم کو وہ لباس حرام ہے جس کو پہننے کا معمول ہو، بدن یا عضو کی مقدار اس طرح سیا گیا ہو کہ بدن یا عضو پر خود رُک جائے کہ کام میں مشغولیت کی حالت میں اس کو تھامنے کی ضرورت نہ ہو۔ برابر ہے کہ بدن یا عضو کو کپڑے کا احاطہ کرنا سینے سے حاصل ہوا ہو یا بغیر سینے کے جیسا کہ بُننا اور چپکانا وغیرہما، پس اگر معمول کے لباس میں ان دو صفتوں یعنی احاطہ اور استمساک میں سے کوئی صفت نہ پائی جائے تو ایسے لباس کا پہننا مُحرم کو حرام نہ ہو گا۔

اور آگے لکھتے ہیں: **جائز نیست مرد مُحرم را لبس مخیطی کہ حاصل می گردد در ان بواسطہ خیاطۃ احاطہ بدن یا عضوی ازان واستمساک ثوب بنفس خود بغیر امساک وتحفُّظ، پس جائز نباشد او را لبس قمیص وجبہ وقبا وعبا وسراویل بروجہ لبس معتاد وأما اگر پوشد آنہارا بطریق رداء یا ازار جائز بود لیکن ترک افضل است کذا قال الشیخ علی القاری فی شرح المناسک۔**⑤

---

① فتح القدير، كتاب الحج، باب الجنايات، تحت قوله: لأنه لم يلبسه لبس المخيط، ٢/ ٤٤٣

② البحر الرائق، كتاب الحج، باب الإحرام، تحت قوله: ولبس القميص والسراويل والعمامة إلخ، ٢/ ٥٦٨

③ المسلك المتقسط فى المنسك المتوسط، باب الجنايات وأنواعها، النوع الأول: فى حكم اللبس، ص ٤٢٤

④ الإيضاح، الباب الثانى: فى الإحرام، فصل فى محرمات الإحرام، النوع الأول: اللبس، ص ٤٥

⑤ حیات القلوب، باب اول دربیان احرام، فصل ششم دربیان محرمات احرام، ص ٨٦

یعنی، مُحرم مرد کے لئے سلا ہوا کپڑا پہننا جائز نہیں کہ جس میں بدن یا عضو کو احاطہ کرنا اور کپڑے کا بغیر روکنے اور تھامنے کے خود بخود رُکنا، سلائی کے ساتھ (یا بغیر سلائی کے) حاصل ہو گیا ہو، پس اسے قمیص، جبہ، قبا، عبا اور شلوار معتاد طریقے سے پہننا جائز نہیں ہے، مگر ان کپڑوں کو بطور چادر اوڑھنا اور بطور تہبند پہننا جائز ہے، لیکن ان کے اس طرح استعمال کو ترک کرنا افضل ہے، اسی طرح شیخ علی قاری نے ”شرح المناسک“ میں فرمایا۔

اور امام اہلسنّت امام احمد رضا خان حنفی متوفی ۱۳۴۰ھ ”جو باتیں احرام میں جائز ہیں“ کے تحت لکھتے ہیں: بے سلے کپڑے میں لپیٹ کر تعویذ گلے میں ڈالنا۔ ❶

اور عورتوں کو سلا ہوا لباس پہننا حرام نہیں ہے۔ چنانچہ امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن محمد ابن امیر حاج حلبی حنفی متوفی ۸۷۹ھ لکھتے ہیں: وأما المرأة فلا يحرم عليها لبس شيء من المخيط. ❷

یعنی، عورت پر سلے ہوئے میں سے کچھ بھی پہننا حرام نہیں ہے۔

بلکہ عورتوں کو احرام میں سلا ہوا لباس پہننا مباح ہے۔ چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ اور مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی حنفی لکھتے ہیں: لها أن تَلبَس المَخِيطَ. [واللفظ للأوّل] ❸

یعنی، عورت کے لئے سلا ہوا لباس پہننا جائز ہے۔

---

❶ فتاویٰ رضویہ، کتاب الحج، باب الجنایات، ۱۰/ ۷۳۴-۷۳۵

❷ داعي منار البيان لجامع النُّسُكين بالقِران، ق ۲٦/ ب، مخطوط مصوّر

❸ لباب المناسك، باب الإحرام: شرائط صحته وواجباته وسننه ومستحباته، فصل في إحرام المرأة، ص ۹۵

حیات القلوب، باب اول در بیان احرام، فصل پنجم در بیان کیفیت احرام زن، ص ۸۱

اور امام اہلسنّت لکھتے ہیں: مگر عورت کو چند باتیں جائز ہیں۔۔۔ سر وغیرہ پر پٹی خواہ بازو یا گلے پر تعویذ باندھنا اگرچہ سی کر۔ ①

اور بہار شریعت میں جو مکروہاتِ احرام کے بیان میں ہے کہ ”بازو یا گلے پر تعویذ باندھنا اگرچہ بے سلے کپڑے میں لپیٹ کر“۔ ②

اس عبارت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ بے سلے کپڑے میں لپیٹ کر تعویذ بھی گلے میں ڈالنا مکروہ ہے حالانکہ ایسا بالکل بھی نہیں کیونکہ یہ جزئیہ بدن پر تعویذ باندھنے کے متعلق ہے جب کہ ہماری بحث تعویذ گلے میں ڈالنے کے متعلق ہے، باندھنے اور پہننے میں فرق ہے اور عام طور پر تعویذ گلے پر باندھا نہیں جاتا بلکہ پہنا اور ڈالا جاتا ہے۔ بلکہ خود بہار شریعت ہی میں صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ نے امام اہلسنّت سے نقل کرتے ہوئے اسے جائز لکھا ہے۔

چنانچہ ”جو باتیں احرام میں جائز ہیں“ کے تحت لکھتے ہیں: بے سلے کپڑے میں لپیٹ کر تعویذ گلے میں ڈالنا۔ ③

لہٰذا حکم وہی ہے جو اُوپر گزرا کہ بے سلا تعویذ گلے میں ڈال سکتے ہیں اور سلا ہو تو مرد کو اسے گلے میں ڈالنے سے بچنا بہتر ہے اور عورت سلا اور بے سلا دونوں طرح کا تعویذ پہن سکتی ہے۔

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الأربعاء، ۹/ ذو الحجة، ۱٤٤٥ھ۔۲۸/ جولائی، ۲۰۲۳م

---

① فتاویٰ رضویہ، کتاب الحج، باب الجنایات، ۱۰/ ۷۳۵

② بہار شریعت، احرام کا بیان، احرام کے مکروہات، ۱/ ۶/ ۱۰۸۰

③ فتاویٰ رضویہ، کتاب الحج، باب الجنایات، ۱۰/ ۷۳۴۔۷۳۵
بہار شریعت، حج کا بیان، احرام کا بیان، ۱/ ۶/ ۱۰۸۲

ایامِ مخصوصہ

حیض و نفاس

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک بہن مدینہ میں ہے اور حیض شروع ہو چکا ہے اور سب قافلے والے مکہ جا رہے ہیں مکہ میں دو دن رہ کر واپسی گھر کی جانب سفر ہوگا، اب مکہ جانے کا حکم اور طریقہ کیا اختیار کریں پھر اگر مکہ احرام کے ساتھ چلی گئیں تو عمرہ کیسے ادا کریں یا احرام سے بنا عمرہ باہر آنا ہوگا تو کیا طریقہ اختیار کریں؟ (سائلہ: کنیز فاطمہ، کارڈن، کراچی)

باسمه تعالىٰ وتقدس الجواب: صورتِ مسئولہ میں مذکورہ بہن مکہ نہ جائے بلکہ وہیں مدینہ منورہ میں اپنے مَحرم کے ساتھ رُک جائے، اور وہیں سے یا جدّہ ایئر پورٹ کے ذریعے وطن واپس آجائے کیونکہ اگر وُہ مکہ مکرمہ جائے گی تو میقات سے گُزرتے ہوئے اُسے احرام باندھنا اور عمرہ کرنا لازم ہوگا، بے اس کے احرام سے باہر نہ ہوگی، اور اگر احرام باندھ کر حالتِ حیض میں ہی عمرہ پورا کرلے گی تو اگرچہ عمرہ ہو جائے گا مگر اس پر دَم لازم ہوگا اور وہ گنہگار ہوگی جس کے لئے توبہ بھی کرنی ہوگی، اور اگر چاہے کہ احرام نہ باندھنا پڑے تو اس کے لئے وُہ میقات سے گُزرتے وقت ابتداءً میقات کے اندر کسی جگہ مثلاً جدّہ کا قصد (ارادہ) کرلے وہاں جائے پھر وہاں سے حج و عمرہ کی نیت کے بغیر مکہ آجائے، یُوں اس پر نہ عمرہ کرنا لازم ہوگا اور نہ ہی وہ گنہگار ہوگی، اس کے بعد وُہ اپنے وطن آجائے، ان سب باتوں کی تفصیل ہمارے سابقہ فتاویٰ میں موجود ہے۔

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الجمعة، ١٤/ ربیع الثانی، ١٤٤٦ھ-١٧/ اکتوبر، ٢٠٢٤م

﴿طواف﴾

نفلی طواف کے چار چکر چھوڑنے کا حکم

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر نفلی طواف کے تین چکر ہوگئے ہیں اور مدینہ آگئی ہے تو باقی چکر کرنے کے لئے مکہ جانا ضروری ہوگا یا صدقہ دیں؟ (سائلہ: ایک بہن، ریاض، سعودی عربیہ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں مذکورہ عورت اپنے شوہر یا محرم کے ساتھ مکہ مکرمہ جائے اور باقی چکر لگا کر اپنے طواف کو مکمل کرے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتی تو اس پر نفلی طواف کے اکثر چکر چھوڑنے کے عوض دم واجب ہوگا اور توبہ بھی کرنی ہوگی جس کی تفصیل ہمارے فتاویٰ حج وعمرہ (الغُروۃُ فی مَناسِکِ الحَجِّ والعُمرۃ) کے سترہویں حصے میں صفحہ ۳۲تا۳۸ پر موجود ہے۔

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الخمیس، ١٦/ شوال، ١٤٤٥ھ-٢٤/ اپریل، ٢٠٢٤م

بوجہ عُذر طواف وسعی پیدل نہ کرنا

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ میرے والدین جو کہ بزرگی کی عمر کو پہنچ چکے ہیں، گزشتہ سال متعدّد بار عمرہ کرنے کے لیے حرم شریف حاضر ہوتے رہیں ہیں، اس دوران ان کا یہ معاملہ رہا کہ اکثر اوقات طواف وسعی کے دوران کچھ حصّہ پیدل اور کچھ حصّہ (یعنی جب ہمت جواب دے گئی) وہیل چیئر پر ادا کیا۔ اس صورتِ حال سے متعلق مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات مطلوب ہیں: کیا یہ صورت عذر شرعی کہلائے گی، اگر عذر شرعی نہیں بنی

تو کیا حکم ہو گا، نیز اگر گنتی یاد نہیں کہ کتنی بار اس طرح عمرہ کیا ہے تو اس کا کیا حل ہے، ان اعمال کو دوبارہ کرنا ہو گا یا دم ہی دینا ہو گا، نیز اگر یہ عمل متعدّد بار ہوا ہے تو ایک ہی دم دینا ہو گا یا وہ بھی متعدّد ہوں گے؟

نوٹ: سائل نے سوال کی وضاحت دی تھی معلوم ہوا کہ ان کے والد صاحب کو شوگر اور بلڈ پریشر اور کینسر بھی ہے جس کی وجہ سے ان کے پاؤں میں بھی درد رہتا ہے، نمازیں بھی بیٹھ کر پڑھتے ہیں اور کھانا وغیرہ بھی زمین پر بیٹھ کر نہیں کھا سکتے۔ عمر بڑی ہونے کی وجہ سے دونوں ہی بیمار رہتے ہیں والدہ کا پیٹھ کا مسئلہ ہے جس کی وجہ سے دونوں کو کچھ دیر چلنے کے بعد ناقابل برداشت تکلیف ہوتی ہے۔

(سائل: عبد المصطفیٰ، مدینہ شریف، سعودی عرب)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: بیان کردہ صورت میں یقیناً عُذرِ شرعی موجود ہے کیونکہ والدین کو بڑھاپے اور بدنی بیماریوں کی وجہ سے کچھ دیر چلنے کے بعد ناقابلِ برداشت تکلیف ہوتی ہے لہٰذا دونوں پر طواف و سعی کے بعض چکر پیدل کی بجائے وہیل چیئر پر کرنے کی وجہ سے کچھ واجب نہیں ہے۔

چنانچہ امام شمس الدین ابو بکر محمد بن ابی سہل سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ لکھتے ہیں: وَإن طاف راكبًا أو محمولًا، فإن كان لعُذرٍ مِن مرضٍ أو كِبَرٍ لم يَلزم شيءٌ۔①

یعنی، اگر بیماری یا بڑھاپے کے عُذر کی وجہ سے سواری یا گود میں طواف کیا تو کچھ لازم نہیں ہو گا۔

---

① كتاب المبسوط، كتاب المناسك، باب الطواف، ۲/ ٤/ ٤٠

اورآگے سعی کے بارے میں لکھتے ہیں: وكذلك إن فعلهُ راكبًا؛ فإن كان لعُذرٍ فلا شيء عليه، وَإن كان لغَير عذرٍ فعليه الدمُ في الأكثر، وَالصدقةُ في الأقلّ. ①

یعنی، اسی طرح اگر عُذر کی وجہ سے سواری پر سعی کی تو اس پر کچھ واجب نہیں اور اگر بغیر کسی عُذر کے سواری پر سعی کی ہو تو اس پر اکثر پھیرے سواری پر کرنے کی وجہ سے دم اور اقل پھیرے سواری پر کرنے کی وجہ سے صدقہ واجب ہو گا۔

اور علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں: ولو سَعي كُلّه أو أكثرَه راكبًا أو محمولًا بلا عذرٍ فعليه دمٌ، وإن كان بعذرٍ فلا شيء عليه و إن سَعى أقلّه راكبًا بلا عذر فعليه صدقةٌ-②

یعنی، سعی کے کُل یا اکثر پھیرے بلا عُذر سوار ہو کر کیے تو اس پر دم واجب ہو گا اور اگر بوجہ عُذر ہو تو اس پر کچھ واجب نہیں اور اگر سعی کے اقل پھیرے بلا عُذر سواری پر کیے تو اس پر صدقہ واجب ہو گا۔

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الثلاثاء، ٤/ ذو الحجة، ١٤٤٥ھ- ١٠/ جون، ٢٠٢٤م

سعی

سعی کی دو رکعتیں پڑھنے کی جگہ

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ سعی کے بعد دو رکعت مستحب ہے وہ مسجد حرام میں پڑھنا ضروری ہے یا ہوٹل میں بھی پڑھ سکتے ہیں؟ (سائل: از حیدر آباد دکن، ہند)

---

① كتاب المبسوط، كتاب المناسك، باب السعي بين الصفا والمروة، ٢/ ٤/ ٤٦

② لباب المناسك، باب الجنايات، فصل فی الجناية فی السعی، ص٢١٨-٢١٩

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں سعی کے بعد کی دو رکعت نماز مسجدِ حرام میں پڑھنا مستحب ہے نہ کہ دوسری جگہ۔ چنانچہ فقیہ النفس علّامہ حسن بن منصور اُوزجندی حنفی متوفی ۵۹۲ھ ① اور علّامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ ② لکھتے ہیں: وأداءُ ركعتين بعد فراغه منه فى المسجدِ.

[واللفظ للآخر]

یعنی، سعی سے فارغ ہونے کے بعد مسجد میں دو رکعتیں ادا کرنا مستحب ہے۔

اور علّامہ رحمت اللہ سندھی حنفی اس کے بعد والی فصل میں لکھتے ہیں: فإذا فرغ من السعى: يُستحبّ له أن يصلى ركعتين فى المسجِد. ③

یعنی، جب وہ سعی سے فارغ ہو جائے تو اس کے لئے مستحب یہ ہے کہ وہ مسجد میں دو رکعتیں پڑھے۔

اور علّامہ علاؤ الدین حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں: وَنُدِب خَتْمُه بِرَكْعَتَيْنِ فِي المسجِدِ كختم الطّواف۔ ④

یعنی، سعی کا مسجد حرام میں دو رکعت پڑھنے کے ساتھ ختم کرنا مستحب ہے۔

مندرجہ بالا عبارات میں "فی المسجد" کی قید سے ظاہر ہے سعی کی دو رکعت مسجد میں پڑھنا مستحب ہے نہ کہ دوسری جگہ کیونکہ فقہائے کرام نے حضرت مطّلب بن ابی وداعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال فرمایا ہے۔

---

① فتاویٰ قاضیخان علی ہامش الهندية، كتاب الحج، فصل فى كيفية أداء الحج، ١/ ٢٩٣

② لباب المناسك، باب السعى بين الصفاء والمروة، فصل: فى مستحباته، ص ١٢٨

③ لباب المناسك، باب السعى بين الصفاء والمروة، فصل: فى فإذا فرغ إلخ، ص ١٢٩

④ الدرالمختار شرح الابصار، كتاب الحج، فصل فى الإحرام وصفة المفرد بالحج، تحت قوله: بالمروة، ص ١٦١

چنانچہ مُلّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: لما رَوى المطلب بن أبي وَدَاعة، قال: رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم حين فَرَغ من سعيه، جاء حتى إذا حاذى الركنَ فصلّى ركعتين في حاشية المطاف، وليس بينه و بين الطائفين أحدٌ۔ ①

یعنی، حضرت مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا جبکہ آپ سعی سے فارغ ہوئے تو تشریف لائے یہاں تک کہ رُکنِ اسود کے محاذی ہوئے، پھر آپ نے حاشیہ مطاف میں دو رکعت نماز ادا فرمائی اور آپ اور طواف کرنے والوں کے درمیان کوئی نہ تھا۔

اس حدیث شریف کو امام احمد②، ابن ماجہ③ اور ابنِ حبان④ نے روایت کیا ہے۔

والله تعالىٰ أعلم بالصواب

يوم الأربعاء، ١٩/ ذو الحجة، ١٤٤٥هـ-٢٥/ جون، ٢٠٢٤م

حلق

عمرہ کر کے سر کے چند بال کاٹنا

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس بارے میں کہ جس شخص کی زلفیں ہوں، وہ عمرہ کے بعد چند جگہ سے تھوڑے بال کاٹ

---

① المسلك المتقسط في المنسك المتوسط، باب السعي بين الصفا والمروة، فصل: فإذا فرغ من السعي إلخ، ص ٢٥٦

② المسند لأحمد، ٦/ ٣٩٩

③ سُنَن ابن ماجة، كتاب المناسك، باب الركعتين بعد الطواف، برقم: ٢٩٥٨، ٣/ ٤٤٥

④ صحيح ابن حبان، باب ما يكره للمصلي وما لا يكره، ذكر إباحة مرور المرء قدام المصلي إذا صلى إلى غير سترة، برقم: ٢٣٥٧، ٣/ ٤/ ٤٥

لے، تو یہ عمل کیسا ہے، ؟ (سائل: ندیم یوسف، جدہ، سعودی عرب)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: احرام سے باہر ہونے کے لئے حلق یا تقصیر ضروری ہے اور تقصیر کی واجب مقدار ایک چوتھائی سر کے بال، ایک پورے کے برابر کاٹنا ہے، اِس کے بعد وہ احرام سے باہر ہو جائے گا اور یہ حکم مرد و عورت دونوں کے لئے ہے۔

چنانچہ امام فخر الدین عثمان بن علی زیلعی حنفی متوفی ۷۴۳ھ ① لکھتے ہیں اور اُن سے علامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۰۹۲ھ اور علمائے ہند کی ایک جماعت ② نے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے: وَالتَّقصِیر أَنْ یَأْخُذ الرَّجُل أَوْ المَرأَة مِن رُءُوْس شعْرِ رُبعِ الرَّأسِ مِقدَار الأَنمِلة۔ [واللفظ للأوّل]

یعنی اور تقصیر یہ ہے کہ مرد یا عورت سر کے چوتھائی حصہ کے بال ایک پورے کے برابر کاٹیں۔

اور علامہ رحمت اللہ بن عبد اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں: وَأمّا التَّقْصِیر فَأَقَلُّه قَدْرُ أنمِلَة مِن شَعْرِ رُبع الرَّأسِ وَالحَلق مَسنُون لِلرِّجَال۔ ③

یعنی اور تقصیر کی کم از کم مقدار سر کے چوتھائی بالوں سے ایک پورے کی مقدار ہے اور مردوں کے لئے حلق سنّت ہے۔

لہٰذا سر کے بال متفرق (الگ، الگ) جگہ سے کاٹے اور اُن کی مقدار چوتھائی سر کے برابر ہو گئی، تو اس سے بھی واجب ادا ہو جائے گا۔

---

① تبیین الحقائق شرح کنز الدّقائق، کتاب الحج، باب الإحرام، تحت قوله: والحلق أحب، ۲/ ۳۰۸

② الفتاوی الهندیة، کتاب المناسك، الباب الخامس: فی کیفیة أداء الحج، ۱/ ۲۳۱

③ لباب المناسك، باب مناسك منی، فصل فی الحلق والتقصیر، ص ۱۵۳

چنانچہ علامہ ابو المعالی برہان الدین محمود بن احمد ابن مازہ بخاری حنفی متوفی ٦١٦ھ ① اور علامہ عالم بن علاء انصاری حنفی متوفی ٧٨٦ھ ② لکھتے ہیں: وَإِنْ قَصَّرَتْ بعضَ رَأسِهَا وَتَرَكَتْ البَعضَ أَجْزَأَهَا إذاكَانَت مَاقَصَّرتْ مِقْدارَ رُبعِ الرَّأسِ فَصاعِداً.

یعنی اور اگر سر کے بعض حصہ کے بالوں کی تقصیر کی اور بعض کو چھوڑ دیا، تو یہ کفایت کرے گا جب کہ چوتھائی سر یا اُس سے زیادہ کی تقصیر کرلی ہو۔

اور اگر کاٹے گئے بال چوتھائی سر کے بالوں کی مقدار سے کم تھے تو تقصیر کا واجب ادا نہیں ہوا۔

چنانچہ آگے لکھتے ہیں: وإن كَان أَقلّ مِن ذلِك لَا يجْزِيهَا. ③

یعنی اور بال چوتھائی سر کے بالوں سے کم کاٹے تو یہ کافی نہ ہو گا۔

اور یاد رہے کہ متفرق جگہ سے چوتھائی سر کے بال کاٹنے سے واجب مقدار تو ادا ہو جائے گی اور اُس کا احرام کھل جائے گا لیکن یہ خلافِ سنّت ہے کہ پورے سر کا حلق یا تقصیر سنّت ہے۔

چنانچہ امام ابو البقاء محمد بن احمد مکی حنفی متوفی ٨٥٤ھ ④ اور علامہ احمد بن

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

---

① المحیط البرهانی، کتاب المناسك، الفصل الرابع عشر: فی الحلق والتقصیر، ٢/ ٤٧٥

② الفتاویٰ التاتارخانية، کتاب الحج، الفصل رابع عشر: فی الحلق والتقصیر، ٣/ ٦٤٣-٦٤٤، مطبوعة: مکتبہ فاروقیہ، کوئٹہ

③ المحیط البرهانی، کتاب المناسك، الفصل الرابع عشر: فی الحلق والتقصیر، ٢/ ٤٧٥
الفتاویٰ التاتارخانية، کتاب الحج، الفصل رابع عشر: فی الحلق والتقصیر، ٣/ ٦٤٤

④ البحر العمیق، الباب الثانی عشر فی الأعمال المشروعة یوم النحر، مطلب شرائط الوجوب، ٣/ ١٧٩٤

محمد شلبی حنفی متوفی ۱۰۲۱ھ ❶ لکھتے ہیں: فَإِنْ حلق أوْ قصر أقَلّ مِن النِّصْف أَجْزأَہ عِندَنا وَھُو مُسِیءٌ فِی ذٰلِك لأَنّ السُّنّة حَلق جَمِیع الرّأسِ أوْ تَقْصِیر جَمِیع الرّأسِ وَقَد تَرکَ ذٰلِك فَیَکُون مُسِیئاً۔ [واللفظ للآخر]

یعنی، اگر حلق یا تقصیر آدھے سر سے کم کروائی، تو احناف کے نزدیک جائز ہے اور وہ اساءت کا مرتکب ہو گا؛ کیونکہ تمام سر کا حلق یا تقصیر سنّت ہے اور اُس نے یہ ترک کر دیا لہٰذا وہ بُرا کرنے والا ہو گا۔

اور علامہ سیّد محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں: فإِنّ السُّنّة حَلق جَمِیعِ الرّأسِ أوْ تَقصِیر جَمِیعِہ۔ ❷

یعنی، تمام سر کا حلق یا تقصیر سنّت ہے۔

اور سنّت کا ترک بُرا ہے اور ثواب میں کمی و محرومی کا باعث ہے لہٰذا سنّت کو چھوڑنا نہیں چاہیے البتہ اگر کوئی شخص اس سنّت کو چھوڑتا ہے، تو اُس پر کفّارہ لازم نہیں ہو گا۔

چنانچہ شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں: حکمِ مکروھات آن است کہ ناقص شود ثواب عملی کہ واقع گردد دروی فعل مکروہ ولازم آید خوفِ عتاب درترکِ سنّتِ مؤکّدہ وخوف عذاب درترکِ واجب ولازم نباشد چیزے از دم یا صدقہ درفعل امرے مکروہ مگر آنکہ لازم آید دروے

---

❶ حاشیة الشلبی علی التبیین، کتاب الحج، باب الإحرام، تحت قولہ: والتقصیر أن یأخذ الرجل أو المرأة إلخ، ۲/ ۳۰۸

❷ رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الحج، مطلب فی رمی جمرة العقبة، تحت قولہ: وحلقہ أفضل، ۳/ ۶۱۲

ترکِ واجب آنگاہ جزاء لازم گردد۔ ❶

یعنی، مکروہات کا حکم یہ ہے کہ جس عمل میں مکروہ فعل واقع ہو اُس میں ثواب کم ہو جاتا ہے اور سنّتِ مؤکّدہ کے ترک پر خوفِ ملامت اور واجب کے ترک پر خوفِ عذاب اور مکروہ فعل پر کوئی دم یا صدقہ لازم نہیں آتا مگر واجب فعل کے ترک پر جزاء لازم ہوتی ہے۔

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم السبت، ۲۲/ جمادی الثانی، ۱۴۴۴ھ۔ ۱۴/ جنوری، ۲۰۲۳م

قربانی

حج کی قربانی یا دم کا جانور خود ذبح کرنا

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ کوئی شخص حج کی قربانی یا دم کے جانور کو احرام میں خود ذبح کر سکتا ہے یا نہیں جبکہ ذبح کرنا جانتا ہو؟ (سائل: مدثر برکاتی، کھارادر، کراچی)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورتِ مسؤلہ میں خود بھی جانور ذبح کر سکتا ہے۔ چنانچہ امام ناصر الدین ابو القاسم محمد بن یوسف سمرقندی حنفی متوفی ۵۵۶ھ لکھتے ہیں: ولا بأس للمُحرِم أن ینحرَ، ویذبح کُلّ شیء إلّا الصّید۔ ❷

یعنی، مُحرم کے لئے کوئی حرج نہیں ہے کہ وہ اونٹ نحر کرے یا ہر شے ذبح کرے سوائے شکار کے۔

اور صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ "یہ باتیں احرام

---

❶ حیات القلوب، فصل سیوم دربیان فرائض وواجبات وسنن الخ، مکروہات حج، ص ۵۰

❷ الملتقط فی الفتاوی الحنفیۃ، کتاب المناسک، ص ۹۳

میں جائز ہیں" کے تحت لکھتے ہیں: پالتو جانور اونٹ گائے بکری مرغی وغیرہ ذبح کرنا۔ ①

والله تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الأحد، ۲۶/ شوال، ۱۴۴۵ھ-۰۵/ مئی، ۲۰۲۴م

دم

عمرہ کے احرام سے فارغ ہوئے بغیر احرام حج باندھنا

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ آفاقی شخص حج پر گیا اور عمرہ کرکے احرام سے نکلنے کے لئے چند بال کاٹ لئے جو چوتھائی سر کے بالوں کی مقدار سے کم تھے اور پھر احرام کی خلاف ورزیاں شروع کردیں، پھر اُس نے حج کا احرام باندھا تو اب اُس پر کیا لازم ہے اور کیا اُس پر ایک احرام سے فارغ ہونے سے قبل احرام حج باندھنے کی وجہ سے دو احرام جمع کرنے کا کوئی کفارہ لازم ہو گا یا نہیں؟ (سائل: علامہ حسان معیاری، کراچی)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں شخص مذکور پر ایک دم اور توبہ واجب ہے کیونکہ اُس نے چوتھائی سر کے حلق سے قبل ممنوعاتِ احرام کا ارتکاب کیا اور توبہ اس لئے کہ اُس سے گناہ کا ارتکاب ہوا ہے۔

چنانچہ امام محمد بن حسن شیبانی حنفی متوفی ۱۸۹ھ ② لکھتے ہیں اور اُن

---

① بہار شریعت، حج کا بیان، احرام کا بیان، ۱/۶/۱۰۸۱

② کتاب الأصل، کتاب المناسک، باب الجماع، ۲/ ۳۹۶

سے علامہ زین الدین بن ابراہیم ابن نُجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ ① نقل کرتے ہیں: مُحرِم بعمرةٍ رفض إحرامَه فأقامَ حَلالًا يصنعُ مَا يصنعُ الحلالُ فِي الجماعِ وَالصّيدِ والطّيبِ وغَيرِهِ، قالَ: عَليهِ أن يعودَ حرامًا كَما كانَ وعَليهِ دمٌ واحدٌ- [واللفظ للأوّل]

یعنی، کسی نے عمرے کا احرام چھوڑ دیا اور وہ کام کرنے لگا جو بغیر احرام والا کرتا ہے جیسے جماع کرنا، خوشبو لگانا اور شکار کرنا وغیرہ، تو اُس پر لازم ہے کہ وہ احرام کی پابندیاں شروع کر دے اور اُس پر ایک دَم واجب ہے۔

اور علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ ② اور ان کے حوالے سے علامہ سیّد محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ ③ لکھتے ہیں: اعلمْ أنَّ المحرمَ إذا نَوى رفضَ الإحرامِ فجعلَ يصنعُ مَا يصنعهُ الحلالُ منْ لبسِ الثّيابِ والتّطيّبِ والحلقِ والجماعِ وقتلِ الصّيدِ فإنّه لَا يخرجُ بذلكَ منَ الإحرامِ؛ وعليهِ أن يعودَ كَما كانَ محرمًا، ويجبُ دمٌ واحدٌ لجميعِ مَا ارتكبَ ولَو كُلّ المَحظوراتِ، وإنّما يَتعدّد الجزاءُ بتعدّدِ

---

① البحر الرائق، كتاب الحج، باب الجنايات، تحت قوله: أو أفسد حجه بجماع فى أحد السبيلين إلخ، ۳/ ۲۷

② لباب المناسك، باب فى جزاء الجنايات وكفّاراتها إلخ، فصل فى ارتكاب المحرم المحظور على نية رفض الإحرام، ص ۲۵۳

③ رد المحتار على الدر المختار، كتاب الحج، باب الجنايات، تحت قوله: إلّا أن يقصد الرفض، ۳/ ٦٦٥

منحة الخالق على البحر الرائق، كتاب الحج، باب الجنايات، تحت قوله: ولهذا نص فى ظاهر الراوية إلخ، ۳/ ۲۷-۲۸

الجناياتِ إذَا لَمْ ينوِ الرّفضَ، ثُمّ نيةُ الرّفضِ إنّما تعتبرُ ممّن زعمَ أنّه خرجَ منهُ بهذَا القَصدِ لجهلِه مسألةَ عدمِ الخروجِ.

یعنی، تو جان لے کہ مُحرم جب احرام سے نکلنے کی نیت کرلے اور وہ کام شروع کردے جو غیر مُحرم کرتا ہے جیسے سلے ہوئے کپڑے پہننا، خوشبو لگانا، حلق کروانا، جماع کرنا اور شکار کو قتل کرنا، تو وہ اس نیت سے کیفیتِ احرام سے باہر نہیں آئے گا اور اُس پر لازم ہو گا کہ جیسے پہلے مُحرم تھا، اُسی حالت پر واپس لوٹ آئے اور اُس پر تمام ممنوع اُمور کے ارتکاب کے عوض ایک ہی دم لازم ہو گا، اگرچہ اُس نے سارے ہی ممنوعاتِ احرام کا ارتکاب کیا ہو اور متعدّد جنایات سے متعدّد کفّارے اُس وقت لازم ہوتے جب اِحرام سے نکلنے کی نیت نہ کی ہو۔ پھر احرام سے نکلنے کی نیت اُسی کی معتبر ہے جو یہ گمان کرتا ہو کہ وہ اس قصد کے ذریعے احرام سے نکل جائے گا۔

اور یہ اس لئے کہ وہ چوتھائی سر کے حلق سے قبل احرام ہی میں تھا۔

چنانچہ شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں: شرط خروج از احرام حج وعمرہ حلق ربع سر یا قصر ربع اوست در وقت حلق پس اگر حلق وقصر ننمود بیرون نیاید از احرام اگرچہ بگذرند بروے سالھاءِ بسیار. ❶

یعنی، حج یا عمرہ کے احرام سے نکلنے کی شرط حلق کے متعین وقت کے اندر چوتھائی سر کے بال منڈوانا یا قصر کرانا ہے پس اگر کسی نے نہ سر منڈوایا اور نہ

---

❶ حیات القلوب، باب اول در بیان احرام، فصل دھم در بیان کیفیت خروج از احرام، ص۱۰۲

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

ہی قصر کرایا تو وہ احرام سے نہیں نکلے گا چاہے برسوں گزر جائیں۔

اور اُس پر دو احرام جمع کرنے کا کوئی کفارہ واجب نہیں کیونکہ آفاقی کے لئے عمرے پر حج کا احرام باندھنا جائز ہے۔

چنانچہ امام ابو منصور محمد بن مکرم کرمانی حنفی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں: إدخالُ الحجّ علَى العمرةِ جائِز قبلَ أن يعملَ فيهَا شيئاً، أو بعدَ ما عملَ فيهَا شيئاً مِن غيرِ كراهةٍ عندنَا، لأنّه السّنة، ويكونُ بذلكَ قارنًا أو متمتّعاً؛ لقولِ عليّ رضى الله عنهُ: يضافُ الحجّ إلى العمرةِ، ولَا تضافُ العمرةُ إلى الحجّ.①

یعنی، افعالِ عمرہ شروع کرنے سے پہلے یا بعد حج کے احرام کو داخل کرنا ہمارے نزدیک بلا کراہت جائز ہے کیونکہ یہ سنّت ہے اور اس کے ذریعے وہ قارن یا متمتع ہو جائے گا کیونکہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے: حج کو عمرہ کے ساتھ ملایا جائے اور عمرہ کو حج کے ساتھ ملایا جائے۔

اور علامہ کرمانی حنفی آگے لکھتے ہیں: إذَا أحرمَ بالعُمرةِ، ثمّ أحرمَ بالحجّ، وأدخلَ عليهَا الحجّ قبلَ أن يطوفَ أكثرَ طوافِ عمرتِه صحّ. ويَكون قارنًا؛ لما مرّ أنّ للأكثرِ حكمُ الكلّ، فصارَ كأنّه لَمَ يطفْ شيئاً. ولو أدخلَ إحرامَ الحجّ علَى العمرةِ بعدَ ما طافَ أكثرَ الطّوافِ لعمرتِه يكونُ متمتّعاً لَا قارناً؛ لأنّه لما أتَى بالأكثرِ صارَ كأنّه أتَى بكُلّ الطّوافِ لما ذكرنَا، ثُمّ أحرمَ بالحجّ بعدَ الفراغِ منْ أفعالِ العُمرةِ فلَا يتحقّق منهُ القِرانُ، فيكونُ مُتمتّعاً لوجودِ

---

① المسالك فى المناسك، القسم الثانى فى بيان نسك الحج إلخ، فصل فى إضافة الإحرام إلى الإحرام، ۱/ ٦٧٦-٦٧٧

حدّ التمتّعِ علَى مَا بينّا فِي فصلِ التّمتّع. ❶

یعنی، جب کوئی عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد حج کا احرام باندھے اور حج کو عمرہ پر اکثر طوافِ عمرہ سے پہلے داخل کرے تو یہ درست ہے اور وہ قارن ہو گا کیونکہ سابق میں گزر چکا ہے کہ اکثر کے لئے کُل والا حکم ہوتا ہے تو وہ ایسے ہو گیا جیسے اُس نے طواف کیا ہی نہیں، اور اگر احرامِ حج کو عمرہ پر اکثر طوافِ عمرہ بعد داخل کرے تو وہ متمتع ہو گا کہ وہ اکثر طواف کرنے کی وجہ سے کُل طواف کرنے والے کی مثل ہو گیا اُس دلیل کی وجہ سے جو ہم نے ذکر کی، اور افعالِ عمرہ سے فراغت کے بعد احرامِ حج باندھنے پر قران متحقق نہیں ہو گا اسی لئے وہ متمتع ہو گا کیونکہ تمتع کی تعریف پائی گئی جیسا کہ ہم اسے تمتع کی فصل میں بیان کر چکے ہیں۔

اور علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی اور مُلّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: (الآفاق إذا أدخل الحجّ) أى إحرامه (على العمرة) أى على إحرامها (فإن كان) أى إدخاله عليها (قبل أن يطوف لها أكثرَه أو لم يطف شيئاً فقارنٌ) أى مسنون (وعليه دمُ شكرٍ. وإن كان بعد ما طاف لها أربعة أشواطٍ فى أشهرِ الحجّ فهو متمتّع إن حجّ من عامه ذلك بلا إلمام). ❷

یعنی، آفاقی جب احرامِ عمرہ پر احرامِ حج داخل کرے تو اگر یہ طوافِ عمرہ یا اس کے اکثر چکر سے پہلے کرے تو وہ مسنون قارن ہو جائے گا اور اُس پر دم

---

❶ المسالك فى المناسك، القسم الثانى فى بيان نسك الحج إلخ، فصل فى إضافة الإحرام إلى الإحرام، ١/ ٦٧٨

❷ لباب المناسك وشرحه المسلك المتقسط فى المنسك المتوسط، باب إضافة أحد النسكين، ص٤١٦

شکر واجب ہو گا اور اگر یہ طوافِ عمرہ کے چار چکر بعد حج کے مہینوں میں کرے تو وہ متمتع ہو جائے گا اگر اسی سال بغیر المام کے حج کرے۔

احرام باندھ کر عمرہ کئے بغیر وطن واپس آنا

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص ہے اپنی زوجہ کے ساتھ مسجد عائشہ جاتا ہے اور بڑی عمر کا آدمی ہے زوجہ بھی بڑی عمر کی ہے دونوں احرام کی نیت کرتے ہیں تلبیہ پڑھتے ہیں اور پھر جب مسجد حرام کے قریب آتے ہیں تو وہ شخص بے ہوش ہو جاتا ہے طبیعت خراب ہو جاتی ہے بلڈ پریشر لو ہو جاتا ہے اب وہ واپس ہوٹل میں آجاتے ہیں مسجد حرام نہیں جاتے ہیں ہوٹل میں آکر انتظار کرتے ہیں طبیعت بحال ہوتی ہے تو پھر صبح اُن کو مدینہ شریف جانا ہوتا ہے اور عمرہ کرنے کی ہمت نہیں ہوتی تو وہ احرام کے کپڑے اتار دیتے ہیں اور پھر اپنے سلے ہوئے کپڑے پہن کر مدینہ چلے جاتے ہیں پھر یہ مدینہ شریف سے فارغ ہو کر واپس کراچی آگئے اور واپس مکہ مکرمہ نہیں گئے اور کراچی آکر بھی ایسے ہی گھوم رہے ہیں کوئی حلق وغیرہ کچھ بھی نہیں کروایا۔ اب آپ اس پر مکمل تفصیل کے ساتھ رہنمائی فرمائیں کہ اُس پر کتنے دم لگیں گے اور اب یہاں آکر پہلے کیا حلق کروائیں گے کیونکہ یہ اتنے دنوں سے احرام کی حالت ہی میں گھوم رہے ہیں ممکن ہے کہ زوجہ کے قریب بھی گئے ہوں۔ (سائل: احمد، بہادر آباد، کراچی)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صُورتِ مسؤلہ میں دونوں بدستور حالت احرام میں ہیں اور اُنہوں نے احرام سے نکلنے کی نیت کرنے کے بعد یا اپنی جہالت سے خود کو احرام سے باہر سمجھتے ہوئے جتنے بھی ممنوعاتِ احرام کا ارتکاب کیا

ہے مثلاً چہرہ ڈھکنا، خوشبو لگانا اور جماع کرنا وغیرہا۔ اُن سب کے عوض زوجین میں سے ہر ایک پر دم اور توبہ واجب ہے اور اُن پر لازم ہے کہ پہلے کی طرح پھر سے احرام کی پابندیاں شروع کریں اور احرام کی خلاف ورزیوں سے باز رہیں۔

چنانچہ مُحرِّر مذہب نعمانی امام محمد بن حسن شیبانی حنفی متوفی ۱۸۹ھ لکھتے ہیں: مُحرم بعمرۃٍ رفض إحرامَه فأقامَ حَلالًا يصنعُ مَا يصنعُ الحلالُ فِي الجماعِ وَالصّيدِ والطّيبِ وغَيرِه، قالَ: عَليهِ أن يعودَ حرامًا كما كانَ وعَليهِ دمٌ واحدٌ. ❶

یعنی، کسی نے عمرہ کا احرام چھوڑ دیا اور وہ کام کرنے لگا جو غیر مُحرم کرتا ہے مثلاً جماع کرنا، خوشبو لگانا اور شکار کرنا وغیرہا۔ تو اُس پر واجب ہے کہ وہ احرام کی پابندیاں شروع کر دے اور اُس پر ایک دم واجب ہے۔

دم سے مراد کم از کم ایک بکری ذبح کرنا لازم ہو گی۔ چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں: وكلّ دمٍ يجبُ في الحجّ والعُمرة فأدناه شاةٌ. ❷

یعنی، ہر وہ دم جو حج و عمرہ میں واجب ہوتا ہے اس سے مراد کم از کم بکری ہے۔

اس کے تحت خطیب و امام مسجد حرام قاضی عید بن محمد انصاری مکی حنفی متوفی ۱۱۴۳ھ لکھتے ہیں: لأنّ الهدىَ على الإطلاق يقعُ على الشاة وهى أدناه فلزمتْه وقوله تعالىٰ: "فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْىِ" ❸ قال أهلُ التّفسير: المراد منه الشّاةُ. ❹

یعنی، کیونکہ مطلق ہدی کا اطلاق بکری پر ہوتا ہے اور اس کا ادنیٰ درجہ بکری ہے لہٰذا

---

❶ كتاب الأصل، كتاب المناسك، باب الجماع، ۲/ ۳۹۶

❷ لباب المناسك، باب الهدايا، ص ۲۸۳

❸ البقرة: ۲/ ۱۹۶

❹ خلاصة الناسك شرح لباب المناسك، باب فى بيان أحكام الهدى، ق ۱۶۱/ ب

بکری لازم ہوگی اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ” اس پر قربانی ہے جو میسّر آئے “ ، مُفسّرین نے فرمایا: اس سے مراد بکری ہے۔

اور آگے لکھتے ہیں: والحاصل أنّ کلّ دمٍ یجبُ فی النّسک فالمراد منه الشّاۃُ. ①

یعنی، حاصل یہ ہے کہ ہر وہ دم جو نُسک میں واجب ہوتا ہے اس سے مراد بکری ہے۔

اور دونوں پر واجب ہے کہ واپس اُسی احرام کے ساتھ یعنی نئے احرام کی نیت کے بغیر مکہ مکرمہ جاکر عمرہ مکمل کریں، اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو بدستور احرام ہی میں رہیں گے اور اس کا کوئی کفّارہ نہیں ہے۔

چنانچہ علامہ علاء الدین ابو الحسن علی ابن بلبان فارسی حنفی متوفی ۷۳۹ھ لکھتے ہیں: لَو ترک أکثرَ طوافِ العُمرۃ أو کُلّه، وسَعی بین الصّفا والمروۃ، و رجعَ إلی أهله، فهو مُحرمٌ أبدًا، ولا یُجزئ عنه البدلُ، وعلیهِ أن یعودَ إلی مکّۃ بذلک الإحرامِ ویطوف لها أو یُکمِلِ الطّوافَ ویسعی، وَلا مُعتبر بسَعیه الأوّل قبل الطّوافِ۔ ملخصًا ②

یعنی، کسی نے کُل یا اکثر طوافِ عمرہ ترک کردیا اور صفا مروہ کے درمیان سعی کرکے اپنے وطن لوٹ گیا تو وہ ہمیشہ حالتِ احرام ہی میں رہے گا اور اس کا بدل کفایت نہیں کرے گا اور اُس پر واجب ہوگا کہ وہ اُسی احرام کے ساتھ مکہ مکرمہ

---

① خلاصة الناسك شرح لباب المناسك، باب فی بیان أحکام الهدی، ق ١٦٢/ الف

② عمدة السالك فی المناسك، الباب الرابع عشر: فی الجنایات، فصل فی ترك طواف العمرة إلخ، ص ٥٢٥

لوٹے اور طوافِ عمرہ کرے یا طواف کی تکمیل کرے اور سعی بھی کرے اور طواف سے قبل کی جانے والی سعی معتبر نہیں ہو گی۔

ان دونوں مسائل پر مزید فقہی جزئیات ہمارے فتاویٰ حج وعمرہ (العروۃ فی مناسک الحج والعمرۃ) میں موجود ہیں، تفصیل کے لئے اُن کا مطالعہ کریں۔

اور ابھی وہ شخص احرام میں ہونے کی وجہ سے حلق نہیں کروا سکتا ہے۔

چنانچہ علامہ محمد مصطفیٰ بن محمد حنفی لکھتے ہیں: یجبُ علیه أن لا یفعلَ حلق الرّأس- ملخّصًا ❶

یعنی، مُحرم پر واجب ہے کہ وہ سر نہ منڈوائے۔

اور امام اہلسنّت امام احمد رضا خان حنفی متوفی ۱۳۴۰ھ "مُحرّماتِ احرام" کے بیان میں لکھتے ہیں: سر سے پاؤں تک کہیں سے کوئی بال جُدا کرنا۔ ❷

دو احرام جمع کرنا اور غیر حرم میں حلق

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص عمرہ پر گیا اس نے ارکان عمرہ ادا کرنے کے بعد جو تقصیر کرنی ہوتی ہے وہ صحیح طریقے سے نہیں کی بس چار بال گنتی کے کاٹ لئے اور یہ سمجھا کہ تقصیر ہو گئی ہے اور احرام کھول دیا اور اس کے بعد دوبارہ سے مسجدِ عائشہ جا کر یا کہیں بھی مسجدِ جعرانہ جا کر دوبارہ سے احرام باندھا اور پھر عمرہ ادا کیا اور پھر حلق کروایا یعنی دوسری مرتبہ میں حلق کروایا اور اس کے بعد تیسری مرتبہ جب عمرہ کیا تو یہ سمجھا کہ

---

❶ مناسك الحج، فصل في بيان ما يجب على المحرم بعد الإحرام، ق ۱۱/ ب

❷ فتاویٰ رضویہ، کتاب الحج، ۱۰/ ۷۳۳

اب حلق کروالیا تو اب حلق کی ضرورت نہیں ہے تو پھر وہ پاکستان آکر حلق کروایا یعنی حرم شریف میں احرام کھول دیا اور کپڑے پہن لئے اور یہ سمجھا کہ اب حلق کرنے کی ضرورت نہیں اور پاکستان آکر پھر حلق کروایا تو اس طرح سے اس نے دو غلطیاں کی ہیں ایک تو یہ ہے کہ پہلے والا احرام اس کا کُھلا نہیں کیونکہ اس نے حلق یا تقصیر نہیں کروائی اور دوسرا احرام باندھ لیا اور تیسرا والا جو احرام ہے اس سے بھی کراچی آکر باہر ہوا ہے یعنی کپڑے پہننے کے بعد پاکستان، کراچی آکر اس نے حلق کروایا تو اس صورت میں کیا شرعی حکم ہوگا دو دم لازم ہوں گے یا ایک ہی دم کافی ہوگا کیونکہ پہلے والا تو دیا نہیں تھا ابھی تک، تو کیا اس طرح والا معاملہ ہوگا یا دو دم لازم ہوں گے کیونکہ یہ تو سمجھ میں آرہا ہے کہ دو دم تو اس پر بن رہے ہیں لیکن دونوں دم دینے ہوں گے یا پھر ایک دم ہی دونوں دموں کا کفارہ ہو جائے گا؟

(سائل: عثمان معرفت احمد، بہادر آباد، کراچی)

باسمه تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں کُل چار دم واجب ہوئے ہیں کیونکہ پہلا عمرہ کرکے جب اس نے چند بال کاٹے تو تقصیر نہ ہوئی۔ چنانچہ علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ لکھتے ہیں: والمرادُ بالحلق إزالةُ شعر رُبع الرّأس والمرادُ بالتقصير أن يأخذ الرّجلُ أو المرأة مِن رءوس شعر رُبع الرّأس مقدارَ الأنملة. ملخصًا. ①

یعنی، حلق سے مراد چوتھائی سر کے بالوں کو زائل کرنا ہے اور تقصیر سے مراد یہ ہے کہ مرد یا عورت چوتھائی سر کے بالوں کو ایک پورے کے برابر کاٹ لے۔

---

① البحر الرائق شرح كنز الدقائق، كتاب الحج، باب الإحرام، تحت قوله: ثم احلق أو قصر والحلق أحب، ۲/ ۶۰۶

اور جب تقصیر نہیں پائی گئی تو وہ احرام سے باہر نہیں ہوا۔ پھر جب اُس نے دو چار بال کاٹ کر اپنی جہالت سے احرام کھول دیا تو اس کے عوض ایک دم واجب ہوا۔ چنانچہ **علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں**: اعلم أنّه إذا نوى رفضَ الإحرام فجعل يصنعُ ما يصنعُه الحلالُ من لُبس الثّياب والتّطيُّبِ والحلقِ والجِماع وقتلِ الصّيد فإنّه لا يخرجُ بذلك من الإحرام؛ وعليهِ أن يعود كما كان حرامًا، ويجب عليه دم واحد لجميع ما ارتكب ولو فعل كُلّ المحظوراتِ، وإنّما يتعدّد الجزاء بتعدّد الجناياتِ إذا لم ينو الرّفض، ثمّ نيّة الرّفض إنّما تعتبر ممّن زعم أنّه يخرج من الإحرام بهذا القصد لجهله مسألةَ عدم الخروج. ❶

یعنی، تو جان لے کہ محرم جب احرام سے نکلنے کی نیت کرے اور وہ کام شروع کر دے جو ایک غیر محرم کرتا ہے مثلاً سلے ہوئے کپڑے پہننا، خوشبو لگانا، سر منڈوانا، جماع کرنا اور شکار قتل کرنا، تو وہ اس کے سبب احرام سے باہر نہیں ہو گا، بلکہ اُس پر لازم ہو گا کہ وہ اسی حالت پر واپس لوٹ آئے جس طرح پہلے احرام میں تھا اور اُس پر سب جُرموں کے عوض ایک دم واجب ہو گا اگرچہ اُس نے جمیع ممنوعاتِ احرام کا ارتکاب کیا ہو اور متعدّد جنایات سے متعدّد کفارے اُس وقت لازم ہوتے ہیں جب احرام سے نکلنے کی نیت نہ ہو، پھر احرام سے نکلنے کی نیت اُسی کی معتبر ہو گی جو یہ گمان کرتا ہو کہ وہ اس قصد کے ذریعے احرام سے باہر ہو جائے گا۔

اس بارے میں مزید فقہی جزئیات ہمارے فتاویٰ حج وعمرہ (العُروةُ فی

---

❶ لباب المناسك، باب في جزاء الجنايات وكفّاراتها وكيفية أدائها وما يتعلق بذلك، فصل في ارتكاب المحرم المحظور على نية رفض الإحرام، ص۲۵۳

مَناسِکِ الحَجِّ والعُمرة) کے ساتویں حصے میں صفحہ نمبر ۲۲ تا ۳۰ میں موجود ہیں، تفصیل کے لئے اُن کا مطالعہ کریں۔

اور پھر جب اس نے احرام میں رہتے ہوئے دوسرے عمرہ کا احرام باندھ لیا تو دوسرا دم بھی واجب ہوا۔ چنانچہ ملّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: اتّفقوا في وجوب الدّم بسَبَب الجمع بينَ إحرامَي العُمرة. ❶

یعنی، فقہائے کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عمرہ کے دو احرام جمع کرنے کی وجہ سے دم واجب ہوتا ہے۔

پھر جب اس نے دوسرا عمرہ کرکے حلق کروالیا تو احرام کی پابندیاں ختم ہو گئیں اور وہ احرام سے باہر ہو گیا۔ چنانچہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں: شرط خروج از احرام حج وعمره حلق ربع سر یا قصر رُبع اوست در وقت حلق. ❷

یعنی، حج وعمرہ کے احرام سے نکلنے کی شرط حلق کے وقت میں چوتھائی سر کے بال منڈوانا یا کتروانا ہے۔

پھر جب اس نے تیسرا عمرہ کرکے اپنی جہالت سے بغیر حلق و تقصیر کے احرام کھول دیا تو تیسرا دم بھی واجب ہوا جیسا کہ اُوپر علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی کے حوالے سے گزرا۔

اور پھر جب اس نے پاکستان آکر تیسرے عمرہ کا حلق کروایا تو چوتھا دم بھی

---

❶ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب الجمع بين النسكين المتحدين إلخ، فصل فی الجمع بين العمرتين، ص ٤١٤

❷ حیات القلوب، باب اول دربیان احرام، فصل دہم دربیان کیفیت خروج از احرام، ص ۱۰۲

واجب ہوا کیونکہ عمرہ کا حلق بھی حرم میں ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ علامہ شمس الدین محمد بن عبداللہ تمرتاشی حنفی متوفی ۱۰۰۴ھ لکھتے ہیں: الواجبُ دمٌ عَلی مُحرم بالغٍ إن حلقَ فِي حِلّ بحجّ أو عُمرةٍ. ❶

یعنی، بالغ مُحرم حج یا عمرہ کا حلق حِل میں کرے تو اس پر دم واجب ہو گا۔

اور علامہ محمد بن منصوریانی حنفی (المتوفی من أهل قرن۱۳ھ) لکھتے ہیں: ولو حلقَ رأسه فی حجّ أو عمرةٍ خارج الحرَم فعليه دمٌ. ❷

یعنی، اگر کوئی حج یا عمرہ کا حلق حرم سے باہر کرے تو اس پر دم واجب ہو گا۔

اور صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: عمرہ کا حلق بھی حرم ہی میں ہونا ضرور ہے، اس کا حلق بھی حرم سے باہر ہوا تو دَم ہے مگر اس میں وقت کی شرط نہیں۔ ❸

والله تعالىٰ أعلم بالصواب

يوم الخميس، ٥/ شعبان المعظم، ١٤٤٥ھ-١٥/ فروری، ٢٠٢٤م

میقات کے اندر سے احرام باندھ کر سعی سے پہلے کھول دینا

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ میرے نمازی کے والد صاحب عمرہ پر تشریف لے گئے انہوں نے میقات کے بعد احرام باندھا صفا مروہ سے پہلے ہی کھول دیا اور دوسری غلطی یہ ہوئی کہ صفا مروہ سے پہلے حلق بھی کروا دیا۔ اس صورت میں ان پر کتنے دم لازم ہیں؟

---

❶ تنویر الأبصار مع شرحه الدر المختار، کتاب الحج، باب الجنايات، ص١٦٦-١٦٧

❷ تبصرة الناسك لنهج معرفة المناسك اختصار هداية السالك لمعرفة المناسك، الباب الثالث فی الجنايات، فصل فی جناية قص الأظافر وحلق الرأس، ق٦٢/ الف

❸ بہار شریعت، حج کا بیان، جُرم اور اُن کے کفّارے کا بیان، قربانی اور حلق میں غلطی، ۱۱۷۹

(سائل: محمد شیر زمان، ڈسکہ، سیالکوٹ)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں اُن پر دو دم تو واجب ہو چکے ہیں اور سعی اب بھی انہیں کرنی ہو گی، اگر سعی چھوڑ کر اپنے وطن آ گئے ہیں تو اُن پر تیسرا دم بھی واجب ہے اور توبہ بہر صورت کرنی ہو گی کیونکہ آفاقی کیلئے میقات سے احرام باندھنا واجب ہے مگر انہوں نے اندرونِ میقات سے احرام باندھ کر عمرہ کیا ہے جس کی وجہ سے ایک دم واجب ہوا۔

چنانچہ علامہ شمس الدین محمد بن عبداللہ تمر تاشی حنفی متوفی ۱۰۰۴ھ ① اور علامہ علاء الدین حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ ② لکھتے ہیں: (آفاقيٌ) مسلمٌ بالغٌ (يريد الحجَّ أو العمرةَ وجاوزَ وقتَهُ) (ثمَّ أحرم لزِمه دمٌ؛ كما إذا لم يُحرِم، فإن عاد) إلى ميقاتٍ ما (ثمَّ أحرم أو) عاد إليه حالَ كونه (مُحرِمًا لم يَشرعْ في نسكٍ) صفةُ: محرمًا كطوافٍ ولو شوطًا، (ولَبّى سقطَ دمُه) (وإلّا) أي وإن لم يَعُد أو عادَ بعد شُروعه (لا) يسقطُ الدّم- (تنوير الأبصار وشرحه الدر المختار، كتاب الحج، باب الهدى، ص ۱۷۱)

یعنی، جو بالغ مسلمان آفاقی حج یا عمرہ کا ارادہ رکھتا ہو اور وہ میقات سے گزر جائے پھر وہ احرام باندھے تو اس پر دم لازم ہو گا جس طرح جب وہ احرام نہ باندھے، پھر اگر وہ کسی بھی میقات کی طرف لوٹے پھر وہ احرام باندھے یا میقات کی طرف احرام باندھ کر لوٹے جب کہ وہ نُسک میں شروع نہیں ہوا تھا۔ "لَم یَشرع فی نُسک" یہ محرماً کی صفت ہے جیسے وہ طواف میں شروع نہیں ہوا تھا اگرچہ وہ ایک

---

① بہار شریعت، حج کا بیان، جُرم اور اُن کے کفّارے کا بیان، قربانی اور حلق میں غلطی، ۱۱۷۹

② بہار شریعت، حج کا بیان، جُرم اور اُن کے کفّارے کا بیان، قربانی اور حلق میں غلطی، ۱۱۷۹

چکر ہی کیوں نہ ہو اور اُس نے تلبیہ کہا تو دم ساقط ہو جائے گا۔ اور اگر وہ نہ لوٹے یا ارکانِ عمرہ شروع کرنے کے بعد لوٹے تو دم ساقط نہیں ہو گا۔

اس کے تحت علامہ سیّد محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں: فالمراد بقولِه: إذا أراد الحجّ أو العُمرة إذا أراد مكّة، وليس المرادُ بمكّة خُصوصَها، بل قصدُ الحرم مطلقًا موجبٌ للإحرام. ①

یعنی، ماتن کے قول "إذا أراد الحج أو العمرة" سے مراد یہ ہے کہ وہ مکہ کا ارادہ کرے۔ اور مکہ سے مراد بالخصوص مکہ نہیں، بلکہ مطلقاً حرم کا قصد احرام کو واجب کر دیتا ہے۔

پھر جب انہوں نے طواف کر کے احرام چھوڑنے کی نیت سے یا اپنی جہالت سے خود کو احرام سے باہر سمجھتے ہوئے جتنے بھی ممنوعاتِ احرام کا ارتکاب کیا ہے مثلاً سلے ہوئے کپڑے پہنے اور حلق کروایا وغیرہا، اُن سب کے عوض ایک دم واجب ہے اور یہ دوسرا دم ہو گا۔

چنانچہ مُحرّرِ مذہب نعمانی امام محمد بن حسن شیبانی حنفی متوفی ۱۸۹ھ لکھتے ہیں: مُحرم بعمرةٍ رفض إحرامَه فأقامَ حَلالًا يصنعُ مَا يصنعُ الحلالُ فِي الجماعِ وَالصَّيدِ والطِّيبِ وغَيره، قال: عليه أن يعودَ حرامًا كما كان وعليه دمٌ واحدٌ. ②

یعنی، عمرہ کے احرام والے نے اپنا احرام چھوڑ دیا اور وہ کام کرنے لگا جو غیر مُحرم کرتا ہے جیسے جماع کرنا، خوشبو لگانا اور شکار کرنا وغیرہا، تو اُس پر واجب

---

① رد المحتار، باب الجنايات، مطلب: لا يجب الضمان بكسر آلات اللّهو، تحت قوله: يريد الحج أو العمرة، ٣/ ٧٠٥

② كتاب الأصل، كتاب المناسك، باب الجماع، ٢/ ٣٩٦

ہے کہ وہ احرام کی پابندیاں شروع کر دے اور اس پر ایک دم واجب ہے۔

اس بارے میں مزید فقہی جزئیات ہمارے فتاویٰ (العُروۃُ فی مَناسِکِ الحَجِّ والعُمرۃ) کے ساتویں حصے میں صفحہ ۲۲ تا ۳۰ میں موجود ہیں، تفصیل کے لئے اُن کا مطالعہ کریں۔

اور طواف کے بعد حلق کروانے کی وجہ سے اب وہ احرام سے باہر ہیں۔ چنانچہ شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں: وقتِ صحت حلق در عمرہ پس ابتداء او بعد اتیان اکثر اشواط طوافِ عمرہ است پس اگر حلق کرد معتمر قبل از اکثر طواف معتبر نباشد وحلال نشود از احرام.❶

یعنی، عمرہ میں حلق صحیح ہونے کا ابتدائی وقت طواف عمرہ کے اکثر چکر لگانے کے بعد ہے تو اگر عمرہ کرنے والے نے طواف کے اکثر پھیروں سے قبل سر منڈوالیا تو اس کا کوئی اعتبار نہیں اور احرام سے نہیں نکلے گا۔

مگر سعی اب بھی اُن کے ذمہ باقی ہے۔ چنانچہ ملّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: یجب أن لا یحلّ بحلقٍ أو تقصیرٍ حتّی یسعی بینھما فإنّہ لو خالفہ یجبُ علیہ دمٌ ولا یسقطُ عنہ السّعی اتفاقًا.❷

یعنی، عمرہ کرنے والے پر واجب ہے کہ وہ حلق یا تقصیر کے ذریعے احرام سے باہر نہ ہو یہاں تک کہ سعی کرلے پس اگر کسی نے اس کے خلاف کیا تو اس پر دم

---

❶ حیات القلوب، باب ھشتم در منی، فصل ھشتم در بیان زمان حلق ومکان، ص۲۰۷/۲۰۸

❷ المسلک المتقسط فی المنسک المتوسط، باب السعی بین الصفا والمروۃ، فصل فی شرائط صحۃ السعی، تحت قولہ: نعم، ص۲۴۸

واجب ہوگا اور سعی اس سے بالاتفاق ساقط نہیں ہوگی۔

اور سعی چھوڑنے کی صورت میں دم واجب ہوگا۔ چنانچہ شمس الائمہ ابو سہل محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ لکھتے ہیں: وإن ترکَ السّعي فيما بين الصّفا، والمروة رأسًا في حجٍّ أو عمرةٍ فعليه دمٌ. ❶

یعنی، اگر کوئی حج یا عمرہ میں صفا مروہ کے مابین سعی بالکل ترک کردے تو اس پر دم واجب ہوگا۔

اور علامہ رضی الدین محمد بن محمد سرخسی حنفی متوفی ۵۷۱ھ لکھتے ہیں: ولو ترک السعي أو أكثره في العمرة أو الحج بغير عذر ورجع إلى أهله لزمه دم والدم أحب إلى من الرجوع؛ لأن السعي غير مقصود، فإن عاد يعود بإحرام جديد. ❷

یعنی، اگر کوئی حج یا عمرہ میں بلاعُذر کُل یا اکثر سعی کے چکر چھوڑ دے اور اپنے وطن لوٹ جائے تو اس پر دم واجب ہوگا اور دم دینا میرے نزدیک لوٹنے سے زیادہ بہتر ہے کیونکہ سعی غیر مقصود ہے پھر بھی اگر لوٹے تو نئے احرام کے ساتھ لوٹے۔

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الأربعاء، ١٠/ شعبان المعظم، ١٤٤٥ھ-٢٠/ فروری، ٢٠٢٤م

دم شکر کے عوض روزے میں کھانے پینے سے باز رہنا

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ دم شکر میں جو تین روزے دسویں سے پہلے پہلے رکھنا شرط ہے اس میں ایک شرط یہ

---

❶ کتاب المبسوط للسرخسی، کتاب المناسك، باب السعی بین الصفا والمروۃ، ٢/ ٤/ ٤٥

❷ المحیط الرضوی، کتاب الحج، باب السعی بین الصفا والمروۃ، ٢/ ١٩٦

بھی لکھی ہے کہ اس کی نیت رات سے ہو تو کیا نیت ہی کافی ہو گی یا باقاعدہ اسے روزے ہی رکھنے پڑیں گے یعنی کھانے پینے سے بھی اس کو بچنا ہو گا؟

(سائل: حافظ مقبول حسین، حیدر آباد)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں صرف نیت کافی نہیں ہو گی، بلکہ اسے صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے باز رہنا ہو گا کیونکہ روزہ اسی کا نام ہے۔

چنانچہ علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نسفی حنفی متوفی ۷۱۰ھ ❶ لکھتے ہیں اور اُن سے علامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۰۹۲ھ اور علمائے ہند کی ایک جماعت ❷ نے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے: هو عبارةٌ عن تَرك الأكل والشّرب والجماعِ من الصُّبح إلى غُروب الشّمس بنيّة التقرُّب من الأهل.

یعنی، روزے کے معنی یہ ہیں کہ جو شخص روزہ کی اہلیت رکھتا ہو، وہ بہ نیت عبادت صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانا پینا اور جماع چھوڑ دے۔

اور صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: روزہ عُرف شرع میں مسلمان کا بہ نیّت عبادت صبح صادق سے غروب آفتاب تک اپنے کو قصداً کھانے پینے جماع سے باز رکھنا، عورت کا حیض و نفاس سے خالی ہونا شرط ہے۔ ❸

---

❶ الكافي للنسفي، كتاب الصوم، ق۱۹٦/ ب
كنز الدّقائق، كتاب الصّوم، ص۲۱۹

❷ الفتاوى الهندية، كتاب الصوم، الباب الأوّل فى تعريفه وتقسيمه وسببه و وقته وشرطه، ۱/ ۱۹٤

❸ بہار شریعت، روزہ کا بیان، ۱/۵/۹٦٦

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الجمعة، ١٧/ شوال، ١٤٤٥ھ-٢٥/ اپریل، ٢٠٢٤م

طوافِ عمرہ اور حلق کے بعد سعی کرنا

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے عمرہ کا احرام باندھا طواف کیا پھر حلق کروا کر احرام کھول دیا پھر عمرہ کی سعی ادا کی کیا اس صورت میں عمرہ کی سعی ادا ہو جائے گی؟

(سائل: مدثر برکاتی، کھارادر، کراچی)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں عمرہ کی سعی ادا ہو جائے گی کیونکہ عمرہ کی سعی کے لئے بقائے احرام شرط نہیں ہے، بلکہ واجب ہے۔ اگر بقائے احرام شرط ہوتا تو ہم کہتے کہ اس کی سعی ادا نہ ہوئی اب چونکہ بقائے احرام واجب ہے تو ہم کہیں گے کہ اس نے ترک واجب کا ارتکاب کیا اس لئے اس پر دم لازم آیا۔

چنانچہ ملّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: (وإن كان) أی سعيُه (سعيَ العمرة فلا يشترطُ فيه وجوده) أی وجود بقائه، لأنّه ليس بشرطٍ بل ركنٌ فيها حال ابتدائه كما سيأتی، ويتفرّع عليه أنّه لو طاف ثمّ حلق ثمّ سعَى صحّ سعيه، وعليه دمٌ لتحلّله قبل وقته وسَبقِه على أداء واجبِه. ❶

یعنی، اگر اگر سعی عمرہ کی ہو تو اس میں بقائے احرام شرط نہیں، بلکہ عمرہ میں احرام اس کی ابتدائی حالت میں رُکن ہے جیسا کہ عنقریب آئے گا اور اسی پر یہ بات

---

❶ المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب السعی بين الصفا والمروة، فصل فی شرائط صحة السعی، ص٢٤٨

متفرع ہے کہ اگر کوئی طواف کرکے سر منڈوائے پھر سعی کرے تو اس کی سعی درست ہوگی اور اس پر قبل از وقت احرام سے باہر ہونے اور اپنے واجب کی ادائیگی پر سبقت لے جانے کی وجہ سے دم واجب ہوگا۔

اور شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں: اگر سعی عمرہ باشد پس بقاء احرام دران حال شرط نیست ولیکن واجب است تا آنکہ اگر حلق کرد بعد از طواف عمرہ بعد ازان سعی کرد لازم آید دم بروی۔ ①

یعنی، اگر سعی عمرہ کی ہو تو اس حال میں بقائے احرام شرط نہیں لیکن (احرام میں رہنا) واجب ہے یہاں تک کہ اگر طواف (عمرہ) کے بعد حلق کروالیا اس کے بعد سعی کی تو اس پر دم لازم آئے گا۔

اور صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: عمرہ کی سعی میں احرام واجب ہے یعنی اگر طواف کے بعد سر مونڈالیا پھر سعی کی تو سعی ہوگئی مگر چونکہ واجب ترک ہوا لہٰذا دم واجب ہے۔ ②

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الأربعاء، ۱۰/ شعبان المعظم، ۱٤٤٥ھ-۲۰/ فروری، ۲۰۲٤م

دم جبر دینا حلق سے پہلے ضروری نہیں

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہم جدّہ میں رہتے تھے، ہم نے حج کا ارادہ کیا تو کیونکہ زیادہ تر حج تمتع اور قران

---

① حیاۃ القلوب، باب چہارم در بیان سعی بین الصفا والمروۃ، فصل اوّل در بیان شرائط صحتِ سعی، ص۱۵۸

② بہار شریعت، حج کا بیان، طواف و سعی صفا و مروہ عمرہ کا بیان، ۱/۶/۱۱۰۹

کے بارے میں سوال زیادہ ہوتے ہیں، ہم نے بھی حج قران کی نیت کرلی کہ یہ زیادہ افضل ہے، اسوقت ہمیں یہ معلوم نہیں تھا کہ ہم صرف حج اِفراد کرسکتے ہیں، اور جن سے تصریح بنوائی تھی انہوں نے بھی منع نہیں کیا صرف یہ کہا کہ قربانی کرنی پڑے گی۔ پھر ہم نے طوافِ قُدوم اور سعی کرلی، منیٰ میں ہمیں ایک معلّمہ ملیں انہوں نے بتایا کہ آپ صرف اِفراد کرسکتے ہیں، تو ہم نے پھر یوم عرفہ سے پہلے اِفراد کی نیت کرلی، پھر ہم نے قربانی بھی کرلی اور طواف زیارت اور حج کی سعی بھی کی تھی، ہم پر کوئی کفّارہ، دم وغیرہ ہے تو بتادیں اور کیا ہمارے لئے حلق سے پہلے قربانی ضروری ہے؟ (سائل: معرفت صوفی اقبال ضیائی، مدینہ منورہ)

باسمه تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں جنہوں نے اس طرح کیا اُن پر ایک ایک دم واجب ہو گیا جس کو حلق کے بعد بھی ادا کرسکتے ہیں اور جو قربانی کی اگر کفّارے کی نیت سے کی تھی تو دمِ جبر ادا ہو گیا ورنہ نہیں۔ اور یہ اس لئے کہ جدّہ میقات کے اندر ہے اور میقات کے اندر والوں کے لئے قران و تمتّع جائز نہیں، اگر کریں تو دم جبر واجب ہو تا ہے۔

چنانچہ علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ لکھتے ہیں: مَن كان داخلَ المواقيت فهُو بمنزلة المكّيّ حتّیٰ لا يَكون له مُتعةٌ ولا قِرانٌ. ❶

یعنی، جو شخص میقات کے اندر رہنے والا ہے وہ مکی کے حکم میں ہے کیونکہ اس کے لئے بھی تمتع اور قران نہیں ہے۔

اور لکھتے ہیں: وليسَ لأهل مكّةَ تمتّعٌ ولا قِرانٌ، وإنّما لَهم الإفرادُ خاصّةً. ❷

---

❶ بدایۃ المبتدی، کتاب الحج، باب التمتع، ۱/ ۱/ ۱۹۱

❷ بدایۃ المبتدی، کتاب الحج، باب التمتع، ۱/ ۱/ ۱۹۱

یعنی، مکہ مکرمہ میں رہنے والوں کے لئے حج تمتع وقِران نہیں ہے ان کے لئے صرف حجِ اِفراد ہے۔

اس کے تحت علامہ کمال الدین ابن ہمام حنفی متوفی۸۶۱ھ لکھتے ہیں: حتّٰی لو أنّ مكيًّا اعتمرَ في أشهُر الحجّ وحجّ مِن عامِه أو جَمع بينهما كان مُتمتّعًا أو قارنًا آثمًا بفِعله إيّاهما على وجهٍ مَنهِيٍّ عنهُ. ويُوافقه ما في غاية البيانِ: ليس لأهلِ مكّة تمتُّع ولا قِرانٌ، ومَن تمتّع منهم أو قَرن كانَ عليهِ دمٌ وهو دمُ جنايةٍ لا يأكلُ منهُ. وصحّ عن عُمَر رضى الله عنه أنّه قال: ليسَ لأهل مكّة تمتّعٌ ولا قِرانٌ. ❶

یعنی، یہاں تک کہ اگر مکی نے اشہرِ حج میں عمرہ کیا اور پھر اسی سال حج کیا تو وہ قارِن یا متمتع ہو جائے گا اور وہ ممنوع عنہ فعل کرنے کی وجہ سے گنہگار بھی ہو گا اور یہ اس کے موافق ہے جو"غاية البيان" ❷ میں ہے کہ اہل مکہ کے لئے تمتع اور قران نہیں اور جو ان میں سے تمتع یا قران کرے گا اُس پر دم واجب ہو گا اور یہ جنایت کا دم ہو گا جس سے وہ خود نہیں کھا سکتا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مکہ والوں کے لئے تمتع اور قران نہیں ہے۔

اور امام قوام الدین محمد بن محمد کاکی حنفی متوفی۷۴۹ھ لکھتے ہیں: وليس للمكّي تمتُّع ولا قِران لأنّ المتمتّعَ مَن تكون عُمرته ميقاتية وحجّته مكّية كذا في المبسوط وجامع الاسبيجابي. ❸

---

❶ فتح القدير، كتاب الحج، باب التمتع، تحت قوله: وليس لأهل مكة تمتع ولا قران، ٢/ ٤٢٨

❷ غاية البيان، كتاب الحج، باب التمتع، ق٢٢٧/ ب

❸ معراج الدراية شرح الهداية، كتاب الحج، باب التمتع، ٢/ ١٧٢/ الف

یعنی، مکی کے لئے تمتع اور قران نہیں ہے کیونکہ متمتع وہ ہے جس کا عمرہ میقاتی اور حج مکی ہو اسی طرح "المبسوط" ① اور "جامع الاسبیجابی" میں ہے۔

اور علامہ شمس الدین محمد بن عبد اللہ تمر تاشی حنفی متوفی ۱۰۰۴ھ اور علامہ علاء الدین حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں: (والمكيّ ومَن في حُكمه يُفرِد فقط) ولو قرنَ أو تمتّع جازَ وأساءَ، وعليه دمُ جَبرٍ. ②

یعنی، مکی اور جو مکی کے حکم میں ہے صرف اِفراد کرے اگر قران یا تمتع کرے گا تو ہو جائے گا مگر بُرا کرنے والا ہو گا اور اس پر دم جبر واجب ہو گا۔

اور اسے حلق کے بعد بھی ادا کر سکتے ہیں کیونکہ یہ دم جبر ہے دم شکر نہیں کہ رمی کے بعد اور حلق سے پہلے ادا کرنا ضروری ہو، اور اس لئے کہ کفّارے علی التّراخی واجب ہوتے ہیں، ان دونوں احکام کی تفصیل ہمارے فتاویٰ (العُروۃُ فی مَناسِکِ الحجِ والعُمرۃ) کے سترہویں حصے میں صفحہ نمبر ۶۰ تا ۶۲ اور صفحہ نمبر ۷۵ تا ۷۹ میں موجود ہے۔

اور قران کا احرام اِفراد کی نیت سے تبدیل نہ ہوا۔ چنانچہ شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں: چُون صحیح گشت احرام لازم گردد مُضی دروَی وممکن نباشد خُروج ازوَی مگر باداء اعمال عبادتی کہ شروع نمودہ است دروی اگرچہ اِفساد کردہ است احرام بجماع الّا در سہ مسئلہ۔ یکے آنکہ فائت گردد حجّ بفوات وُقوفِ عرفات کہ آن گاہ بیرون آید از احرام سابق باداء اعمال عمرہ۔ دوئم آنکہ احصار کردہ شُد

---

① کتاب المبسوط للسرخسی، کتاب المناسک، باب القران، ٢/ ٤/ ٢٩

② تنویر الأبصار وشرحہ الدر المختار، کتاب الحج، باب التمتع، ص١٦٥

محرم را بعد از احرام حج یا عمرہ بسبب حبسِ سلطان یا بسبب مرض یا حدوث خوف در طریق کہ درین صورت ھا بیرون آید از احرام سابق بذبح ھدی کہ بفرستدآن را بدست وکیل خود بسوی حرم تا ذبح کند اُو را وکیل بطریق نیابت ازوی در حرم وما ذُبح در غیر حرم پس فائدہ ندارد نزد ما خلافًا للشافعي۔ سیوم آنکہ جمع کردہ باشد در احرام واحد دو نُسُک مُتحدہ را چنانکہ دو حج یا دو عمرہ یا جمع نمود باشد دو نُسُک مختلفہ را اعنی حج وعمرہ را بطریق غیر مشروع چنانچہ جمع کرد مکی یا میقاتی بین النُسُکَین المختلِفَین کہ درین مسائل واجب باشد برمحرم رفض احدُ النُسُکَین وبیرون آید از احرام آن بمجرد نیت رفض در بعض صور وبرشروع در اعمال در بعض صور دیگر چنانکہ تفصیل آن مذکور سب در کُتُب مُطوّلہ۔ ①

یعنی، جب احرام صحیح بندھ جائے تو اسے مکمل کرنا لازم ہو جاتا ہے، اب جس عبادت کے لئے احرام باندھا ہے جب تک اس کے اعمال پورے نہ کرلے احرام سے باہر نکلنا ممکن نہیں ہے، چاہے اس نے جماع سے احرام کو فاسد ہی کیوں نہ کر دیا ہو۔ البتہ تین صورتوں میں اعمال پورے کئے بغیر بھی احرام سے نکل سکتا ہے۔ پہلی یہ کہ وقوف عرفات نہ کرسکنے کی وجہ سے حج فوت ہو گیا ہو، اس وقت گو احرام حج کا ہو مگر عمرہ کے افعال کرکے احرام سے باہر نکل سکتا ہے۔ دوسری یہ کہ مُحرم کو احرام حج یا عمرہ کے بعد بادشاہ کے قید کر دینے یا بیماری کے لاحق ہو جانے یا راستہ پُر خطر ہو جانے کی وجہ سے احصار پیش آجائے۔ اس صورت میں احرام سے باہر تب

---

① حیات القلوب، باب اوّل در بیان احرام، فصل دھم در بیان کیفیت خروج از احرام، ص۱۰۱-۱۰۲

ہی ہو سکتا ہے کہ کسی کو وکیل بنا کر حرم میں جانور کی قربانی کرائے یعنی کوئی شخص وکیل بن کر ایک جانور لے کر حرم جائے اور اس کے نائب کی حیثیت سے حرم میں جا کر اسے ذبح کرے اور غیر حرم میں ذبح کرنے کا ہمارے نزدیک (احناف) کے اعتبار سے کوئی فائدہ نہیں، برخلاف امام شافعی کے۔ تیسری یہ کہ ایک ہی احرام میں ایک جیسی دو عبادتوں کو جمع کر لے مثلاً دو حج یا دو عمرہ کا ایک ساتھ ہی احرام باندھے یا دو مختلف عبادتوں، حج و عمرہ کا غیر مشروع طور پر احرام باندھے جیسے مکی یا میقاتی۔ حج و عمرہ کا ایک ہی احرام باندھ لے۔ تو ان صورتوں میں مُحرم پر واجب ہے کہ وہ ایک عبادت کا احرام توڑ دے۔ اور بعض صورتوں میں تو احرام توڑنے کی نیت کرتے ہی احرام سے باہر ہو جائے گا اور بعض صورتوں میں اعمال شروع کرنے پر احرام سے نکل جائے گا۔ ان کی تفصیل بڑی کُتُب میں مذکور ہے۔

اور دم دیتے وقت کفّارے کی نیت ضروری ہے۔ چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ اور مُلّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: (والحادی عشر: النيّة) أی بأن يقصِدَ به عن الكفّارة، وأن تكون النيةُ مقارنةً لفعل التّكفير، فإن لم تقارِنِ الفعلَ أو تأخرت عنه لم يجُز. ①

یعنی، دم ادا ہونے کی گیارہویں شرط یہ ہے کہ وہ کفّارے کا قصد کرے اس طور پر کہ کفّارہ دیتے وقت نیت ملی ہوئی ہو پس اگر دیتے وقت نیت نہ ملی ہو یا دینے کے بعد نیت کرے تو دم ادا نہیں ہو گا۔

اور اس کی نظیر وہ مسئلہ ہے کہ اگر کوئی شخص بقر عید کی قربانی کی نیت سے حج

---

① لباب المناسك وشرحه المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب فی جزاء الجنایات وکفّاراتها، ص ۵۵۷

قران یا تمتع میں جانور ذبح کرے تو اس سے وہ دم جو حج تمتع یا قران کی وجہ سے واجب ہوتا ہے ساقط نہ ہوگا جسے دم شکر کہتے ہیں، جس کی تفصیل ہمارے فتاویٰ حج وعمرہ (الغُروةُ فی مَناسِکِ الحَجِّ والعُمرة) کے پانچویں حصے میں صفحہ نمبر ۹۵ تا ۹۷ میں موجود ہے۔

والله تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الثلاثاء، ۱۷/ شعبان المعظم، ۱٤٤٥ھ-۲۷/ فروری، ۲۰۲٤م

مختلف قسم کے دم اور صدقہ ادا کرنے کی جگہ

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ "فتاویٰ حج وعمرہ" میں پڑھا ہے کہ دم حرم کے ساتھ خاص ہے تو پوچھنا یہ ہے کہ کون کون سے دم حرم کے ساتھ خاص ہیں اور کسی جنایت پر لازم آنے والا صدقہ بھی حرم کے ساتھ خاص ہے یا نہیں؟ (سائل: مدثر برکاتی، کھارادر، کراچی)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں صدقہ حرم کے ساتھ خاص نہیں ہے اگرچہ اہل حرم پر تصدق افضل ہے۔ چنانچہ علامہ علاء الدین ابی بکر بن مسعود کاسانی حنفی متوفی ۵۸۷ھ ❶ اور ان کے حوالے سے علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ ❷ اور ان کے حوالے سے قاضی ابراہیم مکی حنفی متوفی ۱۲۹۰ھ ❸ لکھتے ہیں: ویجوز التّصدّق به علی فقراءِ غیر الحرم، والتّصدق

---

❶ بدائع الصنائع، کتاب الحج، فصل فی بیان وجوب الحج بالنذر، ۳/ ۲۹۸

❷ البحر الرائق، کتاب الحج، باب الهدی، تحت قوله: وخصّ ذبح هدی المتعة، ۳/ ۱۲۸

❸ تکملة حاشية ضياء الأبصار علی الدر المختار، بحث فی زمان ذبح الهدايا ومکانها، ص۳۹٦

به عليهم أفضلُ.

یعنی، حرم کے علاوہ فقیروں کو صدقہ دینا جائز ہے البتہ حرم کے فقیروں کو دینا افضل ہے۔

اور جہاں تک بات ہے دم کی تو یاد رہے دم کی چار قسمیں ہیں ان میں سے کچھ وہ ہیں جو زمان و مکان کے ساتھ خاص ہیں اور کچھ وہ جو مکان کے ساتھ خاص ہیں نہ کہ زمان کے ساتھ اور کچھ وہ ہیں جو زمانے کے ساتھ خاص ہوتے ہیں نہ کہ مکان کے ساتھ اور کچھ وہ جو نہ زمانے کے ساتھ خاص ہوتے ہیں اور نہ مکان کے ساتھ۔

چنانچہ علّامہ ابو السعود سیّد محمد بن علی مصری حنفی متوفی ۱۱۷۲ھ ❶ اور ان کے حوالے سے علّامہ ابو جعفر احمد بن محمد طحطاوی حنفی متوفی ۱۲۳۱ھ ❷ اور ان سے قاضی ابراہیم مکی حنفی متوفی ۱۲۹۰ھ ❸ نقل کرتے ہیں: والحاصل: أن الدّماء على أربعة أقسام:

(١) يختصّ بالزّمان والمكان: وهو دم المُتعة والقران
(٢) ما يختصّ بالمكان دون الزّمان: وهو دم الجنايات والإحصار
(٣) وما يختصّ بالزّمان دون المكان: وهو الأضحيّة
(٤) وما لا يختصّ بالزّمان، والمكان: وهو دم النّذر.

یعنی، دم کی چار قسمیں ہیں پہلی قسم وہ ہے جو زمان و مکان کے ساتھ خاص ہے اور وہ دم تمتع اور قران ہے۔ دوسری قسم وہ ہے جو مکان کے ساتھ خاص ہے نہ کہ

---

❶ فتح المعين، كتاب الحج، باب الهدى، تحت قوله: وخص الكل بالحرم، ١/ ٥٦٣

❷ حاشية الطحطاوى على الدر المختار، كتاب الحج، باب الهدى، تحت قوله: لذبح المتعة والقران، ١/ ٥٥٦

❸ تكملة حاشية ضياء الأبصار على الدر المختار، بحث فى زمان ذبح الهدايا ومكانها، ص٣٩٦-٣٩٧

زمان کے ساتھ اور وہ دم جنایات اور احصار ہے۔ اور تیسری قسم وہ ہے جو زمان کے ساتھ خاص ہے نہ کہ مکان کے ساتھ اور وہ عید کی قربانی ہے۔ اور چوتھی قسم وہ ہے جو زمان و مکان کے ساتھ خاص نہیں ہے اور وہ منّت کی قربانی ہے۔

اور اس کی پہلی دو اقسام حرم کے ساتھ خاص ہیں اور ان کا منیٰ میں ذبح کرنا ضروری نہیں۔ چنانچہ علّامہ سراج الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۱۰۰۵ھ ① اور ان کے حوالے سے قاضی ابراہیم مکی ② لکھتے ہیں: يتعين الحرم بمنى وغيرها لكل هدى شكراً أو جبراً.

یعنی، دم کے لئے حرم متعیّن ہے منیٰ ہو یا اس کے علاوہ، یہ سب کے لئے ہے دم شکر ہو یا دم جبر۔

اور ایامِ نحر میں مسنون ہے کہ ذبح کی جگہ منیٰ ہو۔ چنانچہ مُلّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: فله أن يذبحه حيثُ شاء من الأرض الحرم، إلّا أنّه إن كان فى أيّام النّحر فالسُّنّة ذبحه بمنى و إلّا ففى مكّة. ③

یعنی، اس کے لئے جائز ہے کہ سرزمین حرم کے جس حصے میں چاہے ذبح کرے مگر یہ کہ ایامِ نحر میں کرے تو منیٰ میں ہونا سنّت ہے ورنہ مکہ میں۔

اور علامہ سیّد محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ صاحب "تنویر الابصار" اور "در مختار" کی عبارت "لا منی" کے تحت لکھتے ہیں: أي بل يسنّ لما في "المبسوط" من أنّ السنة في الهدايا أيّام النّحر منى، وفي غير أيّام النحر

---

① النهر الفائق، كتاب الحج، باب الهدى، ۲/ ۱۶۹

② تكملة حاشية ضياء الأبصار، بحث فى زمان ذبح الهدايا ومكانها، ص ۳۹۶

③ المسلك المتقسط فى المنسك المتوسط، باب الهدايا، فصل: فى وجوب الهدى بالنذر به، تحت قوله: يلزمه ما يجزىء فى الأضحية إلخ، ص ۶۷۱

فمكة هي الأولى. ①

یعنی، بلکہ منیٰ میں ذبح کرنا سنّت ہے کیونکہ ”المبسوط“ ② میں ہے: ہدایا میں سنّت ایامِ نحر میں منیٰ میں ذبح کرنا ہے اور ایامِ نحر کے علاوہ مکہ مکرمہ اَولیٰ ہے۔

والله تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الثلاثاء، ۱۸/ ذو الحجة، ۱٤٤٥ھ-۲٥/ جون، ۲۰۲٤م

متفرق

حج کی قربانی کے بعد اضافی چندہ صدقہ کرنا

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہم سے حج کی قربانی کے لئے ریال میں پیسے لیتے ہیں کہ قربانی تقریباً اتنے کی ہوگی تو سو ریال، ڈیڑھ سو ریال سے یا اس سے زیادہ لئے جاتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ جو بچے گا اُس کا صدقہ کردیا جائے گا تو یہ صدقہ دینا اس طریقے سے درست ہے، یعنی اگر ہم اُن سے پیسے مانگیں تو کیا اُن پر واپس دینا لازم ہے؟ (سائل: ذیشان، مکہ مکرمہ، عزیزیہ)

باسمه تعالیٰ وتقدس الجواب: صورتِ مسئولہ میں حج کی قربانی ہو یا اس کے علاوہ، جن کی طرف سے صدقہ کرنے کی اجازت ہو، صرف اُن کی بقیہ رقم صدقہ کرسکتے ہیں اور جن کی طرف سے اجازت نہ ہو، اُنہیں بقیہ رقم واپس کرنا لازم وواجب ہے۔

چنانچہ علّامہ ابواللیث سمرقندی حنفی متوفی ۳۷۳ھ ③ اوران کے حوالے

---

① ردالمحتار، كتاب الحج، باب الهدى، ٤/ ٤٧

② المبسوط للسرخسى، كتاب المناسك، باب النذر، ٢/ ٤/ ١٢٣

③ فتاوى النوازل، كتاب الصلاة، باب غسل الميت والصلاة، ص ٨١

سے امام برہان الدین ابوالمعالی محمود ابن مازہ بخاری حنفی متوفی ۶۱۶ھ ❶ اور اسی طرح علامہ حسن بن منصور اُوز جندی حنفی متوفی ۵۹۲ھ ❷ اور ان کے حوالے سے علامہ نظام الدین حنفی متوفی ۱۰۹۲ھ اور علمائے ہند کی ایک جماعت ❸ نے لکھا ہے: رجلٌ ماتَ فِي مسجدِ قومٍ فقامَ أحدُهم وجمعَ الدّراهمَ لتكفينِه ففَضل مِن ذلكَ شيءٌ إن عرفَ صاحبَ الفضلِ ردّه عليهِ-[واللفظ للثالث]

یعنی، اگر کسی قوم کی مسجد میں مسافر فوت ہو گیا اور ایک شخص نے اُس کے کفن دفن کیلئے چندہ کر کے کچھ دراہم جمع کئے اور کچھ بچ گئے تو اگر اُس کو معلوم ہے کہ بچے ہوئے دراہم فلاں کا چندہ ہے تو اس کو واپس کر دے۔

اور علامہ علاء الدین حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں: إن فَضل شَيءٌ رُدّ للمُصَدّقِ. ❹

یعنی، اگر چندہ بچ جائے تو چندہ دینے والے کو واپس کیا جائے۔

اور امام احمد رضا خان حنفی متوفی ۱۳۴۰ھ لکھتے ہیں: چندہ کا جو روپیہ کام ختم ہو کر بچے لازم ہے کہ چندہ دینے والوں کو حصہ رسد واپس دیا جائے یا وہ جس کام کے لئے اب اجازت دیں اس میں صَرف ہو، بے ان کی اجازت کے صرف کرنا حرام ہے۔ ❺

والله تعالىٰ أعلم بالصواب

---

❶ المحيط البرهاني، كتاب الصلاة، الفصل الثاني والثلاثون في الجنائز، ۳/ ۶۸

❷ فتاوى قاضيخان على هامش الهندية، كتاب الصلاة، باب في غسل الميت وما يتعلق به إلخ، ۱/ ۱۸۹

❸ الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الفصل الثالث في التكفين، ۱/ ۱۶۱

❹ الدر المختار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، تحت قوله: فعلى المسلمين تكفينه، ص ۱۱۹

❺ فتاویٰ رضویہ، کتاب الوقف، ۱۶/ ۲۰۶

یوم السبت، ٥/ ذو القعدة، ١٤٤٤ھ. ٢٣/ جون، ٢٠٢٣م

بہار شریعت کے ایک مسئلے کی وضاحت

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ "بہار شریعت" کتاب میں یہ مسئلہ لکھا ہوا ہے کہ جو قارن یا حج تمتع کرنے والا قربانی کی استطاعت نہیں رکھتا وہ تین روزے رکھے گا تو یکم شوال سے لے کر نویں ذوالحجہ تک تین روزے رکھے گا تو یکم شوال کو روزہ رکھنا منع ہے تو کیا یہ تین روزوں میں سے ایک روزہ یکم شوال کو رکھا جائے تو وہ روزہ رکھنے میں کوئی حرج ہے یا نہیں اور اگر کوئی رکھ لے تو کیا یہ تین روزوں میں شمار ہو گا یا پھر الگ سے رکھنا ہو گا؟

(سائل: معرفت مفتی آصف عبد اللہ قادری صاحب، کراچی)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں یکم شوال کو بے شک روزہ نہیں رکھ سکتے ہیں۔ اور بہار شریعت کی عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ مذکورہ تین روزے احرام باندھنے کے بعد اشہر حج یعنی شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ کے دس دنوں میں رکھے جیسا کہ دیگر فقہائے کرام کی عبارات سے اس بات کی تائید ہوتی ہے۔

چنانچہ علامہ رحمت اللہ سندھی حنفی متوفی ۹۹۳ھ لکھتے ہیں: أن يصومَ الثّلاثة بعد الإحرامِ بهما في القارنِ، وبعدَ إحرامِ العُمرة في المتمتّع وأن يكونَ في أشهرِ الحجّ. ❶

یعنی، قارِن حج و عمرہ کے احرام میں ہونے اور متمتع عمرہ کے احرام میں ہونے کے بعد اشہر حج میں تین روزے رکھے۔

---

❶ لباب المناسک، باب القران، فصل في بدل الهدي، ص ۱۷۷

اور اسی طرح مفتی احمد یار خان نعیمی حنفی متوفی ۱۳۹۱ھ لکھتے ہیں: متمتع یا قارن اگر قربانی کے لیے جانور میسر نہ پائیں تو دس روزے رکھیں تو حج سے پہلے اشہر حج میں شوال، ذیقعدہ اور ذوالحجہ کے دس دن میں، مگر بہتر یہ ہے کہ تیسرا روزہ نویں ذوالحجہ کو ہو اور سات روزے حج کے بعد گھر پہنچ کر یا ایام تشریق کے بعد مکہ معظمہ میں۔ ❶

اور علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ خود ہی اپنی اسی کتاب "بہار شریعت" میں لکھتے ہیں: مکروہِ تحریمی جیسے عید اور ایام تشریق کے روزے (ہیں)۔ ❷

اس سے صاف ظاہر ہے کہ "بہار شریعت" کی عبارت سے مراد ہرگز یہ نہیں کہ اس دن روزہ رکھ سکتے ہیں۔ ہاں اگر کوئی احرام باندھنے کے بعد اس دن روزہ رکھ لیتا ہے تو یہ تین روزوں میں شمار ہو جائے گا کیونکہ وقت کے اندر یعنی اشہر حج میں روزہ رکھنا پایا گیا مگر وہ اس دن روزہ رکھنے کی وجہ سے گنہگار ہو گا۔

مکہ سے بلا مَحرم عمرہ کرنا

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ پاکستان سے مَحرم کے ساتھ سفر کیا اور مَحرم مکہ میں موجود ہے کیا عورت بغیر مَحرم کے عمرہ ادا کر سکتی ہے چونکہ مَحرم کسی وجہ سے ساتھ عمرہ نہیں کر سکتا؟ برائے کرم رہنمائی فرمائیں۔ (سائل: عبد اللہ، کراچی)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں مذکورہ خاتون بلا مَحرم

---

❶ مراۃ المناجیح، حج کا بیان، وداعی حج کا قصہ، ۴/۱۳۶

❷ بہار شریعت، روزہ کا بیان، ۱/۵/۹۶۷

یا شوہر عمرہ ادا کر سکتی ہے بشرطیکہ اُسے ایک دن کی مسافت یعنی تقریباً تیس کلومیٹر کا سفر نہ کرنا پڑے کیونکہ ایک دن کی مسافت کے لئے مَحرم یا شوہر کی رفاقت ضروری ہے اس سے کم میں نہیں۔

چنانچہ امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ ❶ اور امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ ❷ اپنی اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «لاَ يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ أَنْ تُسَافِرَ مَسِيرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ لَيْسَ مَعَهَا حُرْمَةٌ»۔ [واللفظ للأوّل]

یعنی، اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والی عورت کو حلال نہیں کہ بلا مَحرم ایک دن کی راہ کا سفر کرے۔

اور اسی لئے فقہائے کرام نے لکھا کہ عورت کو بلا محرم ایک دن کا سفر کرنا حرام ہے۔

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

چنانچہ مُلّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ ❸ اور ان کے حوالے سے علامہ سیّد محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ ❹ لکھتے ہیں: رُوِي عَنْ أَبِي حنيفةَ وأبي يوسفَ كراهةُ خروجِها وحدَها مسِيرةَ يومٍ واحدٍ، ويَنبغي أن

---

❶ صحیح البخاری، کتاب تقصیر الصلاۃ، باب فی کم یقصر الصلاۃ، برقم: ۱۰۸۸، ۱/ ۲۶۳

❷ صحیح مسلم، کتاب الحج، باب سفر المرأۃ مع محرم إلی حج وغیرہ، برقم: ۴۲۱، ۲/ ۹۷۷

❸ المسلک المتقسط فی المنسک المتوسط، تحت قولہ: أو الزوج للمرأۃ إلخ، ص ۷۸

❹ رد المحتار، کتاب الحج، مطلب: فی قولھم یقدّم حق العبد علی حق الشرع، تحت قولہ: فی سفر، ۳/ ۵۳۳

يكونَ الفَتوى عليه لفسادِ الزمانِ۔ [واللفظ للثانی]

یعنی، امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف سے عورت کو بغیر شوہر یا مُحرم کے ایک دن کی مسافت پر جانے کی کراہت مروی ہے اور فسادِ زمانہ کی وجہ سے اسی روایت پر فتویٰ دینا چاہیے۔

اور امام اہلسنّت امام احمد رضا خان حنفی متوفی ۱۳۴۰ھ لکھتے ہیں: عورت میں اتنی بات زیادہ ہے کہ اُسے بغیر شوہر یا مُحرم کے ساتھ لیے، سفر کو جانا حرام ہے، اس میں کچھ حج کی خصوصیت نہیں، کہیں ایک دن کے راستہ پر بے شوہر یا مُحرم جائے گی تو گُنہگار ہو گی۔ ❶

اور صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: عورت کو بغیر مُحرم کے تین دن یا زیادہ کی راہ جانا ناجائز ہے بلکہ ایک دن کی راہ جانا بھی۔ ❷

اور فتویٰ ایک دن والے قول پر ہے جیسا کہ مندرجہ بالا سطور میں مذکور ہے۔

اور اس سے کم مسافت تک بلا مُحرم بھی جا سکتی ہے۔

چنانچہ علامہ علاء الدین ابو بکر بن مسعود کاسانی حنفی متوفی ۵۸۷ھ لکھتے ہیں: ثمّ المَحرم أو الزّوج إنّما يُشترط إذا كان بَين المرأةِ، وبينَ مكّة ثلاثةُ أيّام فصاعدًا، فإن كان أقلّ من ذلكَ حجّت بغَير محرمٍ؛ لأنّ المحرمَ يشْترط للسّفر، وما دونَ ثلاثةِ أيّام ليسَ بسفرٍ فلا يُشترط

---

❶ فتاویٰ رضویہ، کتاب الحج، ۱۰/ ۶۵۷

❷ بہار شریعت، نماز مسافر کا بیان، ۱/ ۴/ ۷۵۲

فيه المحرمُ كما لَا يُشترطُ للخُروج من مَحلةٍ إلى محلةٍ. ❶

یعنی، خاوند یا مُحرم کی شرط اُس وقت ہے جب عورت کی جائے قیام اور مکہ مکرمہ کے درمیان تین دن یا اس سے زیادہ فاصلہ ہو، اور اگر مسافت اس سے کم ہے تو پھر وہ بلا مُحرم بھی حج کر سکتی ہے کیونکہ مُحرم کی شرط سفر کے لئے ہوتی ہے اور تین دن سے کم مسافت سفر نہیں بنتی، پس اتنی مسافت کے لئے مُحرم کی رفاقت شرط نہیں، جیسا کہ ایک محلہ سے نکل کر دوسرے محلہ میں جانے لئے مُحرم کی شرط نہیں ہے۔

اور علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ ❷ اور ان کے حوالے سے علامہ شامی حنفی ❸ لکھتے ہیں: يُباح لها الخروجُ إلى ما دونَه لحاجةٍ بغير محرمٍ۔

یعنی، عورت کے لئے مباح ہے کہ تین دن سے کم مسافت تک کسی ضرورت کے لئے نکلے۔

مندرجہ بالا عبارات میں تین دن اور تین راتوں کا ذکر بھی ہے اور ایک دن اور ایک رات کا بھی اور ہم پہلے "المسلک المتقسط" اور "رد المحتار" کے حوالے سے لکھ چکے ہیں کہ فی زمانہ فتویٰ ایک دن اور ایک رات والے قول پر ہے لہٰذا مکہ مکرمہ میں رہتے ہوئے عمرہ ادا کرنے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ وہ احرام باندھ چکی ہے صرف عمرہ کی ادائیگی باقی ہے تو اس کے لئے فی زمانہ مکہ مکرمہ کی آبادی

---

❶ بدائع الصنائع، كتاب الحج، فصل في شرائط فرضيته، ۳/ ٥٦

❷ البحر الرائق، كتاب الحج، تحت قوله: ومحرم أو زوج لامرأة في سفر، ۲/ ٥٥٢

❸ رد المحتار، كتاب الحج، مطلب: في قولهم يقدّم حق العبد على حق الشرع، تحت قوله: في سفر، ۳/ ٥٣٣

کے کسی کونے سے بھی بیت اللہ شریف کا فاصلہ تین دن اور تین راتیں تو دور کی بات ایک دن اور ایک رات کا فاصلہ بھی نہیں بنتا اس لئے اس صورت میں اُسے اکیلے عمرہ ادا کرنے کی ممانعت نہ ہو گی دوسری صورت یہ ہے کہ اس نے عمرہ ادا کرنے کا ارادہ کیا ہے اور اس کا احرام نہیں باندھا تو اس کے لئے عرض یہ ہے کہ یہ بات ظاہر و باہر ہے کہ مکہ مکرمہ کا رہنے والا یا جو مکی کے حکم میں ہو اُسے عمرہ کا احرام باندھنے کے لئے حدودِ حرم سے باہر جا کر احرام باندھنا واجب ہے اس کے لئے یہی میقات ہے اور مکہ شہر سے حدودِ حرم کہیں سے بھی ایک دن اور ایک رات کے فاصلے پر نہیں ہیں۔ لہٰذا اس صورت میں بھی اُسے اکیلے عمرہ کا احرام باندھنے کے لئے حدودِ حرم سے باہر جانے کی ممانعت نہیں ہے۔

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الخمیس، ۲۷/ ربیع الأوّل، ۱٤٤٥ھ-۱۲/ اکتوبر، ۲۰۲۳م

احرام کی چادروں کو استعمال میں لانا

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید عمرہ کرنے گیا تھا اور جب عمرہ کر کے آیا تو اب وہ اپنے احرام والے کپڑے کا کُرتا، پائجامہ سلوانا چاہتا ہے تو کیا اس احرام کے کپڑے کو سلوا سکتا ہے یا اس کو فقیر پر صدقہ کرنا پڑے گا؟ جواب عنایت فرمائیں، کرم نوازش ہو گی۔

(سائل: شمشیر احمد، ضلع سنبھل، انڈیا)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں یہ چادریں اگر زید کی ملکیت میں ہیں تو بے شک وہ انہیں سلوا کر اپنے استعمال میں لے سکتا ہے، فقیر پر صدقہ کرنا ضروری نہیں کیونکہ مالک اپنی ملکیت میں جیسے چاہے تصرُّف کر سکتا ہے۔

چنانچہ علامہ اکمل الدین محمد بن محمد بابرتی حنفی متوفی۷۸۶ھ لکھتے ہیں: وللمالكِ أن يتصرف في ملكِهِ كيف يشاءُ. ❶

یعنی، مالک کو یہ حق ہے کہ وہ اپنی ملکیت میں جس طرح چاہے تصرُّف کرے۔

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الخمیس، ۱۱/ شعبان المعظم، ۱۴۴۵ھ-۲۱/ فروری، ۲۰۲۴م

جیٹھ اور جٹھانی کے ساتھ عمرہ پر جانا

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت عمرہ پر اپنے جیٹھ اور جٹھانی کے ساتھ جارہی ہے اب سوال یہ پوچھنا ہے کہ وہ جاسکتی ہے یا اپنے شوہر کے ساتھ جائے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی؟ (سائل: مونس رضا، رامپور، یوپی، انڈیا)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں عورت اپنے جیٹھ اور جٹھانی کے ساتھ عمرہ پر نہیں جاسکتی اگر جانا ہے تو ضروری ہے کہ اپنے شوہر یا مَحرم کے ساتھ جائے کیونکہ عورت کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ بے شوہر یا محرم ایک دن یعنی تقریباً تیس کلومیٹر کے سفر پر جائے۔ اور محرم سے مراد ہر وہ مرد ہے جس سے عورت کا نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہو، خواہ نسب کی وجہ سے یا دُودھ کے رشتہ سے نکاح کی حُرمت ہو یا سُسرالی رشتہ سے حُرمت آئی ہو۔ دونوں کی تفصیل ہمارے فتاویٰ (الغُروۃُ فی مَناسِکِ الحَجّ والعُمرۃ) کے سترہویں حصے میں صفحہ نمبر۹ اور اُنیسویں حصے میں صفحہ نمبر ۲۲ تا ۲۴ پر موجود ہے۔

---

❶ العنایة شرح الهدایة، کتاب الحج، باب الوصیة بثلث المال، تحت قوله: والثانی وصیّة بمثل نصیب الابن إلخ، ٦/ ٥٢٥

اور جیٹھ محرم نہیں کیونکہ شوہر کی وفات یا اس کے طلاق دینے کے بعد عدّت گزر جائے تو اس کے بھائی سے نکاح جائز ہے۔ چنانچہ بھابھی سے نکاح کا حکم بیان کرتے ہوئے امام اہلسنّت امام احمد رضا خان حنفی متوفی ۱۳۴۰ھ لکھتے ہیں: جائز ست بالاتفاق بعد افتراق بموت یا طلاق برادر اصغر باشد یا اکبر، قال اللہ عزّوجلّ: وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ. ①

یعنی، چھوٹے یا بڑے بھائی کے طلاق دینے یا فوتگی کے سبب جدائی کے بعد بالاتفاق جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مُحرّمات مذکورہ کے سوا تمہارے لیے حلال ہیں۔

اگر جیٹھ محرم ہوتا تو اس سے نکاح جائز نہ ہوتا۔ اور امام اہلسنّت ایک مقام پر لکھتے ہیں: جیٹھ، دیور، بہنوئی، پُھپا، خالو، چچازاد، ماموں زاد، پُھپی زاد، خالہ زاد بھائی یہ سب لوگ عورت کے لئے محض اجنبی ہیں۔ ②

اس لئے عورت اپنے جیٹھ اور جٹھانی کے ساتھ عمرہ پر نہیں جاسکتی جب تک شوہر یا محرم ساتھ میں نہ ہو۔

والله تعالیٰ أعلم بالصواب
یوم الأحد، ٢١/ شعبان المعظم، ١٤٤٥ھ-٢/ مارچ، ٢٠٢٤م

کنواری بیٹیوں کے بیٹھے ہوئے حج کرنا

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جس بندے کی بیٹیاں کنواری بیٹھی ہوں، کیا اس کے لئے حج کرنا حرام ہے؟

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

---

① فتاویٰ رضویہ، کتاب النکاح، باب المحرمات، ۱۱/۳۵۱

② فتاویٰ رضویہ، کتاب الحظر والاباحۃ، دیکھنا اور چھونا، ۲۲/۲۱۷

(سائل: اعجاز حسین، اوستہ محمد، بلوچستان)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: صورت مسئولہ میں اسے حج کرنا حرام وناجائز نہیں، بلکہ اگر اس پر حج فرض ہوچکا ہو تو اس پر لازم ہے کہ اسی سال حج کو جائے اور بلاعذر شرعی تاخیر نہ کرے ورنہ گنہگار ہوگا کیونکہ بیٹیوں کا کنواریاں ہونا فرضیت حج سے مانع نہیں اور نہ ہی یہ ان اعذار میں سے ہے جس کی وجہ سے حج مؤخّر کرنے کی اجازت ہو کیونکہ شادیوں کے لئے کثیر اخراجات کرنا شرعاً کوئی ضروری نہیں، بلکہ بعض صورتوں میں گناہ جیسے گانے باجے اور ناجائز رسموں پر خرچ کرنا، اور پھر ہمارے معاشرے میں مالدار طبقے کا اپنی بیٹیوں کے نکاح وشادی کے موقع پر جہیز اور شادی کے نام پر بے تحاشہ خرچ کرنا اور اس کی نمائش ایک قبیح امر ہے جس نے معاشرے میں بے شمار خرابیاں پیدا کردی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ غریب کی بیٹی کا کوئی رشتہ لینے کے لئے تیار نہیں ہوتا، لہٰذا شریعت کے مطابق سادگی سے کسی نیک گھرانے میں شادی کریں جس کے لئے یقیناً بہت زیادہ مال ہونا نہ فرض ہے نہ لازم۔ نیز حج کرنا مفلسی اور تنگدستی وناداری پیدا نہیں کرتا، بلکہ حج کرنے سے انسان غنی ہوجاتا ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے: حُجُّوا تَسْتَغْنُوا. ❶

یعنی، حج کرو بے نیاز ہوجاؤ گے۔

لہٰذا فرض حج کو ترجیح دی جائے اور وہاں مقدس مقامات پر جاکر مناجات ودُعا کریں، اللہ عزّوجلّ نے چاہا تو غیب سے بہتر اور آسانی والے اسباب بن جائیں گے۔

---

❶ المصنف لعبد الرزاق، کتاب المناسک، باب فضل الحج، برقم: ٨٨٥٠، ٨/٥
المسلک المتقسط فی المنسک المتوسط، باب شرائط الحج، ص ٤٠

چنانچہ علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ ❶ لکھتے ہیں اور اُن سے علامہ علاء الدین حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ ❷ نقل کرتے ہیں: فُرض على الفَور في العام الأوّل عند الثّاني، وأصحّ الرّوايتَين عن الإمام ومالكٍ وأحمدَ: فيُفسّق وتُردّ شهادتُه بتأخيره؛ أي سِنيناً لأنّ تأخيره صغيرةٌ، وبارتكابه مرةً لا يفسّق إلّا بالإصرار- [واللفظ للحصكفي]

یعنی، حج کی فرضیت عَلَی الفَور ہوتی ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک پہلے ہی سال ادا کرنا چاہئے، اور امام ابو حنیفہ سے منقول دو روایتوں میں سے اصح روایت کے مطابق اور امام مالک و احمد کے مطابق چند سال مؤخّر کرنے سے فاسق قرار دیا جائے گا اور اس کی شہادت مردود ہوگی کیونکہ حج کو مؤخر کرنا گناہ صغیرہ ہے اس کے مرتکب کو اس پر اصرار کے بغیر فاسق قرار نہیں دیا جائے گا۔

اور صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: جب حج کے لیے جانے پر قادر ہو حج فوراً فرض ہو گیا یعنی اُسی سال میں اور اب تاخیر گناہ ہے اور چند سال تک نہ کیا تو فاسق ہے اور اس کی گواہی مردود مگر جب کرے گا ادا ہی ہے قضا نہیں۔ ❸

اور ایسے ہی ایک سوال کے جواب میں مفتی محمد خلیل خان قادری برکاتی حنفی متوفی ۱۴۰۵ھ لکھتے ہیں: اگر اس کے پاس مصارف حج کے بقدر اپنا مال ہو اور ضروریات سے فارغ ہو یعنی سفر خرچ اور واپسی تک اہل و عیال کا نفقہ وغیرہ بھی

---

❶ البحر الرائق، كتاب الحج، تحت قوله: فرض مرة على الفور، ٢/ ٥٤٢-٥٤٣

❷ الدر المختار، كتاب الحج، ص ١٥٥

❸ بہار شریعت، حج کا بیان، مسائل فقہیہ، ١/٦/١٠٣٦

ہو اور اس پر حج فرض ہو تو لازم ہے کہ وہ حج کو جائے۔ اولاد اگرچہ لڑکیاں ہوں، ان کی شادی کے مصارف، فرضیت حج سے مانع نہیں۔ شرعاً نکاح کیلئے ایجاب وقبول درکار ہے اور اس کیلئے مال لازم نہیں۔ جہیز وغیرہ کا دینا نہ فرض ہے نہ لازم نہ ضرور۔ غرض لڑکیوں کا شادی کے قابل ہونا کسی ایسے شخص سے حج کو مؤخر نہیں کر سکتا جس پر حج کو جانا شرعاً فرض ہو چکا۔ اور یہاں تو یہ صورت بھی نہیں۔ لہٰذا وہ بلا دریغ حج کیلئے جا سکتا ہے۔ کُتُبِ فقہ میں جہاں حج سے مانع اسباب کا ذکر ہے کہیں اس کا پتہ نہیں کہ جوان لڑکیوں کی شادی، فریضۂ حج کی ادائیگی پر مقدم ہے۔①

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الأربعاء، ۲۲/ شوال، ۱۴۴۵ھ-۳۰/ اپریل، ۲۰۲۴م

بلا عُذر ترک واجب اور حج مبرور

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ آپ نے اپنے فتاویٰ میں لکھا کہ دم سے حج تو درست ہو جاتا ہے مگر گناہ معاف نہیں ہوتا جس کے لئے توبہ کرنا ضروری ہے۔ کیا ان کے واجب ترک کرنے سے جو حج کے ثواب میں نقصان لازم آیا دم اور توبہ سے وہ بھی پورا ہو جاتا ہے؟

(سائل: معرفت علامہ محمد عرفان ضیائی، میٹھادر، کراچی)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: ترک واجب سے حج میں جو نقصان لازم آتا ہے وہ تو دم سے پورا کیا جاتا ہے اور جو گُناہ لازم آتا ہے تو اُس کے لئے سچی توبہ ضروری ہے مگر بلا عُذر شرعی ترکِ واجب کے ارتکاب سے حج کے ثواب میں جو کمی

---

① فتاویٰ خلیلیہ، باب الحج، ۱/ ۵۱۳

آتی ہے وہ پوری نہیں ہوتی اور اس کا حج مبرور (مقبول) نہیں رہتا۔

چنانچہ علامہ سنان الدین یوسف بن عبد اللہ اماسی آفندی حنفی متوفی ۱۰۰۰ھ لکھتے ہیں: ومَن ارتكب شيئاً من هذه الأشياء بلا عُذر فقد خرج حجُّه عن أن يكون مبروراً، وإن تاب عنه على الفورِ، لأن التوبة ترفع الإثم ولا ترفع ما وقع من نقصان ثواب الحجّ.①

یعنی، جس نے ان اشیاء میں سے کسی شے کا بلا عُذر ارتکاب کیا تو اس کا حج مبرور ہونے سے نکل گیا اگرچہ اس سے فوراً توبہ کرے کیونکہ توبہ گناہ کو اُٹھاتی ہے اور جو حج کے ثواب میں نقصان واقع ہو گیا وہ نہیں اُٹھتا۔

یہ اس لئے کہ کسی شخص کے حج مبرور ہونے کی شرط یہ ہے کہ حالتِ احرام میں اس سے بلا عُذر کسی گناہ کا ارتکاب نہ ہو اور وہ اس سے ہو چکا۔

چنانچہ علّامہ سنان آفندی لکھتے ہیں: لأن الشرط في كونِ الحجّ مبروراً أن لا يقع في حال الإحرام ذنبٌ من الذُّنوب بلا عُذر.②

یعنی، کیونکہ حج کے مبرور ہونے کی شرط یہ ہے کہ حالتِ احرام میں گناہوں میں سے کوئی گناہ بلا عُذر واقع نہ ہو۔

اور اس میں اصل یہ آیہ کریمہ ہے کہ: والأصل في هذا قوله تعالىٰ:
اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَ لَا فُسُوْقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ.③

---

① تبيين المحارم، الباب الرابع عشر، الرفث والفسوق والجدال في الحج، ص ۹۹

② تبيين المحارم، الباب الرابع عشر، الرفث والفسوق والجدال في الحج، ص ۹۹

③ تبيين المحارم، الباب الرابع عشر، الرفث والفسوق والجدال في الحج، ص ۹۹

ترجمہ، حج کے کئی مہینے ہیں جانے ہوئے تو جو ان میں حج کی نیت کرے تو نہ عورتوں کے سامنے صحبت کا تذکرہ ہو نہ کوئی گناہ نہ کسی سے جھگڑا حج کے وقت تک۔ (کنزالایمان)

اور یہ حدیث شریف ہے جس کو امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ حَجَّ فَلَمْ يَرْفُثْ، وَلَمْ يَفْسُقْ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.①

یعنی، جس نے حج کیا اور فحش کلام نہ کیا اور فسق نہ کیا تو اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

علامہ عبد الرحمن بن محمد عماد الدین عمادی دمشقی حنفی متوفی ۱۰۵۱ھ اس حدیث شریف کے تحت لکھتے ہیں: فسر المبرور بالذی لا رفثَ فيه ولا فسوق ولا جدال فيه.②

یعنی، مبرور کی تفسیر یہ ہے جس میں نہ فحش کلام ہو نہ کوئی گناہ اور نہ کسی سے جھگڑا۔

اس حدیث شریف کے تحت علّامہ قاضی ابراہیم مکی حنفی متوفی ۱۲۹۰ھ لکھتے ہیں: أنّ هذا مخصوصٌ بالمعاصي المتعلّقة بحقّ الله تعالىٰ لا العِباد.③

---

① سُنَن الترمذی، کتاب الحج، باب ما جاء فی ثواب الحج والعمرة، برقم: ٨١١، ٢/ ٥٠٤

② كتاب المستطاع من الزاد لأفقر العباد ابن العماد، فصل: إذا فرغ من زيارته عليه الصلاة والسلام، ق ١٦/ ألف

③ تكملة حاشية ضياء الأبصار، بحث فى أن الحج يهدم الكبائر أم لا؟، ص ٤٣٣

یعنی، بے شک یہ فضیلت اُن گُناہوں کے ساتھ تعلق رکھنے والی ہے جو حقوق اللہ کے ساتھ مخصوص ہیں نہ کہ حقوق العباد کے ساتھ۔

اور حج و عمرہ میں واجبات کی ادائیگی کا تعلق یقیناً حقوق اللہ سے ہے۔

نوٹ: ہر حاجی حج مبرور کی دعا کرتا ہے مگر فی زمانہ بعض لوگ جان بوجھ کر بغیر کسی عُذر شرعی کے واجب ترک کرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ دم دے دیں گے، یاد رہے کہ ایسے لوگ مُجرم ہیں اور حج مبرور سے محروم ہیں۔

اور حج مبرور کی جزاء صرف جنّت ہے جیسا کہ امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ ❶ اور امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری نیساپوری متوفی ۲۶۱ھ ❷ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الحَجُّ المَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الجَنَّةُ۔

یعنی، حج مبرور کی جزاء جنّت کے سوا کچھ نہیں۔

ایک اور حدیث میں ہے جس کو امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ اپنی سند کے ساتھ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَيْسَ لِلْحَجَّةِ الْمَبْرُورَةِ ثَوَابٌ دُونَ الْجَنَّةِ. ❸

یعنی، حج مبرور کے لئے کوئی ثواب نہیں سوائے جنّت کے۔

اور یہ لوگ مال خرچ کر کے اہل و عیال و وطن سے دوری اختیار کر کے سفر

---

❶ صحیح البخاری، کتاب العمرة، باب العمرة وجوب العمرة و فضلها، برقم: ۱۷۷۳، ۱/ ۴۳۵

❷ صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فی فضل الحج والعمرة و یوم عرفة، برقم: ۱۳۴۹، ۲/ ۹۸۳

❸ المسند لأحمد، ۱/ ۳۸۷

کی مشقت اُٹھا کر بھی اس فضیلت سے محروم رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں عقل سلیم عطا فرمائے۔

والله تعالىٰ أعلم بالصواب
يوم الأربعاء، ١٩/ ذو الحجة، ١٤٤٥هـ-٢٦/ جون، ٢٠٢٤م

نفلی حج کرنے کا ارادہ نہ رکھنا

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض حُجاج کرام جب ایک حج ادا کر لیتے ہیں تو آئندہ کبھی حج کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے اور بعض پوچھنے پر بھی کہتے ہیں بس حج فرض تھا وہ ادا کر لیا اب پھر حج کے لئے نہیں آؤں گا پوچھنا یہ ہے کہ ان کا یہ نظریہ اور کہنا شریعت کی نظر میں دُرست ہے یا غلط؟ (سائل: معرفت علامہ محمد عرفان ضیائی، میٹھادر، کراچی)

باسمه تعالیٰ وتقدس الجواب: صورتِ مسئولہ میں ان لوگوں کا یہ نظریہ اور کہنا دُرست نہیں ہے کیونکہ حج ایک بہت بڑی سعادت ہے اور حدیث شریف میں بھی بار بار حج وعمرہ کی ترغیب دلائی گئی ہے چنانچہ فرمانِ رسالت ہے: تَابِعُوا بَيْنَ الحَجِّ وَالعُمْرَةِ، فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الفَقْرَ وَالذُّنُوبَ كَمَا يَنْفِي الكِيرُ خَبَثَ الحَدِيدِ، وَالذَّهَبِ، وَالفِضَّةِ. ❶

یعنی، حج اور عمرہ یکے بعد دیگرے کرو کیونکہ یہ دونوں اعمال محتاجی اور گناہوں کو ایسے دور کرتے ہیں جیسے بھٹّی لوہے اور چاندی اور سونے کے میل کو دور

---

❶ سُنَن الترمذی، کتاب الحج، باب ما جاء فی ثواب الحج والعمرة، برقم: ٨١٠، ٢/ ٤
سُنَن النسائی، کتاب مناسك الحج، باب فضل المتابعة بين الحج والعمرة، برقم: ٢٦٢٧، ٣/ ٥/ ١١٨
صحیح ابن حبان، کتاب الحج، باب فضل الحج والعمرة، ذکر نفی الحج والعمرة الذنوب والفقر على المسلم بهما، ٣٦٨٥، ٤/ ٦/ ٣

کرتی ہے۔

اور حدیث شریف میں یہ بھی آیا ہے: حُجُّوا تَسْتَغْنُوا. ①

یعنی، حج کرو بے نیاز ہو جاؤ گے۔

کتنے لوگ ایسے ہیں جو اس سعادت کے حُصول کی کوشش میں عمر گزار دیتے ہیں اور جب بھی کسی عازمِ حج شخص کو دیکھتے ہیں تو آبدیدہ ہو جاتے ہیں اور کچھ تو یہ تمنا لئے اس فانی دنیا سے کُوچ کر جاتے ہیں۔ اس لئے سوال میں مذکور افراد کو چاہیے کہ اپنے اس غلط نظریئے سے توبہ کریں جب بھی انہیں حج یا عمرہ کی سعادت حاصل ہو تو اس نظریہ سے لوٹیں کہ وہ واپس آئیں گے اور یہ عزم لے کر واپس ہوں کہ جب بھی موقع ملا دوبارہ حج و عمرہ کی سعادت حاصل کریں گے۔

چنانچہ علّامہ عبد الرحمن بن محمد عماد الدین عمادی دمشقی حنفی متوفی ۱۰۵۱ھ لکھتے ہیں: وینبغی أن یرجعَ ناویاً للعَود عازماً علی أن یحُجَّ کلّما أمکنه. ②

یعنی، چاہیے کہ واپس آنے کے ارادے سے لوٹے اور اس عزم سے لوٹے کہ جب بھی اسے موقع ملا وہ حج کرے گا۔

اور حضراتِ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی سیرتِ کو دیکھا جائے کہ انہوں نے کتنی کتنی بار حج کی سعادت حاصل کی۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سن نو ہجری میں حج کیا جب

---

① المصنف لعبد الرزاق، کتاب المناسك، باب فضل الحج، برقم: ۸۸۵۰، ۸/۵
المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب شرائط الحج، ص ۴۰

② کتاب المستطاع من الزاد لأفقرا لعباد ابن العماد، فصل فی دخول مکة لطواف الزیارة، ق ۳۳/ ب

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے آپ کو امیرِ حج بنا کر بھیجا تھا، پھر سن دس ہجری میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ حج ادا کیا اور جب خلافت پر متمکن ہوئے تو پہلے سال حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیرِ حج بنا کر روانہ کیا اور دوسرے سال خود حج کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف اپنے دورِ خلافت میں دس حج کئے جبکہ خلافت کے پہلے سال خود تشریف نہیں لے گئے بلکہ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیرِ حج بنا کر بھیجا۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما خود فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ گیارہ حج کئے۔ فرضیتِ حج کے بعد اگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کُل حج شمار کئے جائیں تو وہ گیارہ سے زائد بنیں گے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنی خلافت کے پہلے اور آخری سال حج نہیں کیا باقی سن چھبیس ہجری سے سن چونتیس ہجری تک مسلسل حج کئے۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو بکر، عمر، عثمان، علی اور معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اَدوار میں کتنے حج کئے اس سے کلام نہیں، بیعت سے قبل ایک اور بیعت کے بعد مسلسل آٹھ حج کئے۔ تفصیل "البحر العمیق" ① میں ملاحظہ ہو۔

اور حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو سخت ترین حالات میں بھی باوجود روکنے کے حج کے سفر سے نہ رُکے جیسا کہ کُتُبِ احادیث میں مذکور ہے۔

ان حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان کا پہلا حج فرض تھا جو انہوں نے ادا

---

① البحر العميق، الباب الأول: في الفضائل، فصل في حج الخلفاء والراشدين، ١/ ٨٥، ٨٦، ٨٧

کیے باقی سب کے سب نفل تھے۔

اور بعض اولیاء کاملین کی وصیت بھی ایسی ہی تھی۔ چنانچہ علّامہ ابنِ العماد حنفی لکھتے ہیں: ففی وصیّة بعضِ أولیاءِ الله تعالیٰ العَارِفِین لمن سأله الوصیةَ مِن المریدِینَ: اجتهد علی أن یکون آخرُ عملك فی ختام عمرك حجّةً مبرورةً، اللّٰهم ارزقنا ذلك یا ربّ العالمین. ①

یعنی، بعض انہیں اولیاء اللہ کے مریدوں میں سے کسی نے اُن سے وصیت پوچھی تو انہوں نے وصیت کرتے ہوئے فرمایا: کوشش کر کہ تیری عمر کے اختتام پر تیرا آخری عمل حج مبرور ہو۔ اے اللہ! ہمیں یہ سعادت (بار، بار) عطا فرما اے دونوں جہانوں کے مالک!۔

کوئی نہیں جانتا کہ اس کی عمر کا اختتام کب ہو گا۔ اس لئے اُسے ہر سال ہی حج کرنے کی کوشش کرنی ہوگی تا کہ اس کی عمر کے اختتام پر اس کا آخری عمل حج مبرور ہو سکے۔

حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ میں نے ایک سال حج کیا اور میرا ارادہ یہ تھا کہ میں عرفات سے لوٹ جاؤں تا کہ بعد میں حج کروں تو اچانک میری نظر ایک شیخ پر پڑی جو اپنے عصا پر ٹیک لگائے تلبیہ پڑھتے ہوئے مجھے دیکھ رہے تھے تو میں نے سلام عرض کیا تو انہوں نے جواباً فرمایا: وعلیک السلام، اے سفیان! اپنی نیت سے لوٹ آ، تو میں نے عرض کی سبحان اللہ! آپ نے میری نیت کہاں سے جان لی تو انہوں

---

① کتاب المستطاع من الزاد لأفقرا لعباد ابن العماد، فصل فی دخول مکة لطواف الزیارة، ق ۳۳/ ب و ۳٤/ ألف

نے فرمایا: مجھے میرے ربّ نے الہام فرمایا ہے، بخدا میں نے پینتیس حج کیے ہیں۔ ❶

اور احناف کے نزدیک بھی نفلی صدقے سے نفلی حج افضل ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ اگر موقع ملے تو نفل حج کو ترجیح دینی چاہیے۔

چنانچہ علّامہ محمد شہاب الدین بن بزار کردری حنفی متوفی ۸۲۷ھ ❷ لکھتے ہیں اور ان کے حوالے سے علّامہ علاء الدین حصکفی ❸ پھر اُن سے علّامہ ابراہیم مکی حنفی متوفی ۱۲۹۱ھ ❹ نقل کرتے ہیں: أقولُ : الخلافُ المربوز فی الأفضلیةِ بین الصَّدقةِ والحجِّ ، وقد علمتَ أن الفتوی علی قولِ الإمامِ بأفضلیةِ حجِّ التطوُّعِ علی الصدقةِ النَّافلةِ.

یعنی، میں کہتا ہوں: صدقہ اور حج کے درمیان افضلیت میں اختلاف ہے اور آپ جان چکے ہیں کہ نفلی حج کے نفلی صدقے سے افضل ہونے کے بارے میں امام اعظم ابو حنیفہ کے قول پر فتویٰ ہے۔

واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

یوم الأربعاء، ٢٦/ ذو الحجة، ١٤٤٥ھ-٢/ جولائی، ٢٠٢٤م

حج و عمرہ کے سفر کے ساتھ سامانِ تجارت

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر حج یا عمرہ کے سفر پر جائیں تو سامانِ تجارت لے جانا جائز ہے یا نہیں؟

---

❶ البحر العمیق ، الباب الأول: فی الفضائل ، فصل فی فضل الحج والعمرة وذمّ تارك الحج، ١/ ٧٢، ٧٣

❷ الفتاویٰ البزازیة علی ھامش الھندیة، کتاب الحج، ١/ ١٠٧

❸ الدر المختار شرح تنویر الأبصار، کتاب الحج، باب الھدی، تحت قوله: ثم یجامع وھو أولی من التحلیل بجماع، ص ١٧٥

❹ تکمة حاشیة ضیاء الأبصار، بحث فی أن حج النفل أفضل أم الصدقة، ص ٤٢٥

(سائل: احمد سعید، ناظم آباد ۳ نمبر، کراچی)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: حج وعمرہ کے سفر پر سامانِ تجارت لے جانا جائز ہے ہاں اگر وہاں لے جانے یا فروخت کرنے پر قانون کی جانب سے پابندی ہو تو پھر اس کی خلاف ورزی کرنا شرعاً ناجائز وگُناہ ہے اگرچہ ہونے والا فائدہ حلال ہوگا، جیساکہ ہمارے "فتاویٰ حج وعمرہ" کے اُنیسویں حصے کے ص۳۰ سے ۳۵ میں تفصیل سے لکھا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

یوم الجمعۃ، ١٤/ ربیع الثانی، ١٤٤٦ھ/ ١٧/ اکتوبر، ٢٠٢٤م

أشداء على الكفار رحماء بينهم
جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

ماخذ و مراجع

(١) **القرآن الكريم**، كلام الله تعالىٰ عزّوجلّ

(٢) **الإيضاح فى شرح الإصلاح فى الفقه الحنفى** للإمام شمس الدين أحمد بن سليمان ابن كمال باشا الحنفى(ت ٩٤٠هـ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٨هـ- ٢٠٠٧م

(٣) **أقرب المسالك إلى بغية الناسك** للعلّامة عبد الله بن حسن عفيف الكازرونى الحنفى(كان حياً سنة ١١٠٢هـ)، مخطوط مصوّر

(٤) **بدائع الصّنائع** للإمام علاء الدين أبى بكر بن مسعود الكاسانى الحنفى(ت٥٨٧هـ)، مطبوعة:دار الكتب العلمية،بيروت،الطبعة الأولىٰ ١٤١٨هـ-١٩٩٧م

(٥) **بداية المبتدى** للإمام برهان الدين على بن أبى بكر المرغينانى الحنفى(ت٥٩٣هـ)، مطبوعة:دار الأرقم،بيروت

(٦) **البحر العميق فى مناسك المعتمر والحاجّ إلى بيت الله العتيق** لابن الضياء محمد بن أحمد المكى الحنفى(ت ٨٥٤هـ)، مطبوعة: مؤسسة الريّان، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٧هـ- ٢٠٠٦م

(٧) **البناية شرح الهداية** للإمام محمود بن محمد بن موسى المعروف ببدر الدين العينى الحنفى(ت ٨٥٥هـ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٠هـ- ٢٠٠٠م

(٨) **البحر الرائق شرح كنز الدقائق** للعلّامة الشيخ زين الدين بن إبراهيم بن محمد بن بكر المعروف بابن نجيم المصرى الحنفى(ت٩٧٠هـ)، مطبوعة :دارالكتب العلمية،بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٨هـ-١٩٩٧م

(٩) **بهارشريعت** لصدر الشريعة محمد أمجد على الأعظمى الحنفى (ت١٣٦٧هـ)، مطبوعة:مكتبة المدينة،كراتشى،طبعة:١٤٣٥هـ-٢٠١٤م

(١٠) **تحفة الفقهاء** للعلّامة علاء الدين أبى منصور محمد بن أحمد بن أبى أحمد السمرقندى الحنفى(ت ٥٣٩هـ)، مطبوعة: دار الفكر، بيروت ١٤٢٢هـ - ٢٠٠٢م

(١١) **تبيين الحقائق** للإمام فخر الدين أبی محمد عثمان بن علی بن محجن بن يونس الزيلعی الحنفی(ت٧٤٣ھ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، الطبعة الأولیٰ ١٤٢٠ھ-٢٠٠٠م

(١٢) **تحذير المسلمين من مائة باب من أبواب الحرام المسمّی تبيين المحارم** للإمام العلّامة سنانُ الدين يوسف بن عبد الله الأماسی الحنفی(ت ١٠٠٠ھ)، مطبوعة: دار الرسالة، القاهرة، الطبعة الأولیٰ ١٤٣٢ھ-٢٠٠١م

(١٣) **تنوير الأبصار مع شرحه للحصكفی** للشيخ محمد بن عبد الله بن أحمد الغزی الحنفی التمرتاشی(ت١٠٠٤ھ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولیٰ ١٤٢٣ھ-٢٠٠٢م

(١٤) **تكملة حاشية ضياء الأبصار** للعلّامة القاضی إبراهيم المكی الحنفی(ت ١٢٩٠ھ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولیٰ ١٤٤٠ھ-٢٠١٩م

(١٥) **تبصرة الناسك لنهج معرفة المناسك** للعلّامة محمد بن منصور اليافی الحنفی من أهل قرن ١٣ھ، مخطوط مصوّر

(١٦) **الجامع الصغير** للإمام أبی عبد الله محمد بن الحسن الشيبانی(ت ١٨٩ھ)، مطبوعة: دار ابن حزم، بيروت، الطبعة الأولیٰ ١٤٣٢ھ-٢٠١١م

(١٧) **الجوهرة النيرة شرح مختصر القدوری** للإمام أبی بكر بن علی بن محمد الحدّاد الزّبيدی الحنفی(ت ٨٠٠ھ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولیٰ ١٤٢٧ھ-٢٠٠٦م

(١٨) **جمع المناسك** للعلّامة الفقيه المحدّث الشيخ رحمة الله السندی الحنفی(ت ٩٩٣ھ)، مطبوعة: مدرسه اسلامية نقشبندية، افغانستان

(١٩) **الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان**، رتّبه: الأمير علاء الدين علی بن بلبان الفارسی(ت ٧٣٩ھ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية ١٤١٧ھ-١٩٩٦م

(٢٠) **حاشية الشلبي على التبيين** للعلّامة أحمد بن محمد بن أحمد بن يونس المصرى الحنفى (ت ١٠٢١ه)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠ه-٢٠٠٠م

(٢١) **حيات القلوب فى زيارة المحبوب** لشيخ الإسلام المخدوم محمد هاشم التتوى القادرى الحنفى (ت ١١٧٤ه)، مطبوعة: إدارة المعارف، كراتشى ١٣٩١ه

(٢٢) **حاشية الطحطاوى على الدر المختار** للعلّامة السيد أحمد الطحطاوى الحنفى (ت ١٢٣١ه)، مطبوعة: دار المعرفة، بيروت، ١٣٩٥ه-١٩٧٥م

(٢٣) **خلاصة الناسك شرح لباب المناسك** للإمام القاضى عيد بن محمد الأنصارى المكى الحنفى (ت ١١٤٣ه)، مخطوط مصوّر

(٢٤) **داعى منار البيان لجامع النُّسُكين بالقِران المعروف بمناسك ابن أمير حاج** للعلّامة شمس الدين أبي عبد الله محمد بن محمد ابن أمير الحاج الحلبي الحنفى (ت ٨٧٩ه)، مخطوط مصوّر

(٢٥) **الدر المختار شرح تنوير الأبصار** للعلّامة محد بن على بن محمد بن على بن عبد الرحمن الحنفى الحصكفى (ت ١٠٨٨ه)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣ه-٢٠٠٢م

(٢٦) **دليل السالك إلى البقاع الشريفة فى أعمال المناسك على مذهب الإمام أبى حنيفة** للعلّامة محمد بيومى بن محمد بن على الدمنهورى الحنفى (ت ١٣٢٥ه)، مخطوط مصوّر

(٢٧) **دليل مناسك العمرة عن مذهب الحنفية** للدكتور صلاح محمد أبي الحاج، مطبوعة: مركز أنوار العلماء للدراسات، أردن

(٢٨) **رد المحتار** للإمام الهمام الفقيه العلّامة السيد محمد أمين بن عمر عابدين الشامى الحنفى (ت ١٢٥٢ه)، مطبوعة: دار المعرفة، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠ه-٢٠٠٠م

(٢٩) **سُنَن ابن ماجة** للإمام المحدث أبي عبد الله محمد بن يزيد القزوينى (ت ٢٧٣ه)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩ه-

١٩٩٨م

(٣٠) سُنَن الترمذی للإمام أبی عیسی محمد بن عیسی بن سورة الترمذی (ت٢٧٩ھ)، مطبوعة:دار الکتب العلمیة،بیروت،الطبعة الأولیٰ ١٤٢١ھ-٢٠٠٠م

(٣١) سُنَن النسائی المسمی بالمجتبی للإمام أبی عبد الرحمن أحمد بن شعیب بن علی بن سنان بن بحر الخراسانی النسائی(ت٣٠٣ھ)،مطبوعة:دار الفکر، بیروت،١٤١٥ھ-١٩٩٥م

(٣٢) السراج الوهاج للإمام أبی بکر بن علی الحنفی المعروف بالحدادی العبادی (ت ٨٠٠ھ)،مخطوط مصوّر

(٣٣) صحیح البخاری للإمام الحافظ أبی عبد الله محمد بن إسماعیل البخاری(ت٢٥٦ھ)،مطبوعة:دار الکتب العلمیة،بیروت،١٤٢٠ ھ-١٩٩٩م

(٣٤) صحیح مسلم للإمام مسلم بن الحجاج القشیری النیسابوری (ت٢٦١ھ)، مطبوعة:دار الکتب العلمیة،بیروت

(٣٥) الضوء المنیر علی المنسک الصغیر للعلّامة أبی علی جمال الدین محمد بن محمد قاضی زاده الحنفی الأنصاری، مخطوط مصوّر

(٣٦) الطریق السالک إلی زبدة المناسک وعمدة السالک للعلّامة أبی البرکات مصطفی بن محمد بن محمد الأیوبی الأنصاری الحنفی(ت ١٢٠٥ھ)، مخطوط مصوّر

(٣٧) عمدة السالک فی المناسک للإمام المحدّث الفقیه الأمیر أبی الحسن علاء الدین علی ابن بلبان الفارسی المصری الحنفی(ت ٧٣٩ھ)، مطبوعة: دار اللباب، اسطنبول، الطبعة الأولیٰ ١٤٣٨ھ-٢٠١٧م

(٣٨) العنایة شرح الهدایة للعلّامة أکمل الدین محمد بن محمود بن أحمد البابرتی الحنفی(ت٧٨٦ھ)،مطبوعة: دار الکتب العلمیة،بیروت،الطبعة الأولیٰ١٤٢٨ھ-٢٠٠٧م

(٣٩) عمدة السالک فی المسالک للعلّامة حصار أفندی، مخطوط مصوّر

(٤٠) **العطايا النبوية فى الفتاوى الرضوية** للإمام أحمد رضا خان الحنفى (ت١٣٤٠ھ)، مطبوعه: رضافاؤنڈیشن، لاهور، طبعة: ١٤٢٧ھ-٢٠٠٦م

(٤١) **الغاية فى شرح الهداية** للإمام شمس الدين أبى العباس أحمد بن إبراهيم بن عبد الغنى السروجى الحنفى (ت ٧١٠ھ)، مطبوعة: المكتبة الوحيدية، بشاور

(٤٢) **غاية البيان** شرح الهداية للإمام القاضى الفقيه الأصولى قِوام الدين أمير كاتب بن أمير عمر الأتقانى الفارابى الحنفى (ت ٧٥٨ھ)، مخطوط مصوّر

(٤٣) **غاية البيان شرح الهداية** للإمام القاضى الفقيه الأصولى قِوام الدين أمير كاتب بن أمير عمر الأتقانى الفارابى الحنفى (ت ٧٥٨ھ)، مطبوعة: المكتبة الحقانية، بشاور

(٤٤) **فتاوى النوازل** للإمام أبى الليث نصر بن محمد بن إبراهيم السمرقندى الحنفى (ت٣٧٥ھ)، مطبوعة: میر محمد کتب خانه، کراتشی

(٤٥) **فتاوى قاضيخان على هامش الهندية** للإمام فخر الدين حسن بن منصور الأوزجندى الفرغانى الحنفى (ت٥٩٢ھ)، مطبوعة: دار المعرفة، بيروت، الطبعة الثالثة ١٣٩٣ھ-١٩٧٣م

(٤٦) **الفتاوى التاتارخانية** للإمام الفقيه عالم بن علاء الأندربتى الحنفى (ت٧٨٦ھ)، مطبوعة: مکتبه فاروقیه، کوئٹة

(٤٧) **الفتاوىٰ البزازية على هامش الهندية** للعلّامة محمد شهاب الدين بن بزار الكردرى الحنفى (ت ٨٢٧ھ)، مطبوعة: دار المعرفة، بيروت، الطبعة الثالثة ١٣٩٣ھ-١٩٧٣م

(٤٨) **فتح القدير** للعلّامة كمال الدين محمد بن عبد الواحد بن عبد الحميد بن مسعود السيواسى ثم السكندرى المعروف بابن الهمام (ت٨٦١ھ)، مطبوعة: دار إحياء التراث العربى، بيروت

(٤٩) **فتح الملك الكبير شرح المنسك الصغير** للعلّامة حنيف الدين المرشدى الحنفى (ت ١٠٦٧ھ)، مخطوط مصوّر

(٥٠) **الفتاوى الهندية** للعلّامة الهمّام الشيخ نظام الدين الحنفى(ت ١٠٩٢هـ) وجماعة من علماء الهند الأعلام،مطبوعة:دارالمعرفة،بيروت،الطبعة الثالثة١٣٩٣هـ-١٩٧٣م

(٥١) **فتح مسالك الرمز بشرح مناسك الكنز** للعلّامة عبد الرحمن بن عيسى بن مُرشد المرشدى العمرى الحنفى(ت ١٠٣٧هـ)، مخطوط مصوّر

(٥٢) **فتح المعين على شرح الكنز لملّا مسكين** للعلّامة السيد أبي السعود محمد بن على بن على بن إسكندر الحسينى المصرى الحنفى(ت ١١٧٢هـ)، مطبوعة: مكتبة العجائب لزخر العلوم، كوئتة

(٥٣) **فتاوىٰ خليليه** للمفتى محمد خليل خان الحنفى القادرى البركاتى النورى(ت ١٤٠٥هـ)، مطبوعة: ضياء القرآن ببلى كيشنز، لاهور، طباعت: ٢٠٠٨م

(٥٤) **فيروز اللغات**، مرتبه: الحاج مولوى فيروز الدين، فيروز سنز، لاهور

(٥٥) **كتاب الأصل** للإمام أبي عبد الله محمد بن الحسن الشيبانى(ت ١٨٩هـ)، مطبوعة: عالم الكتب، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٠هـ-١٩٩٠م

(٥٦) **كتاب المبسوط** لشمس الأئمة محمد بن أحمد بن أبي سهل السرخسى أبي بكر الفقيه الحنفى(ت٤٨٣هـ)،مطبوعة:دار الفكر،بيروت،الطبعة الأولىٰ١٤٢١هـ-٢٠٠٠م

(٥٧) **كتاب متن الإيضاح فى المناسك** للشيخ محى الدين يحى بن شرف النووى الشافعى(ت ٦٧٦هـ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٦هـ-١٩٨٦م

(٥٨) **الكافى** للشيخ الإمام أبي البركات عبد الله بن أحمد بن محمود المعروف بحافظ الدين النسفى الحنفى(ت٧١٠هـ)،مخطوط مصوّر

(٥٩) **كنز الدقائق** للإمام أبي البركات عبد الله بن أحمد بن محمود المعروف بحافظ الدين النسفى الحنفى(ت ٧١٠هـ)، مطبوعة: دار البشائر الإسلامية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٣٢هـ-٢٠١١م

(٦٠) **كتاب المستطاع من الراد** للعلّامة عبد الرحمن بن محمد عماد الدين

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

العمادی الدمشقی الحنفی (ت ١٠٥١ھ)، مخطوط مصوّر
(٦١) **كنزالايمان** للإمام أحمد رضا خان الحنفی (ت١٣٤٠ھ)
(٦٢) **لباب المناسك** للعلّامة الفقيه المحدّث الشيخ رحمة الله السندی الحنفی (ت ٩٩٣ھ)، مطبوعة: دار قرطبة، بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢١ھ
(٦٣) **لبّ لباب المناسك فی ضمن مجموعة رسائل الملا علی القاری** للإمام العلّامة نور الدين علی بن محمد بن سلطان المشهور بالملّا علی القاری الهروی الحنفی (ت ١٠١٤ھ)، مطبوعة: المكتبة المعروفية، كوئتة، الطبعة الرابعة ١٤٤٠ھ-٢٠١٧م
(٦٤) **لُبّ المناسك** للعلّامة جعفر فراش الحنفی، مخطوط مصوّر
(٦٥) **مسند أبی داود الطيالسی** للإمام سليمان بن داود بن الجارود (ت ٢٠٤ھ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٥ھ-٢٠٠٤م
(٦٦) **المصنّف** للإمام الحافظ أبی بكر عبد الرزاق بن همّام بن نافع الصنعانی (ت٢١١ھ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢١ھ-٢٠٠٠م
(٦٧) **المسند لأحمد** للإمام أحمد بن حنبل (ت ٢٤١ھ)، مطبوعة: المكتب الإسلامی، بيروت
(٦٨) **الملتقط فی الفتاوی الحنفية** للإمام ناصر الدين أبی القاسم محمد بن يوسف الحسينی السمرقندی الحنفی (ت ٥٥٦ھ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٠ھ-٢٠٠٠م
(٦٩) **المحيط السرخسی** للإمام العلّامة الفقيه رضی الدّين وبرهان الإسلام محمد بن محمد السرخسی الحنفی (ت٥٧١ھ)، مطبوعة: دار الكتب، بشاور
(٧٠) **المسالك فی المناسك** للإمام منصور محمد بن مكرم بن شعبان الكرمانی الحنفی (ت ٥٩٧ھ)، مطبوعة: دار البشائر الإسلامية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٤ھ-٢٠٠٣م

(٧١) المحيط البرهانى للإمام برهان الدين أبي المعالى محمود بن أحمد بن عبد العزيز بن عمر البخارى الحنفى المعروف بابن مازة(ت٦١٦هـ)، مطبوعة:إدارة القرآن،كراتشى

(٧٢) معراج الدراية شرح الهداية للإمام قوام الدين محمد بن محمد الكاكى الحنفى(ت ٧٤٩هـ)، مخطوط مصوّر

(٧٣) المسلك المتقسط فى المنسك المتوسط للإمام العلّامة نور الدين على بن محمد بن سلطان المشهور بالملّا على القارى الهروى الحنفى(ت ١٠١٤هـ)، مطبوعة: المكتبة الإمدادية، مكة المكرمة، الطبعة الأولىٰ ١٤٣٠هـ-٢٠٠٩م

(٧٤) منحة الخالق على البحر الرائق للإمام الهمام الفقيه العلّامة السيد محمد أمين بن عمر عابدين الشامى الحنفى(ت١٢٥٢هـ)،مطبوعة :دارالكتب العلمية،بيروت، الطبعة الأولىٰ١٤١٨هـ-١٩٩٧م

(٧٥) مناسك الحج للعلّامة محمد مصطفىٰ بن محمد الحنفى، مخطوط مصوّر

(٧٦) مناسك الحج للعلّامة سنان أفندى الحنفى، مخطوط مصوّر

(٧٧) مرأة المناجيح شرح مشكوة المصابيح للمفتى أحمد يار خان الحنفى النعيمى(ت ١٣٩١هـ)، مطبوعة: قادرى ببلشرز، لاهور

(٧٨) النهر الفائق شرح كنز الدقائق للإمام سراج الدين محمد بن إبراهيم ابن نجيم الحنفى(ت ١٠٠٥هـ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٢هـ-٢٠٠٢م

(٧٩) نهاية الأمل فى بيان مسائل الحج البدل للعلّامة محمد عبد الحق اله آبادى الحنفى(ت ١٣٣٣هـ) ، مطبوعة: جمعية إشاعة أهل السنة، باكستان، كراتشى، طباعت: ١٤٣٩هـ-٢٠١٨م

(٨٠) الهداية للإمام برهان الدين على بن أبى بكر المرغينانى الحنفى (ت٥٩٣هـ)، مطبوعة:دار الأرقم،بيروت

طلاقِ ثلاثہ کا شرعی حکم

مؤلف

حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی

(رئیس دارالافتاء جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان)

مرتب

حضرت علامہ مولانا محمد عرفان قادری ضیائی مدظلہ العالی

(ناظم اعلیٰ جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان)

ناشر

جمعیتِ اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

منظوم نذرانۂ عقیدت برائے اساطین
"جمعیّت اشاعت اہلسنّت"

(۱) واجب الاحترام استاذ الاساتذہ حضرت علاّمہ ڈاکٹر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی (شیخ الحدیث شعبۂ حدیث و رئیس منصبِ افتاء)

(۲) بخدمتِ اقدّس خوشبوئے ضیاء الدین حضرت علاّمہ محمد عرفان ضیائی بانی ادارہ ہذا

(۳) عزّت مآب محترم و مکرم و محتشم حضرت علاّمہ مختار احمد اشرفی مہتمم مدارس جمعیت اشاعت اہلسنّت

"جمعیت اشاعت "مجلّہ مُبین است
برائے فروغِ دینِ متین است

"جمعیّت اشاعت" ایک ایسا دیدہ زیب (علمی و فکری) رسالہ ہے جو فروغِ دین اور خدمتِ اسلام کے لئے (وقف) ہے۔

تعالَی اللہ ایں کاوش عطاءُ اللہ نعیمی
چہ قدر جلیل و حُسین است

سبحان اللہ! (مفتی) محمد عطاء اللہ نعیمی کی یہ کاوش کس قدر جلیل و جمیل اور حسین ہے۔

یَا اَیُّہَا الْمُشْتَاقُوْنَ بِعِلْمِہ
کہ آں اماناتِ اسلاف را امین است

اے ان کے مشتاقانِ علم و کمال سنو! وہ اپنے اسلاف کی امانتوں کے امین ہیں۔

صد مرحبا خلوصِ عرفان ضیائی
تو خوشبوئے "ضیائے دین" است

(علامہ) محمد عرفان ضیائی کے جذبۂ خلوص کو صد بار شاباش، آپ کا وجود مردِ حسن ضیاء الدین مدنی کی سدا بہار خوشبو سے عبارت ہے۔

دریں جامعہ یک مردے خود آگاہے
باصد تمکین وشاں مکین است

جامعۃ النّور میں ایک مردِ خود آگاہ (علاّمہ ضیائی) صد عزّت و عظمت اور شان و شوکت کے ساتھ براجمان ہے۔

دراں مرکز فیض "اشرفی" آشکارا
ھو الاستاذُ للبنات والبنین است

اسی فیض بار مرکز میں (علاّمہ مختار احمد) اشرفی کا فیض بھی ظاہر باہر ہے آپ مدارسِ جمعیّت کے منتظم و مہتمم ہیں۔

سلام شوق اے مفتیانِ "النّور"
جگر کاوی و عرق ریزی شما صد آفرین است

اے "جامعۃ النّور" کے علماءِ اسلام شوق و محبت قبول فرمایئے تمہاری علم و فنون، تحریر و تدریس اور فتاویٰ نویسی میں کمال محنت اور جاں فشاں قابلِ تحسین ہے۔

اے خوشہ چنیاں خَرمنِ احمد رضا
خامۂ تحقیق شُما لائق تحسین است

اے (شہریارِ علم مولانا) احمد رضا خاں بریلوی کی بارگاہ سے خیرات پانے والے علمائے ذیشان تمہارا محققانہ قلم داد و تحسین کا حقدار ہے۔

خوشا بخت اے اراکینِ "اشاعت"
خدائے دوجہاں مددگار و معین است

اے جمعیّت اشاعت کے خُوش بخت اراکین و معاونین خدائے دوجہاں ہی تمہارا مُعین و مددگار ہے۔

خدارا یا اساطین "جمعیّت"
طلبگارِ دُعاء فائق حزیں است

اے جامعۃ النّور کے اربابِ فکر و نظر علماء اور جمعیّت اشاعت میں کلیدی کردار کے حاملین! خدا کے لئے فائق غم زدہ (غلام جیلانی) آپ کی پُر خلوص دعاؤں کا طلبگار ہے۔